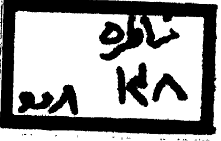
V.0 762



۱۴۸۷

۶۰۶

تصویر غالب و مغلوب

یہ رسالہ منشی بعدیل جناب سید سجاد حسین صاحب کی تصنیف سے ہی مناظرہ میں اِس قسم کی تحاریر کا قید قلم میں لانا منشی صاحب موصوف کی ذات بابرکات ہی کے لئے مختص ہی اگرچہ رسالہ مذکور میں انتہائے تہذیب و شایستگی کو برتا گیا ہی لیکن چونکہ حضرات اہل سنت والجماعت کچے پکے حالات سُننے کے عادی نہیں لہذا انکو بصدائے کوس جتلایا جاتا ہے کہ اِس کتاب کو نہ تو خریدیں اور نہ مطالعہ فرمائیں۔

مصرع بر رسولاں بلاغ باشد و بس

بہ مطبع یوسفی دہلی باہتمام سید علی حسین
طبع شد

تاریخ اعثم کوفی اردو

یہ کتاب علم تاریخ وسیر میں اول درجہ کی مستند کتاب ہے اہل جماعت تو اسلئے قدر افزائی کرتے ہیں کہ اُن کے ایک فاضل جلیل نامور کی تصنیفات سے ہے اور حضرات شیعہ اسلئے خرید فرماتے ہیں کہ مصنف کے قلم سے اکثر مقامات پر کلمات حق بیساختہ نکل گئے ہیں اور مذہب حقہ کی جا بجا سے تائید ٹپکتی ہے اس تاریخ میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد سے لیکر اعنی جس وقت سے کہ بنی ساعدہ کے چھتے میں خلافت کی بابت مشورہ ہوا اور یہ کہ خلافت ابوبکر کیونکر قرار پائی اور بنی ہاشم کو بھی شریک مشورہ کیا یا نہیں خلافت اول میں فتوحات اسلامی کی کیا کیا صورتیں رہیں خلافت اول کے بعد دوم خلافت کس طرز وطریق پر قایم ہوئی اور اُس نے کیا کیا رنگ جمائے جناب علی مرتضے نے خلیفہ ابوبکر وخلیفہ عمر کی جانشینی کے وقت اپنا حق خلافت کن الفاظ میں جتلایا اور خلیفتین نے کیا کیا عذرات پیش کئے اور خلفائے مذکورہ کے ہوا خواہوں نے کن الفاظ میں معذرت کی اور خلافت سیوم کی کیا حالت رہی اور کن کن بدعات ومخترعات وخلاف ورزی احکام اسلامیہ کی بدولت انجام کار کیا امر ناشدنی پیش آیا پھر خلافت مرتضوی کس جوش وخروش سے تسلیم کی گئی۔ الغرض انجام کار سقیفہ بنی ساعدہ کے شورے کی بدولت فرزند رسول الثقلین کیا کیا مصائب اُٹھاکے راہی جنت ہوئے تا شہادت مظلوم کربلا کل کیفیت مندرج ہے۔ یہ کتاب دراصل بہ زبان فارسی تھی ہمنے بصرف زر کثیر وسعی بلیغ اُسکا ترجمہ بزبان اردو کرایا ہے قدردانی قدردانوں کے ہاتھ ہے۔ قیمت صرف عہ۸/

الحق یعلو ولا یعلیٰ علیہ

الحمد للہ والمنۃ کہ درین عہد معدلت مہد بزمانہ خوش اسلوب واعنی

غالب و مغلوب
سلسلۂ تصویر

۱۹۰۴ء

۱۳۲۲ھ

من تصنیفات منشی سید عدیل و ضیا بخان جلیل السید سجاد حسین صاحب

در مطبع یوسفی دہلی طبع شد

تصویرِ غالب و مغلوب

سلسلۂ اوّل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد وفاتِ جناب رسالتمآب علیہ الصلوٰۃ والسلام زمانہ نے کچھ ایسا پلٹا کھایا کہ خاندانِ نبوت سے بالکل برگشتہ ہوگیا دمبدم اہلبیتؑ کے آزار پر اس بیباکی سے بند قبا کھولے کہ پہلوانانِ دنگل نشین کی صورت بنگیا آلِ رسولؐ سے کبھی کسی کو آرام و چین نہ لینے دیا واقعہ کربلا اسکی شہادت میں ایسا کافی ثبوت ہے کہ جسکے بطلان پر کسی کو قدرت نہین زمانۂ ناہنجار نے کچھ یہی نہین کیا کہ دُنیا سے اہلبیتؑ کے نفوسِ قدسیہ کے مٹانے مین کوشش کی ہو بلکہ یہانتک زیادتی کی ہے کہ اُنکے فضائل و مناقب کے دبانے اور چھپانے مین اپنی پوری قوت دکھلائی ہے اگر کوئی شخص اُنکے ساتھ فدویانہ برتاؤ کرتا تھا یا آنکہ اپنا فلاح دینی سمجھکر اظہارِ فضائل مین قلم اٹھاتا تھا اسکے استیصال کلی پر اس اہتمام سے کمربستہ ہوجاتا تھا کہ پایان نہین فضائلِ اہلبیت کے بیان کرنیوالو نپر ارّہ جفا پھرایا جاتا تھا دست و زبان قلم ہوتے تھے بقول شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی و شاہ ولی اللہ امام نسائی کو محض علیؑ مرتضیٰ کی فضیلت بیان کرنے سے ایسی تیلی بیلی آنکھین دکھلائین اور اہل شام سے بیچارہ کو باین بیدردی پٹوایا کہ بالآخر ضربِ شدید اٹھا کر ہلاک ہوگیا

پس قیاس کرنیکا موقع ہے کہ جب زمانہ کی مخالفت کسی گروہ کو ایسی سلطنت کے پنجہ
میں پھنسا دیوے کہ وہ گروہ اپنے مذہبی وقار کے اظہار سے معطل ہے تو کب ممکن
ہوسکتا ہے کہ وہ جماعت مغلوب سلطنت اپنے فرائض مذہبی ادا کرسکے یا یہ کہ اپنے
عقائد کی تصویر کو خوشنما کرکے عام منظر گاہوں پر بنظر ترغیب و ہدایت لٹکا سکے ہر مذہب
کے رائج وشایع ہونیکے لئے سلطنت ایک ایسی ضروری چیز ہے کہ بے اُسکے ہرگز ترویج
واشاعت نہیں ہوسکتی۔ مذہب ایک قالب بیجان ہے حکومت وریاست اُسکی روح
قالب جب ہی کلبلاتا ہے جبکہ ہر رگ وپے میں روح دوڑ دھوپ کرتی ہے الحاصل
جبتک کہ سلطنت بنی امیہ وبنی عباس خاندانِ نبوت پر سیف بُران چلاتی رہی
موالیانِ اہلبیت مثل قالب بیجان کچھ حرکت مذبوحی کرتے رہے جس جسقدر کہ
سلاطینِ خوارج ونواصب کا زور کم ہوتا رہا اتنا ہی مذہب شیعہ شکوہ زمانہ سے ہاتھ پیر
چھوڑا تارہا تا اینکہ خدا نے ہمارے سروں پر اُس سلطنت کا سایہ ڈالا کہ جس نے اپنے
انصافِ خسروانہ سے عام مذاہب کو جامِ آزادی پلاکر مست وسرشار بنایا ہمکو لازم ہی
کہ ایسی پُر عدل وداد حکومت مین تقریری وتحریری فوٹوگراف سے مذہبی تصویر کھینچکر
عام طور پر وقتاً فوقتاً دکھاتے رہین عجب نہین کہ اہل انصاف ہمارے ایمانی نقشہ کو
تمامی عیوب سے پاک اور خوشنما دیکھکر اس طرف توجہ فرمائیں اور ہمارے ناواقف ہم مذہب
آئینہ مین اپنے خط وخال کی خوبی دیکھکر کسی دوسری صورت پر رال نہ ٹپکائین۔ بنابران
حقیر وذلیل نے اپنی ذات پر لازم کرلیا ہے کہ گاہ گاہ بلا التزامِ وقت مذہب شیعہ
کی وقعت اہلِ زمانہ پر ظاہر کرتا رہے۔ ہرچند کہ معاملات مذہبی میں لکھنے پڑھنے اور
بحث ومباحثہ کرنے کی اب کوئی ضرورت باقی نہین کیونکہ محققین سابقین نے کسی

مسئلہ نزاعی کو ایسانا کافی نہین چھوڑا کہ متاخرین کو ہاتھ ہلانے کی ضرورت پڑے۔ مگر افسوس ہے کہ اہلِ اسلام اپنے قدیم علوم سے ایسے بے بہرہ ہوگئے اور ہوتے جاتے ہین کہ تالیفات علما کی حقائق واقعیہ سے بالاستیعاب فائدہ نہین اُٹھا سکتے علمائے کرام نے محنتِ شاقہ سے اپنی جانِ عزیز کو کاہیدہ و فرسودہ کرکے جو گوہر آبدار جگر چیر چیر کر نکالے تھے وہ ملک کے بے علم ہونے سے ہم سنگ خذف پارہ ہوگئے علمائ ملتِ شیعہ نے بظاہر دو مطلب سے امورات مذہب مین گفتگو کرکے کتابین لکھی تھین (اول) اپنے ہم مذہبون کی شکوک مخالفین سے حفاظت (دوم) حضرات اہلسنت کی ترغیب و ہدایت۔ پہلا مطلب خواص شیعہ کے لئے۔ نفع بخش ہوا۔ مگر عام مومنین نے اپنی بے علمی سے بوجہ دقتِ مضامین و شوکتِ الفاظ کوئی فائدہ نہ اُٹھایا۔ کتاب غریدی اور الماری پر رکھکر سوائے برسات کے کبھی ہاتھ نہ لگایا۔ دوسرا مطلب ترغیب و ہدایت پر مشتمل تھا اُسکو اہلسنت نے عمداً بحکم مذہب ترک کردیا۔ بانیانِ ملتِ سُنیّہ نے اس بات کو ضروریاتِ دین مین داخل کردیا ہے کہ نہ شیعہ کی کتابین دیکھو اور نہ اُن سے مذہبی باتین سنو اسلئے کہ وہ لوگ صحابہ کے مطاعن و قوادح کچھ اس غضب کے چم وخم سے بیان کرتے ہین کہ پائے ثبات کو لغزش ہوکر شاخ سُنّت سے پھسلنا پڑتا ہے۔ (دیکھو) تحفہ کا صفحہ (۳) امام غزالی وغیرہ نے لکھا ہے کہ واعظ پر حرام ہے واقعات شہادت حسنین کا بیان کرنا اور نیز اُن معاملات کا جو کہ بربنائے مخاصمت صحابہ مین واقع ہوئے کیونکہ اُنکا سننا مجریہ بغض صحابہ ہوتا ہے۔ ناظرین خود غور فرما سکتے ہین کہ ایسے حضرات مذہبی حالات پر کیا اطلاع پا سکتے ہین جو کہ معائنہ کتب کو حرام

سمجھین موجدانِ ملتِ سُنیہ نے اِس روک ٹوک مین عجیب مطلب بے رگ کی تخم ریزی کی ہے چونکہ ماشاء اللہ عاقل وفرزانہ تھے سمجھ گئے کہ جسوقت آلِ محمدؐ کا تباہ وبرباد ہونا مسلمانون کی کتابون میں دیکھین گے یا واعظون سے سنیں گے ظالمان آلِ رسولؐ کی خدمت مین ضرور بہدیتاً کچھہ الفاظ پیش کرین گے۔ پس اُنھون نے بطور تقدم بالحفظ قطعی ممانعت کردی کہ نہ شیعہ کی کتاب دیکھو نہ اُن کے ساتھہ نشست وبرخاست کرو نہ مجالس سیّد الشہداءؑ میں جاؤ یہی وجہ ہے کہ حضرات اہلسنّت کی طبائع سے محبّتِ اہلبیت اُٹھ گئی۔ ایام محرّم میں اُنکو یہ بھی خبر نہین ہوتی کہ ان دنوں کس امّت کے نبی پر ارّۂ جفا پھرایا گیا۔ علماء متعصب کی اتباع سے پاشکستہ ہوکر ایسے دائرہ نشین کنج مسلمانی ہوئے کہ گوبر کے کیڑے اور کنوئیں کے مینڈک جیسے بنگئے کنوئین کے مینڈک کی انتہائے سیاحت چند ذراع مدور ہے چونکہ سوائے دورِ چاہ اُس نے کبھی کوئی دریائے ناپیدا کنار نہین دیکھا۔ لہذا یہی جانتا ہے کہ بس وسعتِ دنیا اسی قدر ہے ایسے ہی گوبر کا کیڑا اُس بقعۂ سربستہ کو تمام کرۂ زمین کا نقشہ سمجھتا ہے اہلسنّت کی ہمہ واقفیت شاہ صاحب کے تحفہ تک محدود ہے۔ وہ بہ تعلیم شاہ صاحب یہی جانتے ہین کہ شیعہ عبداللہ ابن سبا کے چیلے ہین صحابہؓ و اہلبیتؑ باہم متحد تھے۔ خلفاء کبھی کسی جنگ سے نہین بھاگے۔ آنحضرتؐ کی نبوت مین شک کرکے شاکین ومرتابین کی جماعت میں اعلےٰ درجہ کا پاس حاصل نہین کیا تقسیمِ غنائم میں حضرتؐ کو غیر عادل کہکر اُنکا دل نہین دکھایا۔ لشکرِ اُسامہ سے پاکشی کرکے تازیانۂ لعن نہین کھایا۔ جنابِ مانیطق عن الہوےٰ کو ہذیان گو کہکر تو موعنی کا خطاب نہین پایا نبیؐ کو بے گور وکفن چھوڑ کر سقیفہ مین سرگرم مشورت نہین ہوئے نہ اہلبیتؑ سے خلافت لی نہ فاطمہؑ کو

گھر پھونکنے کی دھمکی دی نہ فدک کو ضبط کر کے داخل خالصہ کیا نہ خمس کو بند کر کے آل
نبی کو محتاج بنایا نہ مسلمانون پر الزام ردت قائم کر کے سیف اللہ چلائی - نہ متعہ کو حرام
کر کے اہل اسلام مین وبائے زناکاری پھیلائی نہ تراویح کو ایجاد کر کے اُسکے موجد نے
بدعت کہا نہ حی علی خیر العمل کو اذان سے گرایا اور نہ الصلوٰۃ خیر من النوم کو اپنی
تجویز سے داخل کیا نہ نبی صلعم نے اُنکو انسان صورت و شیطان سیرت کہا - نہ علیؑ نے
کاذب و غادر و خائن و آثم سمجھا وغیرہ وغیرہ کاش بدر و حنین و خیبر و اُحد و دیگر
معارک و مجاہد کے حالات اپنی ہی کتابون مین حضرات دیکھتے تو معلوم ہو جاتا
کہ کس کس نے چمکتی ہوئی سے آنکھ چرا کر معرکہ جنگ سے پشت پھرا کے ثم ولیتم مدبرین
کا جنگی تمغہ زیب گلوئے نازک کیا ہے - المختصر چونکہ بڑی بڑی کتابون کا دیکھنا ہر شخص
کو متعذر ہے - لہذا مینے اپنی ذات پر لازم کر لیا ہے کہ عام فہم اُردو مین کتب معتمدہ اہلسنت
سے معاملات بالا و دیگر صدہا و ہزارہا قصص صحیحہ کو ایک دو ورق پر لکھکر گاہ گاہ ہدیہ
انظار ارباب انصاف کرتا رہون - مین یقین کرتا ہون کہ متحیران کوچہ حقیقت جب
معاملات کو بنظر صحیح ملاحظہ فرمائینگے ضرور بر سر انصاف ہو کر افتراق حسن و قبح
کر کے جادہ پیمائے صراط مستقیم ہون گے اس ابتدائی پرچہ مین نحیف کوئی مذہبی مباحثہ
نہین کرتا بلکہ کچھ رجز خوانی کرتا ہے اُسے سن لو اور پھر امیدوار رہو انشاءاللہ آئندہ
زمانہ مین ناظرین کو عجیب باغ شاداب دکھاؤنگا جناب مولوی خلیل احمد صاحب کتاب
مستطاب ہدایات الرشید کے صفحہ ۲ سطر ۲۰ پر ارقام فرماتے ہین) بحمد اللہ تعالےٰ
تیرہ سو برس سے اہلسنت اور اُنکا مذہب حسب وعدہ خداوند تعالیٰ بہ مضمون آیہ
کریمہ) ہو الذی ارسل رسولہ بالہدیٰ و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ ولو کرہ الکافرون[1]

[1] قرآن مین بجائے کافرون کے مشرکون ہے مولوی صاحب ممدوح نے کافرون لکھا ہے لہذا نقل مطابق لکھا گیا

عموماً تمام ادیان و مذاہب پر اور خصوصاً مذہب تشیع پر جو ابتدائے حدوث سے ستر تقیہ
مین مستور و مستتر رہا ہے غالب چلا آیا ہے اور انشاء اللہ حسب وعدہ تا قیام قیامت
غالب رہیگا۔ آیۂ موصوفہ بالا کا مولوی صاحب ممدوح نے یہ ترجمہ کیا ہی وہ ذات وہ ہے
جس نے بھیجا اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ تاکہ غالب کرے اُس کو
تمام ادیان پر اگرچہ برا لگے کافرون کو۔ اس آیۂ مبارکہ پر استدلال کرنے سے جناب
مقدم الوصف نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اہلسنت مثل رسول پاک تمام مذاہب باطلہ
اور خصوص مذہب شیعہ پر غالب ہین اور بوجہ مغلوب ہونیکے شیعہ کافر ہین۔ مین تعجب
بلکہ افسوس کرتا ہون کہ صاحب ہدایات الرشید نے باوصف دعوی تہذیب
شیعہ کے مقابلہ مین ایسے سخت لفظ کا کیون استعمال کیا کہ جس سے بالاتر برا کلمہ ممکن
نہین۔ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے کلمات لکھنے مین مولوی صاحب مجرم
قرار نہیں پا سکتے بلکہ ایک حد خاص تک معفو سمجھے جا سکتے ہین کیونکہ اُن کے پیشوائے
ملت حضرت معاویہ بھی جناب امیرؑ کو گالیان دیا کرتے تھے۔ پس باتباع امام خود اگر
اُنھون نے شیعیان مرتضوی کو کافر کہا تو کیا بیجا کیا۔ ہو سکتا تھا کہ بجو اسکے۔ ع
کلوخ انداز را پاداش سنگ است۔ ہم بھی مولوی صاحب کو کافر و زندیق کہکر اپنا
دل ٹھنڈا کر لیتے اور حضرت موصوف بھی ہمارے جواب ترکی بہ ترکی کو صدائے گنبد
سمجھکر غایت انصاف سے دم بخود ہو جاتے۔ مگر ہم ایسے غیر مہذب نہین کہ کلمہ پڑھتے
ہوئے شخص بلکہ مصنف اہلسنت کو کافر کہدیوین یا حکام وقت سے استغاثہ کر کے
اسلام جیسے گروہ کو بنظر عوام بدنما کرائین یہ حصہ حضرات اہلسنت ہی کا ہے کہ ادنے
ادنے باتون پر کمرہٴ عدالت کا طواف کرتے ہین کبھی دعوے ہوتا ہے کہ لفظ بالاصل

تبرا ہے کا ہے مستغیث ہوتے ہین کہ ضرب کتاب سے سر دکھتا ہے۔ کبھی فرماتے ہین کہ ناصر الایمان سے گڑے ہوئے کوئلے اُکھڑ گئے۔ کسیوقت چڑھائی ہوتی ہے کہ برق لامع سے آنکھین چکاچوند ہوگئین جب کچھ بن نہین پڑتا عرضیان دیتے ہیں۔ تعزیہ نہ بنایا جائے جھولا نہ نکالا جائے۔ ناقون پر سیاہ عماریان نہ باندھی جایئن ۲۱۔ رمضان شریف کو جناب امیر کا تابوت نہ اٹھایا جائے۔ جیساکہ ابھی ڈبائی ضلع بلندشہر مین ایک مقدمہ برپا ہوکر بحق شیعہ فیصل ہوا۔ گورنمنٹ عدل گستر نے بھی سمجھ لیا ہے کہ یہ گروہ اپنی کثرت وجمعیت سے شیعہ کو دبانا چاہتا ہے۔ پس نہ کوئی کتاب چھپنے سے بند ہوئی نہ خلیفۂ بلافصل جسکے سلنے سے دل دُکھتا ہے موقوف ہوا بلکہ دمبدم ترقی ہے حضرات ہنود نے فضول شورشین برپا کرکے گاؤکشی کو ترقی دلائی اہلسنت نے اعتراضات کرکے اپنے دل دکھانے والے امور کو ایک سے سو درجہ تک پہنچایا۔ اگر پہلے سٹو آدمی خلیفہ بلافصل (جسکو باصطلاح اہلسنت تبرا کہتے ہین) کہتے تھے ثواب ہزار در ہزار کہنے لگے محشر مین ایک عجیب حشر برپا ہوگا جب دیوتا اور کالی دیبی ہندوؤن پر معترض ہونگے کہ تمنے جھگڑے پیدا کرکے لاکھون جانون پر چھری پھروائی۔ ایسے ہی نوحہ کنان دست بر سر زنان صحابہ اہلسنت سے شکوہ مند ہون گے کہ تمنے ناحق شیعہ کو چھیڑ چھیڑ کر ناگفتنی سے ہماری رُوحون کو اذیت دلائی۔ الحاصل چونکہ صاحب ہدایات الرشید نے اپنی جلیل القدر کتاب کے دیباچہ مین جسکو دیکھنیوالا عموماً اہلسنت نمونۂ عجائب قدرت خداوندی اشتہارات مین لکھتے ہین اپنے غالب اور شیعہ کے مغلوب ہونیکا دعویٰ کرکے اہل تشیع کو کافر قرار دیا ہے۔ لہذا اِس مقدمہ مین یہ تنقیح نکالی جاتی ہے کہ شیعہ وسنی مین غالب کون ہے۔ اہلِ انصاف کی نظر مین بعد معائنہ نتیجۂ تنقیح جو فرقہ مغلوب متصور

ہوگا وہی گروہ بقول صاحب ہدایات الرشید حسب مفاد آیہ موصوفہ بالا کافر محض قرار پائیگا۔ **واضح ہو** کہ ہندوستان مین سب سے پہلے بقول ع اُٹھا خدا کے قہر کا طوفان تنور سے جناب شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی نے تحفۂ اثنا عشری لکھکر مسلمانونکی کشت اتحاد میں اُلٹے ہاتھ سے تخم عداوت بویا۔ پہلے سب ملے جلے آپسمین شیر وشکر رہتے تھے عام لوگونکو اتنی بھی خبر نہ تھی کہ شیعہ معاندین خاندان نبوت کی خدمت مین کیا تحفہ و ہدیہ پیش کرتے ہین تحفہ کے شائع ہونے سے دونو فرقے کے آدمی ایسے تمیز پاگئے کہ جیسے زنگیون سے ایرانی۔ اس موقع پر مجھکو یہ بات دکھانی منظور ہے کہ شیعہ نے بعد معائنہ تحفہ کیا کارروائی کی آیا خاموش ہو کر بیٹھ رہے یا کچھ ہاتھ پیر ہلائے تحقیقات سے ثابت ہوتا ہے کہ چپ نہین رہے بلکہ اُسکو تختۂ مشق سمجھکر اکثر علمائے قلم کاری کی۔ تحفۂ موصوفہ کے بارہ باب ہیں ہر باب کے جواب مین جداگانہ کتب جسیم وضخیم لکھ ڈالین سب سے پہلے جناب مستطاب حکیم مرزا محمد صاحب دہلوی نوراللہ مرقدہٗ نے نزہتہ اثنا عشری ملقب بہ نصرت المومنین بارہ جلدون مین رقم فرماکر شاہ صاحب موصوف کو ایسا جلوہ دکھایا کہ تحفہ میں حسب قواعد مصنفین اپنا نام نامی واسم سامی شائع کرنے سے رُک گئے اور حافظ عبدالحکیم کے نام سے وہ رسالہ موسوم ہوا کیفیت یہ ہوئی کہ اِدھر دربار سلطانی مین اجزائے تحفہ پہنچے اور اُدھر بامداد و دستگیری جناب حکیم شریف خانصاحب جد امجد حکیم محمود خانصاحب سنی المذہب از جانب مرزا صاحب مرحوم اُسکا رد۔ غرضکہ اعتراضات کے ساتھ ہی ساتھ جواب بھی ہدیۂ اہل دربار ہوتا رہا۔ باین سبب شاہ صاحب کو جرأت نہوئی کہ بخیال بقائے نام دیباچہ مین اپنا اسم مبارک ظاہر فرماتے۔ کیونکہ شان جوابات سے اصل کتاب کی ہیو قاری ہماےالعین

بذاتِ خود ملاحظہ فرما چکے تھے لازم تو یہ تھا کہ اِس تحفۂ معجون کو مرتبانِ حکمت مین بند
کر کے طاقِ نسیان پر ڈالدیتے۔ مگر ایسا کیون کرتے اُنکو تو بالطبع خاندان نبوت کی
مخالفت پر لوگون کا قائم رکھنا مدِ نظر تھا۔ لہٰذا اُسکو ایک شخص مجہول الحال سے نامزد
کر کے اہلسنّت کے لئے وظیفہ بنا دیا۔ بعد ترتیب و تکمیل نزہتہ جناب غفران مآب لازال
مقتدانا السید دلدار علی صاحب فاتحۂ بابِ ایمان بارض ہندوستان صاحب عماد الاسلام
نے بابِ دوازدہم کا جواب مسمی بہ ذو الفقار و باب ہشتم کا موسوم باحیاء السنتہ و باب
پنجم کا صوارم الٰہیات وجواب باب ششم ملقب بہ حسام الاسلام تحریر فرمایا۔ پس ازان
اُن کے شاگرد رشید علامہ کنتوری جناب مفتی السید محمد قلی صاحب اعلی اللہ مقامہ نے
جواب بابِ اوّل معروف بہ سیف ناصری و برہان سعادۃ وجواب باب دوم موسوم بہ تقلیب
المکائد وجواب بابِ ہم معروف بہ تشئید المطاعن تین جلدون مین ارقام فرمایا۔ پھر
جناب سلطان العلماء السید محمد صاحب رضوان مآب نے بجواب حدیثِ قرطاس کتاب
مستطاب طعن الرماح اور مسئلہ متعہ کے متعلق بارقۂ ضیغمہ در جواب باب ہفتم مشہور
بہ بوارق موبقہ تحریر فرمایا۔ علاوہ حضراتِ موصوفِ بالا دیگر علماے اعلام و فضلاے
کرام نے بھی بقدر گنجائش وقت قلم اُٹھایا۔ چنانچہ اوحد الناس المفتی سید محمد عباس
صاحب نے جواہر عبقریہ لکھا اور حسان زمانہ جناب سبحان علی خانصاحب وزیر اعظم
ملک اودہ نے وجیزہ کہ جسکے مثل کا ممکن ہونا محال ہے حوالہ قلم فرمایا۔ پھر فاضل جلیل
مرزا محمد اخباری نے ایک جواب بطرز جداگانہ تمام ابواب تحفہ کا لکھا سب سے آخر
آیتہ اللہ فی العالمین امام المتکلمین رؤس الناظرین کاسر اعناق المنافقین مولانا و مولی
المخالفین مولوی السید حامد حسین صاحب قدس اللہ سرہٗ و نور اللہ مرقدہٗ

نے صرف باب ہفتم متعلق بامامت کا جواب جوکہ اہم مسائل اختلافیہ مابین سنی وشیعہ ہے مسمی بہ عبقات الانوار تیس جلدوں میں باین شان لکھا کہ باون ورق باب ہفتم کے جواب مین تقریبًا پچاس ہزار ورق لکھکر پھینکدئے ہرچند کہ روئے کلام جناب شاہ صاحب سے تھا مگر ضمنًا امام فخر رازی وامام غزالی وابن حجر مکی وابن روزبہان وقاضی عبدالجبار واعور وابن تیمیہ وصاحب سیف مسلول ومرفض الروافض وثنا اللہ پانی پتی وغیرہ متکلمین کے اقوال کو باین عنوان مسترد فرمایا کہ آج دنیامین کوئی عالم اہلسنت نہین ہے جواس کتاب کی جلالت شان سے خوف زدہ ہوکر خواب مین نہ چونک پڑتا ہو چونکہ تحفہ سرزمین ہند پر نونہال حدیقۂ سُنت ہے ۔ لہذا حسب داب مناظرہ اہلسنت پر لازم تھا کہ کیتی کرکے ہزار ضرور توں پر خاک ڈالکر سو توڑ جوڑ کرکے آبیاری دوات وقلم جواب الجواب لکھنے سے اُسکی پژمردہ شاخون اور کملائی ہوئی پتیون کو تروتازہ رکھتے ڈھیلی جڑون اور ہلی ہوئی جڑون پرمٹی چڑھاتے شیعہ کے صرصر کلام کے سخت سخت جھونکون سے اُسکو مستاصل نہونے دیتے۔ مگر نہایت افسوس کے ساتھ ظاہر کیا جاتا ہے کہ باغبانون کی غفلت یا قصور ہمت نے اُس سبز باغ کو ایسا پت جھڑ کیا کہ بعض مصنفین اہلسنت نہایت حسرت سے کہتے ہیں **بیت** باریدبباغ ماتگر گے ؎ درگلبن ما نماند برگے ؎ ایک تحفہ کی گردن پر اتنی کثیر التعداد کتابین چڑھی بیٹھی ہیں ۔ بیچاری کا دب وباکر چورا بنگیا ۔ مگر کسی عالم کی ہمت نے یہ تقاضا نہ کیا کہ دس بیس ہی جلدون کا رد لکھدیتے اور نہ بھی تشئید المطاعن کا جواب حوالۂ قلم فرماکر خلفا ء پاکباز کو زنجیر طعن کی پیچدار لپیٹ سے چھوڑاتے اگر حضرات اہلسنت اجوبۂ تحفہ کے ابطال پر قدرت نرکھتے تو انہیں مقامات کا جواب لکھدیتے جہان

شاہصاحب نے راہ پیمائے دیانت ہو کر نقلِ عبارت یا حوالہ ہائے کتب میں علمائے شیعہ کی قلم سے خطاب راست بیانی پایا ہے۔ رشید الدین خان شاگرد رشید جناب شاہ صاحب کو جواب الجواب لکھنے کا کچھ جوش آیا تھا مسئلہ متعہ کے متعلق اُنہون نے گفتگو کرکے بذریعہ شوکت عمریہ زخم درون مقلدین کو کچھ مُندمل کرنا چاہا تھا ہنوز مرہم آلودپھاہیہ کے دہانِ زخم سے جدا ہونیکی نوبت نہ آئی تھی کہ ضربِ حیدریہ نے پھر چاک چاک کرکے بڑا لمبا چوڑا بنادیا۔ اب وہ زخم مثل پرنالہ کے ریزش کر رہا ہے مگر کسی سکدست کو یہ ہمت نہین ہوتی کہ فنونِ ڈاکٹری کو دخل دیکر بہتے ہوئے دنبل کی مرہم پٹی کرین بعد معائنہ حالات صدر انصاف بدستِ منصفین اہلِ سُنت ہے جسکو چاہین مغلوب قرار دیکر فتوئی کفر دیدیوین۔ میں زیادہ رائے نہین لگاسکتا مگر ہان اتنا ضرور کہونگا کہ اگر تحفہ کے جوابون کا رد کرنا حضرات اہلسنت پر ضروری نہین ہے تو بیشک اہلسنت غالب ہین اور ہم گروہ شیعہ مغلوب اور بربنا اُسکے بقول صاحب ہدایات الرشید کافر محض۔ اور اگر خدانخواستہ کسی نئی روشنی والے تعلیم یافتہ نے یہ جھگڑا پھیلا دیا کہ نہین نہین صاحب تحفہ کوئی نبی یا ولی نہ تھے جو اُنکی تحریر کو نقل کوح محفوظ سمجھکر جوابون پر نظر نہ ڈالی جاوے تو پھر ہم گروہ شیعہ غالب اورحضرات اہلسنت مغلوب متصور ہو کر اُسی خانہ مین آجائین گے جس کو صاحب ہدایات الرشید نے ہمارے واسطے تجویز فرمایا تھا۔ قولِ فیصل یہ ہے کہ اگر اہلسنت سوائے اپنے عقیدہ کے کسی دوسرے کے نزدیک بھی مسلمان بننا چاہتے ہین تو تمام ابواب تحفہ کے جوابون کا جواب لکھکر چھپوائین تا تکمیل جوابات بقول صاحبِ ہدایات الرشید ہر سُنی پاک مذہب اپنی ذات کو مغلوب شیعہ اور بربنا اُسکے وہی

سمجھیں جسکا سمجھنا مغلوب کو بمقابلۂ غالب حسب مفاد آیۂ موصوفہ بالا ضروری ہے
مولوی خلیل احمد صاحب ہدایات الرشید کے صفحہ ۳ سطر ۲ مین ارقام فرماتے ہین
(کہ میدانِ مناظرۂ تحریری نہایت وسیع ہے ہر ایک فریق دوسرے کے جواب مین
کچھ نہ کچھ کہہ سکتا ہے۔ دُنیا کے حالات مین غور کرنے سے معلوم ہوسکتا ہی کہ اگر بمقابلہ
ادیانِ باطلہ کچھ لکھئے تو وہ بھی جواب دینے سے نہ رکین گے) افسوس ہے کہ باین
وُسعت و فراخی اہلسنت کے لئے میدانِ مناظرہ نے بحدسے تنگی کی کہ نقطۂ پرکار
بنگیا۔ بقولِ صاحب ہدایات الرشید اگر ادیان باطلہ کے مقابلہ مین کچھ لکھا جائے
تو وہ بھی جواب دینے سے دریغ نہین کرتے اہلسنت تو ماشاءاللہ تنہا اپنی زبان سے
دعوئے مسلمانی کرکے ادعاء غلبہ کرتے ہیں نہ معلوم ایسی صورت یعنی مسکن گزین
شہر خموشان ہونے میں ادیانِ باطلہ سے کتنے نمبر گھٹے ہوئے ہین ہائے غضب
اہلِ باطل کو تو وہ جرأت ہو کہ کچھ نہ کچھ لکھنے سے بقولے ع کس بشنود یا نشنود من
گفتگوئے میکنم + باز نہ رہین اور اسلام کا سواد اعظم اپنے منہہ سے دعوئے غلبہ
کرکے خصم کے مقابلہ میں بے ہمتی پر چست کمر باندھے کہ ہٹ سے چت نہو دبی بلی
کی طرح کان کترواے اور کچھ غرفش نکرے۔ مین بڑے دعوی سے باآوازِ بلند
کہتا ہون کہ آج دُنیا مین اہلسنت کی کوئی ایسی کتاب نظیر نہ دکھا ئیگی جسکے متعدد
جواب شیعہ نے بمقابلۂ اصل کتاب یا دیگر کتب مناظرہ مین ندئے ہون مگر نہایت
افسوس ہے کہ اہلسنت باین کثرت وشوکت و مقدرت کوئی کتاب ہدیۂ ارباب
نظر نکرسکین گے جسکو انہون نے بطور جواب محتتم طریقہ سے لکھکر سبکدوشی حاصل
کی ہو۔ سُنی صاحبون کی بے بسی و کوتاہ دستی پر اگر اشک خونی بہائے جائین تو

غالباً خلاف ہمدردی نہوگا پھر صاحب ہدایات الرشید صفحہ مذکور کی سطر پانچ پر رقمزن ہین اکہ کوئی مسئلہ مختلف فیہ ایسا باقی نہین رہا کہ علماء فریقین نے کما حقہٗ اُس کی بحث وتفتیش اور بخوبی اُسکی چھان بین نہکی ہو اور جد وجہد کو اسکی تحقیقات مین غایتہ قصوی کو نہ پہنچایا ہو یہی وجہ ہے کہ علماء اہلسنت نے یہ مراحل طے کرکے استراحت فرمائی اور بدون ضرورت اس طرف توجہ نہین فرماتے اور شیعہ کی کتابین دیکھنا اور اُنسے ملنا اور میل جول ومناظرہ متروک کردیا۔ اس عبارت کو دیکھکر مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ اگر کسی باانصاف تعلیم یافتہ حق طلب سنی نے صاحب ہدایات الرشید کے ہاتھہ کو جھٹکا دیکر یہ عرض کیا کہ حضور آپ بلادلیل کیونکر اس بات کے کہنے کا استحقاق رکھتے ہین کہ کوئی مسئلہ اختلافی ایسا نہین ہے جسکی تحقیق وتفتیش علماء فریقین نے بدرجہ غایت نہ پہنچائی ہو۔ شیعہ اگر ایسا دعوی کرین تو حق بجانب ہے کیونکہ اُنہون نے ہماری عزیز الوجود کتاب تحفہ کو چاند ماری بنا دیا۔ ایک ایک ورق مین ہزار ہزار چھید کر ڈالے جنپر آپ حضرات کوئی پیوند یا چپی نہین چڑھا سکے جب کوئی شیعہ عبقات الانوار وتشئید المطاعن وغیرہ کا ہمارے سامنے اگر ذکر نام لیتا ہے سچ تو یہ ہے کہ فرط حجاب سے روح فنا ہوجاتی ہے سوائے آنکھین نیچی کرنیکے کچھ بن نہین پڑتا۔ اگر ہمارے علماء کسی آدھی تہائی کتاب کا بھی جواب لکھدیتے تو شیعوں کے آگے ڈالکر کچھ رفع ندامت کرلیتے اب کہاں سر دے مارین براہ مہربانی مذہب پر رحم کرکے فرش استراحت سے اُٹھئے گاؤ تکیہ چھوڑئے قلم ہاتھہ مین لیجئے۔ اگر درحقیقت بقول جناب ہم لوگ غالب ہین اور شیعہ مغلوب تو اسکو بذریعہ تحریر دکھا دیجئے آپ حضرات کا بستر آرام پر دراز ہوکر عروس راحت سے ہم آغوش ہونا مذہب کے لئے عموماً برا ہوا۔ تحفہ ومنتہی الکلام وغیرہ کے جوابون کو لاجواب پاکر لوگون کے پیر اُکھڑ گئے

شیخ احمد صاحب نے مذہب چھوڑا اور چلتے وقت او لاالہد لے سے وہ نور ہدایت پھیلایا
کہ صدہا کو خود جیسا بنا لیا۔ شیخ حبیب احمد صاحب سہارنپوری کا قصہ تو مشہور عالم ہے
تین ۳ سوال ایسے پر زور رکئے کہ ایک عالم تہ و بالا ہوگیا۔ اشتہار آئینہ حق نما کچھ ایسی نوکھی
شان سے نکلا کہ ہمارے تمام علماء کو ساکت کر دیا جن قیود و شروط سے پچیس ہزار کا وعدہ
دیا گیا تھا اُنمیں سے ایک کی بھی کوئی تکمیل نکر سکا۔ ہمارے اہل مذہب سے صاحب حد تحقیق
نے صاف لکھدیا کہ تحفہ کے جوابوں کا لاجواب پڑا رہنا بمرتبہ مضرت رسان ہوا کہ اہلسنت
مایوس ہوکر شاخ سنیت سے مثل برگ خزان دیدہ پتا توڑ ہوکر شیعہ کے ساتھ راکب
سفینۂ نوح یعنی مطیع اہلبیت ہوگئے بندہ کے نزدیک تو مولف حد تحقیق کا فرمانا نہایت
ہی صحیح ہے چہار طرف سے ایسی ہی وحشت ناک خبرین آرہی ہیں کہ کشن گنج ضلع پورنیہ
میں ایک دم سے چار سو سُنی شیعہ ہوگئے۔ پنجاب ضلع گجرات میں قوم اوان کے ۲۵
گھر معہ زن و مرد فرش نشین ماتم اہلبیت ہوئے۔ اب ہم کس کس کی فہرست دین
ہزاروں ایسے ہیں جو علانیہ مذہب چھوڑ بیٹھے اور بہت ایسے ہیں جو ترک کرنے پر
شیعہ لوگوں سے اُدھار کھائے ہوئے ہیں بین سچ کہتا ہون اگر آپ نے دوات قلم
پر زور نہ ڈالا اور مثل سابق خاموشی خانم سے دست وبغل رہے تو سوائے دُھنے
جلاہے۔ نائی۔ دھوبی۔ کنجڑے۔ قصائی کے کوئی ذی ہوش و صاحب عقل تو دُنیا مین
سُنی نرہیگا اس حالت میں بھی کسی نے سنت شیخین کو نہ چھوڑا اور دونو ہاتھوں سے
دبا کر مضبوط پکڑے رہا تو میں اُسکو سوائے ہٹ دھرم و مذہب پرست اور کچھ نہ کہونگا
المختصر اگر مجھکو ناظرین خوش دماغ و نازک مزاج کے پریشان خاطر ہونیکا مظنہ نہوتا تو
اہلسنت کے مغلوب ہونیکا کچھ اور حال عرض کرتا۔ مگر جبیر وبال ملال کا بار اُٹھا کر اتنا

اور کہے دیتا ہون کہ بعد شاہ صاحب مولوی حیدر علی صاحب فیض آبادی نے منتہی
الکلام میں انتہا کا زور دکھایا مگر تین مجلدات استقصاء الافحام سے وہ جواب پایا کہ
تا حال جوابے ندارد۔ پھر مولوی مہدی علی خان صاحب بہادر محسن الملک کو جوش
آیا آیات بنیات لکھے۔ مگر تین جلد رمی الجمرات سے ایسی سرد بازاری ہوئی کہ وفور
برودت سے سب کی انگلیاں اکڑ گئین ایک عالم بھی قلم نہ اٹھا سکا۔ مولوی محمد قاسم
صاحب بانی مدرسہ دیوبند نے ہدیۃ الشیعہ لکھی تحفۃ الاشعریہ والے نے ایسا چانٹا
مارا کہ کافر بنا کر چھوڑ دیا یقین نہو تو تحفۃ الاشعریہ کا ورق آخر دیکھ لو جسمین چند
علمائے سنیہ نے بجرم تبدیلی معانی قرآن مولوی صاحب ممدوح کو کافر لکھدیا۔
حضرت مرحوم نے غضب ہی کیا تھا فاطمہؑ کا ورثہ مٹانے مین یہان تلک ایمان داری
دکھائی کہ خدا کو کلکٹر اور نبی کو سر رشتہ دار لکھکر آیات قرآن کے معنی بدل ڈالے دوات
وقلم کے قصہ مین آپنے بجوش تسنن لکھدیا کہ رسول کی رائے چودہ موقع پر پیش گاہ
خداوندی سے مسترد ہو کر حسب صوابدید جناب عمرؓ نزول وحی ہوا۔ مولوی جہان گیر
خان صاحب شکوہ آبادی خواہ مخواہ انگلی کاٹکر شہیدون مین داخل ہو گئے بلا سبب
سلطان المتکلمین جناب شیخ احمد صاحب مؤلف انوار الہدیٰ کے سامنے ڈھیلا کنکر
باندھکر کھڑے ہو گئے۔ قدرت خدا دیکھئے اپنے ہی علماء کے ہاتھ سے بجرم گستاخی
جناب امیر تازیانۂ کفر کھا بیٹھے حضرت نے بہ ہیجان مادۂ خروج لکھدیا تھا کہ جیسی کرامات
اور خرق عادت حضرت علیؑ دکھاتے تھے ایسے جوگی بھی دکھا سکتے ہین معیار الہدیٰ کے
کا ورق آخر دیکھو تو حقیقت معلوم ہو علمائے اہلسنت نے ایسے ہاتھ دبا دبا کر کوڑے
لگائے ہین کہ دو دو انچ نشان ابھرے ہوئے ہین سبحان اللہ غالب ایسے ہی ہوتے ہین

جو تحفہ و منتہی الکلام و آیات بنیات و ہدیۃ الشیعہ وغیرہ کے جوابون کو دیکھکر یہ بھی دیکھہ سکین کہ کون چھپّر پر ڈھیلے پھینک رہا ہے اچھے خاصے دو عالم کافر قرار پاگئے اور کسی کی حمیت جوش نہین کرتی کہ ان بیچارون کی پیشانی مبارک سے داغ کفر مٹاکر اسلام کا چمکدار ٹیکا لگا دیوین۔ ہم پکار پکار کر کہہ رہے ہین۔ کوئی ہے۔ کوئی ہے کوئی ہے جو تحفہ و منتہی الکلام و آیات بینات و ہدیۃ الشیعہ وغیرہ کے جوابون کا جواب دے اور کافر شدہ علما کو بردِ مضامینِ فتاوے کفر مسلمان بناوے۔ میان کسی گوشہ مین کوئی ہو تو بولو ورنہ اقرار مغلوبیت کر کے اپنے آپ کو ویسا ہی سمجھو جیسا کہ صاحب ہدایات الرشید شیعہ کو لکھ چکے ہین ہر چند کہ ہر سُنّی پاکباز پر ان اوراق کا جواب دیکر اپنا غلبہ ثابت کرنا فرض ہے لیکن سب سے زیادہ جناب مولوی خلیل احمد صاحب استحقاق رکھتے ہین۔ کیونکہ انکی کتاب معروف بہ نمونۂ عجائب قدرت خداوندی کے دیباچہ پر دار و گیر کی گئی ہے اہل دانش جانتے ہیں کہ جس کتاب کا مقدمہ مجروح ہوگیا وہ تمام تر قابل مرہم وپٹی ہوگئی۔ درخت کی ہر شاخ کا سلسلہ جڑ سے متعلق ہوتا ہے۔ جبکہ بیلچۂ قلم سے اُس درخت کو مستاصل کر کے نیچے گرادیا تو شاخ بیچاری کیا تیر مارے گی پس بوجہ ایراد دیباچہ ہدایت الرشید تمام تر باطل ہوگئی **بیت** سعدی سے کہدو

اوس گلستان پہ پڑگئی پھبگی ؛ یہان تلک کہ وہ گل گل کے سڑگئی ؛

اعلان واجب الاذعان

مبلغ پچیس ہزار روپیہ اُس شخص کو انعام دیا جائیگا جو کہ مضمون ہٰذا کا جواب بردا جوبۂ تحفہ وغیرہ کمیٹی مین پاس کرادیگا مجیب کا اطمینان بعد طے شرائط جائداد سے کردیا جائیگا

العبد سید محمدی حسین ابن سید محمد علی حسن صاحب مرحوم رئیس لکرولی ضلع مظفرنگر

تصویر غالب و مغلوب

سلسلۂ دوم

واضح رائے ناظرین خوش آئین ہووے کہ جناب مولوی حافظ خلیل احمد صاحب مولف کتاب مستطاب ہدایات الرشید نے دعوی فرمایا تھا کہ اہلسنتہ بموجب آیۂ وانی ہدایہ

ہو الذی ارسل رسولہ بالہدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ تمام ادیان باطلہ اور خصوص مذہب شیعہ پر تیرہ سو برس سے غالب چلے آئے ہین۔ اور تا قیام قیامت غالب رہین گے۔ اُس دعوی کی حقیقت تصویر غالب و مغلوب سلسلہ اول مین باین عنوان دکھائی گئی ہے۔ کہ جملہ علمائے اہلسنت اور خصوص عالیجناب مولف ہدایات الرشید اُسکے معائنہ سے مثل پیکر تصویر دم بخود ہو گئے اللہ اکبر علوئے حق اسی کو کہتے ہین کہ میر محمدی حسین صاحب امیر کبیر و رئیس ابن رئیس نے غایت ہمت و جوانمردی و پُردلی سے محض خاصتہ لوجہ اللہ مبلغ پچیس ۲۵ ہزار روپیہ تصویر غالب و مغلوب کے باطل کرنیوالے کو انعام دینا چاہا۔ بلکہ کفالت جائداد کے وعدہ کو اسپر مستزاد فرمایا مگر وہ تصویر کچھہ ایسی ڈرانی صورت سے نکلی کہ سب نے خوف کھا کر جی چھوڑ دئے۔ افسوس ہے کہ ایک مومن اہل دول و صاحب جائداد و ریاست زر کثیر دینے پر آمادہ ہو۔ اور حضرات اہلسنت کے کوچہ سے اتنی آواز بھی نہ آئے۔ کہ خبردار سنبھلنا ہم جاگتے ہین نہ معلوم دانشمندان اہلسنت کی نگاہ مین باین حالت مذہب اہلسنت اور نیز صاحب ہدایات الرشید کی کیا وقعت باقی رہے گی۔ مسلمانون کے تمام فرقون مین پہلا فرقہ امامیہ ہے جس نے دو مرتبہ انعامی اشتہار دیکر اہلسنت کو جگایا۔ اول اشتہار آئینہ حق نما

جسمین جناب شیخ حبیب احمد سہارنپوری کے شیعہ ہونے پر تیس سوالات مندرجہ اشتہار شیخ صاحب کا ثبوت کتب اہلسنت سے دیا گیا تھا ہر سوال کے محاذی ایک جدول میں دکھا دیا گیا تھا۔ کہ اِس مضمون کو فلان فلان عالم معتبر نے فلان کتاب میں بیان کیا ہے۔ حضرات اہلسنت پر لازم ہے کہ کتب محولہ کو دیکھین۔ اگر اُنمین مضامین حسب بیانِ شیعہ نکل آئیں۔ تو باب توبہ وا ہے سیدھی سڑک سڑک جنت الماوٰی میں چلے آئین اور اگر کتب مندرجہ آئینہ حق نما مین وہ مضامین ہوش ربا و حیرت افزا جو کہ بیخ کن مذہب اہلسنت ہیں نہ ظاہر ہون تو شیعہ کے جھوٹا کرنیکی غرض سے ایک کمیٹی کرین پانچ عالم اہلسنت پہلے بیان حلفی داخل کریں کہ ہم جملہ کتب محولہ آئینہ حق نما دیکھ چکے ہین کسی میں وہ مضامین موجود نہین ہیں جنکو منجانب شیعہ اُن کتابون مین درج ہونا ظاہر کیا گیا ہے۔ اسوقت شیعہ کی طرف سے بحالت جائداد اس مضمون کا رجسٹری شدہ وثیقہ پیش ہو جائیگا۔ کہ اگر ہم حسب اندراج آئینہ حق نما ثابت نکر سکے تو مبلغ پچیس ہزار روپیہ اہلسنت کو حوالہ کر کے راہ حق اختیار کریں کے ایسے صاف اور سیدھے مضمون کے معنی تراشنے میں جناب مولوی مشرف علی خانصاحب الہ آبادی نے وہ وہ نازک خیالی ظاہر فرمائی۔ کہ جس کا پایان نہیں۔ اب اپنے اشتہار میں فرماتے ہیں کہ ہمارے علماء کو کیا ضرورت پڑی ہے۔ جو کتابون کے ورق اولٹ پلٹ کرین پچیس ہزار روپیہ نقد بنک مین داخل کروا ور ثبوت دکھاؤ۔ جناب مولوی محمد احسن صاحب ساکن امروہہ ضلع مراد آباد نے لکھدیا کہ ہماری کتابون میں شیعہ نے ردّ و بدل کر دیا ہے۔ لہذا کوئی کتاب قابل اعتبار نہین۔ سبحان اللہ ہمارے ایک اشتہار سے ایسے گھبرائے کہ تمام کتابون سے استعفا دے بیٹھے۔ غرضکہ تمام ہندوستان میں کسی عالم کو یہ ہمت و جرات

نہوئی۔ کہ حسب قیود و شرائط صحیحہ و قابل التعمیل مندرجہ آئینہ حق نما کار بند ہوکر انعقادِ کمیٹی پر آمادہ و کمربستہ ہوا ہو۔ دوسرا پرچہ مسمیٰ بہ تصویر غالب و مغلوب یہ بھی اپنے رنگ میں کچھ ایسا نرالا نکلا کہ بھاری پتھر بنگیا۔ بڑے بڑے مناظر زور دے دیکر تھک رہے مگر جنبش نہ کی۔ جناب مولوی شیخ احمد صاحب دیوبندی اعلی اللہ مقامہٗ مؤلف انوار الہدیٰ و شمس الضحٰی وغیرہ کے خسر پورنے میرے سامنے مدرسۂ دیوبند مین جناب خلیل احمد صاحب کو تصویر غالب و مغلوب دکھا کر جواب چاہا۔ مگر اُسکی پرخوف و رعب ڈالنے والی صورت دیکھکر ایسے روکش ہوئے کہ پھر نظر بھر کر اُس دستی تصویر کے خط و خال کو نہ دیکھا۔ اور حسب تقلید علمائے قدیم و جدید خاموش ہوکر گوشہ نشین عافیت ہوگئے۔ ابتدا مین میرا ارادہ ہوا تھا کہ جناب حافظ خلیل احمد صاحب کی مایۂ استدلال کو جو آیۂ مبارکہ ہو الذی ارسل رسولہ سے کیا گیا تھا بامدادِ تفاسیر اہلسنت توڑ پھوڑ کر ریت کا کھیت کر دوں۔ مگر چونکہ انہوں نے عرضی دعوے میں بالفاظِ ظاہر فرمایا تھا کہ ہم غالب ہین اور شیعہ مغلوب۔ لہذا اُسکی کچھ کیفیت دکھا دیگئی تھی۔ کہ واقع مین غالب ایسے ہی ہوتے ہین۔ جو تحفہ و منتہی الکلام و ہدیۃ الشیعہ کے متعدد و متکثر جوابون مین سے ایک ورق کا بھی رد نہ لکھ سکیں پچیس ہزار روپیہ کے اشتہارات گلی کوچہ مین آویزان ہو رہے ہین۔ اُنکو پڑھکر سانس بھی نہ لین۔ اور اگر کوئی جاہل مرید پوچھے کہ مولوی صاحب یہ اشتہار مین نے جامع مسجد پر چسپان دیکھا تھا۔ آپ بھی تو پڑھکر ملاحظہ فرمالین کیا آفت بھرا مضمون ہے۔ اُس کندہ ناتراش کو یہ سمجھا کر ٹالدیوین کہ چتلی قبر پر وکٹوریہ ناٹک کا تماشا ہے۔ یا یہ کہ صیغۂ دیوانی مین زید و بکر کی جائداد کا نیلام ہے۔ تم چپکے ہوکر سو رہو ایسے کاغذات نہ دیکھا کرو۔ الحاصل پرچہ ابتدائی میں مین نے

اِس بات پر کوئی بحث نہین کی تھی کہ آیہ ہو الذی ارسل رسولہ کا شان نزول کیا ہے
اور یہ آیت کس وقت اپنا اثر دکھلا کر دینِ اسلام کو تمام ادیان پر غالب کر دکھا ئیگی قبل
اس بیان کے کہ مفسرین اہل سنت نے آیۂ موصوفہ بالا کی تفسیر مین کیا لکھا ہے مین
یہ بات بیان کرنا ضروری سمجھتا ہون کہ اگر بالفرض آیت کا یہی مطلب ہو کہ اہل سُنّت
بوجہ ذیحق ہونے کے تمام ادیانِ باطلہ اور خصوصاً مذہب شیعہ پر غالب ہین تو یہ کلیہ باعتبار
واقعاتِ ظاہری اہلسنّت سے کیونکر چسپاں ہو سکتا ہے: اسلئے تصویر غالب و مغلوب
مین بعنایتِ الٰہی حضراتِ اہلسنّت کا مغلوب شیعہ ہونا باین دلائل واضحہ ثابت کیا گیا ہے
کہ اگر حضرات سُنیہ جوش غیرت سے کوشش ہائے بلیغ کرکے رہرو عرصۂ جوابدہی ہون گے
تو بالیقین منجملہ چند منازلِ مشکلہ وعسیر المرور کے کہ ہر مقام بجائے خود ہفتخوانِ رستم و
اسفندیار سے سخت تر ہے ۔ ایک چھوٹا سا مرحلہ بھی طے نفرما سکین گے ۔ بھلا یہ کب
ہو سکتا ہے کہ عبقات الانوار و استقصاء الافحام و تشئید المطاعن و بوارق و ضربتِ
حیدریہ وغیر ہا سے جو بڑا اونچا اور مستحکم قلعہ بنایا گیا ہے اُسپر کوئی دراز کمند لگا کر چڑھ
سکے ۔ واللہ ثم باللہ قلعہ کے گرداگرد جو چھوٹی چھوٹی کھائیان مسمّی بہ تحفۃ الاثنا عشریہ و
انوار الہدیٰ و رسالہ سجادیہ و تشفی و انحسار وغیرہ بنائی گئی ہین ۔ انکی گہرائی و چوڑائی
کو دیکھ دیکھکر ہوش اوڑے جاتے ہین ۔ رشتۂ حیات ٹوٹا جاتا ہے سانس سیدھی نہین
ہوتی اولٹ پلٹ ہو رہی ہے ۔ دیکھ لو ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے جب پچیس ہزار روپیہ
کے انعام پر بھی کسی کو یہ جرأت نہین ہوئی کہ قلعہ کی جانب آنکھ اٹھا کر دیکھ سکے تو پھر کیا
اُمید ہو سکتی ہے ۔ قلعہ ساز فنِ انجینیری مین کچھ ایسی تعریف کے ساتھ پاس حاصل
کیئے ہوئے تھے کہ کتنا ہی گولہ برساؤ کیسے ہی تیر و تفنگ چلاؤ ۔ کیا امکان کہ منزل مقصود

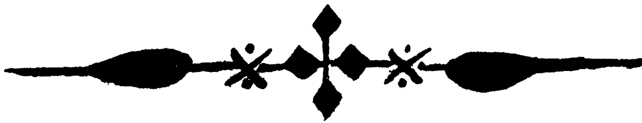
تک پہنچ سکتے وہان کی ہوا بطرح لپیٹ کھاتی ہے۔ اپنا ہی حربہ لوٹکر ضارب کو مضروب
بنا دیتا ہے۔ دیکھو مینار فدک کے گرانے پر کیسا حملہ کیا گیا۔ سپاہیانِ چابکدست نے
کیسی چکپھیریان کھائیں۔ کسی نے لائرٹ ولانورٹ کی نمناک باروود سے بندوق
چلائی۔ مگر انجام کار پیالہ چاٹ کر ایسے پھٹی کہ ہزار ہا چھید ہو گئے۔ کسی صاحب نے جوہر
فکر کو گھلا کر عدم مطابقت کے باریک چھرے بنائے وہ بھی بیکار رہے۔ ایک حضرت
نے بنظرِ مصالحت ورضامندی مجاج السالکین کا پستول بنایا۔ وفعتہً ایسا اوچٹا
کہ آجتک ہاتھ نہین آیا شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی ایسے بھاری گولہ انداز
کہ خانۂ اہلبیت کے گرانے پر ہر وقت کمر باندھے ہوئے۔ مگر اس جگہہ آنکر ایسے پاچہ دت
ہوئے کہ جذب القلوب مین دو مشکلترین قضیۂ قضیہ فاطمہ زہرا است لکھکر گویا توپ
کے منہہ مین میخ ٹھکوا بیٹھے۔ بارہ برو ج امامت پر جسکی تعمیر مین کارخانۂ قدرت سے
عصمت وطہارت کا خوشبودار چونہ صرف ہوا ہے۔ منجنیق توجیہات سے ایسے گول
گول ڈھیلے برسائے کہ ساون بھادون کی بارش کو مات کر دیا۔ مگر ممکن نہوا کہ ایک
کنگرے کو بھی صدمہ پہنچے۔ زمانہ حال مین چند علمار نے جمع ہو کے مولوی ابوالقاسم
صاحب الہ ابادی کے کاندھے پر رکھکر ایسی بندوق چلائی کہ جسکی پھس پھساہٹ شتر
کے بعض مقامات کی آوازون سے کم درجہ نرکھتی تھی حضرات نے چاہا تھا کہ شاہ
خیبر گیر کے حصارِ ایمان مین نقب لگائیں۔ ہر چند مضامین مختلفہ سے موش دوانی
کی مگر شیعہ کے دندان شکن جوابات نے جو کہ رسالہ جاتِ ذیل انتصار الشریعہ وخسائد
وکشف الحجاب وتشفی خوارج وسنی وسکت المخالف وغیرہ سے دئے گئے ہین ایسے دانت
کھٹے کئے کہ ابتک لب نہین ہلائے۔ قصہ کوتاہ اگر حضرات اہلسنت ہزار سال سنگِ خارا پر

سرماریںگے۔ اور زمین و آسمان کو ایک کردیں گے۔ تو ممکن نہین کہ شیعہ کی مضبوط و مستحکم عمارتون کو کسی نوع کا صدمہ پہنچا سکین اب مین پھر اصل معاملہ کی طرف رجوع کرتا ہون۔ مولف ہدایات الرشید نے پرجوش حالت مین تو گریز خامہ فرمایا ہے کہ اہلسنت تیرہ سو برس سے تمام ادیانِ باطلہ اور خصوص مذہب شیعہ پر غالب چلے آئے ہین۔ مین سخت حیرانی کے ساتھ لکھ رہا ہون درحالیکہ حسبِ تصریحاتِ بالا از بدو افتتاح بابِ مناظرہ علماۓ اہلسنت ایسی مضبوطی کے ساتھ قلعہ بند کئے گئے ہین۔ کہ پہلو نہیں بدل سکتے۔ شیعہ کے جوابات کو خواب مین دیکھکر چونک پڑتے ہین عبقات و استقصاء و تشئید المطاعن کے پُررعب مضامین و حجم و ضخامت سے تھرتھر کانپتے ہیں۔ تو یہ لفظ (اور خصوص مذہب شیعہ) جناب مقدم الوصف نے کہانسے نکالا بعد غور و خوض یہ نتیجہ پیدا ہوا۔ کہ اگر اہلسنت کو کسی دلیل و حجت قویہ سے بمقابلہ شیعہ غلبہ ہوتا تو ضرور اسکو حوالہ قلم فرماکر وقفِ انظارِ اہل بصیرت فرمادیتے۔ درحالیکہ انھون نے وجوہاتِ غلبہ کی تفصیل میں کوئی قلمی فرمائی۔ لہذا سمجھا گیا کہ بلا دلیل و حجتِ معقولی و منقولی محض دابِ سکھان شاہی سے اپنا غالب ہونا ذہن نشین فرماکر بجاۓ خود بغلین بجائی ہیں۔ اس موقع پر عجب نہین کہ کوئی سنی پاکباز بہ حمایت و طرفداری صاحبِ ہدایات الرشید یہ ارشاد فرمانیکی گنجائش پیدا کرے کہ اہلسنت کے دلائل غلبہ وہی ہیں جنکو مولفِ ہدایات الرشید نے اپنی کتاب میں بعد اظہارِ لفظِ غلبہ درج فرمایا ہے۔ انکی خدمت مین گذارش کرنے کا مجھکو بہت اچھا موقع مل رہا ہے کہ بصد ادب عرض کرون کہ اے حضرات ذرا ہوش کیجئے اور کچھ سوچ سمجھکر لکھئے۔ جو جو معاملات اپنی کتاب معروف بہ نمونہ عجائبِ قدرت خداوندی مین درج فرمائے ہین

وہ سب تحفہ اثنا عشری و منتہی الکلام و ہدیۃ الشیعہ و آیات بینات وغیرہ میں آچکے ہین جنکے جوابون کا مجموعہ تقریباً (۶۵) مجلدات حسب تصریح تصویر غالب و مغلوب واشتہار آئینہ حق نما ہے۔ ایسے مضامین پامال و مقدوح و مجروح پر مستدل ہونا سراسر دلیل عجز و بیچارگی ہے نہ کہ غلبہ۔ ہان اگر صاحب ہدایات الرشید نئی روشنی کے پرتو سے پچھلے علمائے شیعہ کے شکنجہ دار و گیر سے چھڑا کر کوئی اپنی چمک دکھاتے تو سمجھا جاتا کہ گو پہلے حضرات سنیہ کے پنبہ دہنی نے سنیون کے صاف و مجلی مذہب کو رنگ سکوت و چرک خاموشی سے تیرہ و بے نور کر دیا تھا۔ مگر مولف ہدایات الرشید چودھوین صدی میں ایسے غیر معمولی چمکدار ستارے نکلے کہ اہلسنت کے خانۂ بے نور کو رشک کوہ طور کر دیا۔ پس ثابت ہوا کہ لفظ خصوص مذہب شیعہ لکھکر محض دھوکہ دہی و افترا پردازی سے اپنے دینی بھائی کنجڑے قصائی کو ایک مسرت تازہ دلائی تھی کوئی جدید مضمون بیان نہین کیا تھا۔ البتہ پرانے چراغ عداوت پر ایک نئے چراغ مین بودار و پر دخان تیل بھر کر کچھ ٹمٹما دیا تھا۔ جسکو ہمارے صرصر کلام کے ایک جھونکے کی بھی برداشت نہوئی اور فوراً خاموش ہو گیا۔ واضح رائے ارباب بصیرت ہووے کہ غلبہ کئی قسم سے حاصل ہوتا ہے اول دلیل و حجت دوم سلطنت سوم کثرت و جمعیت اقسام ثلاثہ سے پہلی قسم کا غلبہ تو حضرات اہلسنت کو کبھی حاصل ہوا ہی نہین۔ اور نہ انشاء اللہ تاقیام قیامت ہوگا۔ تحفہ و منتہی الکلام و ہدیۃ الشیعہ و آیات بینات وغیرہ کے جوابون سے جو سنگین قلعہ بنا کر جمیع متکلمین اہلسنت کو نظر بند کیا گیا ہے۔ اُن محکم و استوار عمارتون سے کسی دیوار کو گرا دین۔ شیعہ نے زنجیر کلام مین جکڑ بند کر کے جو سلسلہ ڈالا ہے۔ اُسکو کسی حداد کامل فن و سبکدست سے کٹوا دین تو غالب ہونگا

دعوئی پیش کریں۔ رہی صورت دوم وسوم البتہ غلبہ سلطنت سے شیعہ اور پیشوایان ملت شیعہ کو ایسا مٹایا کہ نام ونشان تک باقی نہ چھوڑا۔ خاندان بنی امیہ وبنی عباس نے وہ تلوار چلائی کہ گیارہ اماموں کو شہید کر کے تمام بنی ہاشم کا قلع وقمع کر دیا۔ زندہ سادات دیواروں میں چنوا دئے۔ ان کے خون سے مٹی آلودہ کر کے مکانات بنا ڈالے دنیا کی نئی پرانی تاریخوں میں اگر ظلم رسیدہ لوگوں کی فہرست انتخاب کیجاوے۔ تو خاندان نبوت سے زیادہ مظلوم کوئی گروہ منتخب نہ کیا جائے گا۔ سرکار ابد پایدار دولت انگلشیہ کے سایۂ عاطفت میں آکر اب ذرا کچھ سانس سیدھی کی ہے۔ مگر اب بھی پرانے جوش وخروش وتعدی سے کچھ نہ کچھ نوک جھوک دخل درمعقولات ہمارے رسومات مذہبی میں کئے جاتے ہیں۔ حضرات کے دماغ سے اسوقت تک بوئے ظلم وجور نہیں گئی۔ عالمگیر وچنگیز خان وغیرہ کا زمانہ سمجھے ہوئے ہیں گیارہ اماموں کے قتل کرانے اور خاندان نبوت کے صفحۂ دنیا سے مٹانے میں کوشش کرنیوالے سنیان چاریاری تھے۔ ظالمان آل محمدؐ کی اگر ہمسے کوئی فہرست مانگے یا خود کتاب سے انتخاب کرے تو عموماً وہی حضرات پکارے جائیں گے جو کہ مثل سنیان ذیشان ثلاثہ وامثالہم کو خلیفۂ برحق وجائز الاطاعت سمجھنے والے تھے۔ خیر زمانۂ گذشتہ کے شیعہ پر جو گذرا سو گذرا مگر بحمد اللہ کہ شیعیان سکنائے ہندوستان بدولت سرکار انگریز بہادر دام اقبالہ اہلسنت کے ظلم بیجا سے جیسے بتیس۳۲ دانتوں میں زبان بچی ہوئے ہے محفوظ ہیں۔ مگر درنیولا امیر کابل نے سنت معاویہ کو شاخ طوبیٰ سمجھکر ایسا مضبوط پکڑا ہے کہ ہزارہا شیعیان وموالیان اہلبیت کو قتل وجلاوطن کر کے ملک ہزارہ کو زیر وزبر کر دیا۔ ان ظالموں کی

کیفیت اخبارات میں دیکھکر منتظم کے حضور میں بعد ادب عرض کرنا پڑتا ہے
کہ گورنمنٹ عدل گستر کے سایۂ امن مین مثل ہمارے وہ ظلم رسیدہ جماعت بھی
آجاوے۔ رہی تیسری صورت یعنی کثرت و جمعیت اس لحاظ سے بھی من حیث
الانفار۔ اہلسنت ہی مور و ملخ سے بڑھے ہوئے ہین دیکھو تمام دنیا کی چھوٹی قومیں
اور اراذل اسلام مثل دُھنے جولاہے۔ نائی۔ دھوبی۔ کنجڑے۔ قصائی۔ نیچہ بند۔ اور
نان بائی۔ گاڑے۔ جھوجھے۔ رنڈی بھڑوے۔ بھانڈ۔ میراثی۔ ہیجڑے۔ مخنث
کان میلئے۔ سینگی لگانیوالے اور تمام خانہ بدوش و صحرانشین مثل سپیرے بنجارے
وغیرہ سُنّی المذہب ہیں۔ اور شیعہ اقل قلیل وہی بیچارے۔ مظلوم اور ستم رسیدہ
اکثر تو مغل اور سادات اور کمتر اور حضرات باین حیثیت یعنی شوکت و سلطنت
و کثرت و جمعیت وغیرہ اہلسنت کا شیعہ پر جھگڑے قصہ لاٹھی اور سونٹے سے
غالب ہونا تو مسلم کیونکہ بمقول مشہور ؎ ہاتھی گھر کی فوج کو مارا کرتا ہے۔
مگر دیگر مذاہب و ادیان باطلہ پر اہلسنت کیونکر غالب قرار دئے جا سکتے ہین
باقی آئندہ۔ فقط



بسم اللہ الرحمن الرحیم

تصویر غالب و مغلوب

سلسلۂ سوم

اگر بروئے حجت کہیئے تو حضراتِ اہلسنت نے اپنی قوتِ دماغی سے آجتک کوئی ایسی دلیل پیدا نہین فرمائی جس مین انکا متفرد ہونا تمام طرق اسلام نے مان لیا ہووے۔ لیجئے اِک بڑے سے بڑا اور بھاری سے بھاری معاملہ قرآن پاک کا ہے۔ اہلسنت بالعموم فرماتے ہین۔ کہ قرآن کو جیسا ہم جانتے اور سمجھتے ہین ایسا دُنیا مین کوئی بھی نہین جانتا۔ اور ہر ہر آیت پر ہر شخص اپنا جھونٹڑا بناتا ہے شیعہ کی نسبت تو انکا یہ ہی خیال ہے کہ اس گروہ سے مُدبّرِ طبیعت نے مادّہ قرآن فہمی سلب فرمالیا ہے۔ مگر قدرتِ خدا قابلِ دیدنی و تماشا کردنی ہے۔ کہ اہلسنت کا ایک بڑا عالم و فاضل مسمّے بہ عماد الدین معہ زن و فرزند و خویش و قبیلہ لدہیانہ مین نصرانی ہوا۔ جنابنے عیسائی ہوتے ہی پہلا حملہ قرآن پر کیا۔ بدانستِ خود اکثر مقاماتِ قرآن کا خلاف محاورہ اور غلط ہونا ثابت کیا۔ اہلسنت پر لازم تھا کہ پادری صاحب موصوف کے حملون کو روکتے۔ قرآن کا محاورہ عرب پر صحیح طریقہ سے نازل ہونا ثابت فرماتے۔ مگر تعجب ہے کہ ایسے ایسے حفّاظ و علماء نے جنہیں اہلسنت کو تما متر ناز ہے چون بھی نہ کی۔ آخر کار مردِ میدانِ کلام جناب مولانا و مقتدانا السیّد مولوی سیّد محمد صاحب دام اللہ اجلالہٗ نے بذریعہ کتاب مستطاب تنزیہ الفرقان ایسا جواب دیا کہ تمام مسلمانون نے سر پر رکھ لیا۔ واللہ مجھ سے بمقام مظفر نگر ملا مرادحسین صاحب پنجابی

نے جو کہ جلسہ مناظرہ نہرہ سادات میں منجانب اہلسنت شریک ہوئے تھے فرمایکہ
حق تو یہ ہے کہ جناب مولوی سید محمد صاحب نے اسلام و اہل اسلام پر بہ ثبوت قرآن
کتاب تحریر فرما کر بڑا بھاری احسان فرمایا - پھر جناب خلیفہ محمد حسن صاحب اعلی اللہ مقامہ
وزیر اعظم ریاست پٹیالہ نے بطرز عجیب و طریقۂ غریب نسخۂ اعجاز التنزیل ارقام فرما کر
تمام مسلمانوں کو اپنا مداح بنایا - عقلاء اہلسنت غور فرمائیں کہ ادیان باطلہ پر یہ ہی
صورت غلبہ ہوتی ہے - جیسے کہ علماء اہلسنت سے وقوع پذیر ہوئی - شیعہ کے سامنے
آنکھ نکرنا اور بقول لُمٹرمٹر دیدم و دم نکشیدم - سانس نہ لینا تو حق بجانب تھا کہ انکی دلائل
کے مقابلہ مین زبان ہلانا مثل صید دام کلام کے پھندون مین پھنس جانا ہے مگر
عیسائیون کے مقابلہ مین یہ خاموشی و پنبہ دہنی سوائے عجز و بیچارگی کسی ادا پر
محمول نہین ہوسکتی - اگر حضرات اہلسنت کو یہ غرہ ہو کہ بہ ثبوت نبوت آنحضرت
دلائل پیش کی گئی ہین - یہ بھی نہین ہوسکتا - کیونکہ بہ ثبوت وحدانیت و نبوت
آنحضرت کل اہل اسلام کے دلائل بوجہ اتحاد وحدت عقیدت ایک سمجھے جاتے ہین
اگر بخلاف شیعہ اہلسنت نے کوئی جداگانہ دلیل پیدا کی ہو تو ارشاد فرمائین
کہ فلان مضمون طائفہ بکریہ کے دائرہ فکر سے سر نکال کر شاہد دلفریب بنا ہے حقیقت الامر
یہ ہے کہ اصل غلبہ خدائے کریم نے جناب رسالتمآب کے دست مبارک پر جاری
فرمادیا تھا جس وقت کہ فصحائے عرب کو اشتہار دیا گیا کہ اگر قدرت رکھتے ہو تو سورۂ
مبارکہ انا اعطینا کے برابر کچھ الفاظ و فقرات جنکا سیاق کلام فصاحت و بلاغت
سے بھرا ہوا ہو لاؤ - مگر ایک بھی قادر نہوا - اور تمام عرب جنکو فصاحت کلامی
میں اعلی درجہ کا ملکہ اور مذاق حاصل تھا دروازہ بند کر کے بیٹھ رہے - اور اگر یہ

فرمانے کہ بوجہ شوکت و تسلط اہلسنت کو ادیانِ باطلہ پر غلبہ ہے وہ بھی کسی طرح صحیح نہین ہو سکتا۔ آج کل کے مسلمان و سنیان ذیشان تو بجائے خود رہے مین یہانتک ترقی کر کے مدعیانِ غلبہ کو بتا سکتا ہون کہ حسب مفاد آیۂ موصوفہ بالا نہ خود رسالتمآب صلعم کو غلبہ ہوا۔ اور نہ اُن لوگون کو جنھون نے فتوحات کر کے بلادِ مشرکین مین اسلامی جھنڈا گاڑ کر بتخانون کو توڑا مساجد تعمیر کین۔ نعرۂ اللہ اکبر سے منکران اسلام کے جگر پاش پاش کئے۔ صدہا کتب خانے جلوا دئے جرنیلی کے خطاب پائے جیسے کہ حضرت عمرؓ۔ آیہ ہو الذی سے جو غلبہ مراد ہے وہ اور ہی ہے جسکو انشاء اللہ عنقریب بیان کرونگا۔ جماعت و کثرت کے اعتبار پر بھی اہلسنت اور مذاہب سے بدرجہا گھٹے ہوئے ہیں۔ کیونکہ اگر تمام دُنیا کے مذاہب جمع کر کے اہلسنت کو تفریق کیا جائے۔ تو شاید اتنی بھی مناسبت پیدا نہو کہ جیسے آٹے مین نمک کو ہوتی ہے۔ مین کچھ نہین سمجھ سکتا کہ صاحب ہدایات الرشید کی اہلسنت کے غالب بیان فرمانے سے کیا مراد ہے۔ اگر اہلسنت بموجب آیۂ موصوفہ بالا غالب من کلِ غالب ہیں تو فی زماننا مسلمانونکا بجمیعِ اعتبارات ظاہری مغلوب ہر ملت ہونا کیا معنی رکھتا ہے۔ آج اسلام کی وہ صورت ہو رہی ہے۔ کہ دیکھنے والے غربت و فلاکت کے آثار اسکے خوف زدہ اور وحشت ناک چہرہ سے معائنہ کر کے کفِ افسوس مل رہے ہین۔ عالیجناب حالی صاحب شاعر بے بدل نے جنکی فصاحت و بلاغت کو اہل زبان مانے ہوئے مین۔ نہایت پُر درد و گریہ خیز الفاظ مین اسکا مرثیہ لکھا ہے۔ جناب سید احمد خانصاحب بہادر بالقابہ نے جنکو خیر خواہِ مسلمانانِ ہند سمجھنے میں چون و چرا کرنا تعصب کی کند چھری سے مرغ انصاف کو تڑپانا ہے۔ مدت سے صفِ ماتم بچھا کر اسلام کی موجودہ

حالت کو دم والپسین قیاس کر کے سورۂ یٰسین و والصافات پڑھنی شروع کردی ہے جناب معلی القاب والا خطاب ڈپٹی نذیر احمد خانصاحب نے جو لیکچروں مین تقریری فوٹو سے اسکے مدقوق ہونے کا نقشہ دیا ہے۔ لائق توجہ اطبا ہے۔ جناب مولوی مہدی علی خانصاحب بہادر محسن الملک نے جو لیکچروں میں گلریزیان کی ہین قابلِ قدر ہیں۔ ہائے ہائے وہ اسلام جسکے خوف و دبدبہ سے روحین فنا ہو تی تھین۔ اب ایسا کم طاقت و مغلوب ہر ملت ہو گیا کہ تمام قومین اُسپر چہار طرف سے حملہ کر رہی ہین۔ بانیٔ اسلام ظالم اور اشاعتِ اسلام بظلم قرار دیگئی۔ ہر قوم نے بالجزم ارادہ کر لیا ہے کہ اسلامی جہاز کو ایسا غوطہ دیا جائے کہ تحت الثریٰ پر پہنچکر پھر سر نہ اُبھارسکے۔ اخباروں مین دیکھا گیا ہے کہ دولتِ عثمانیہ کے ٹکڑے سلاطین یورپ اپنے نامزد فرما رہے ہین۔ حملہ پر حملہ ہوتا ہے۔ ہر طرح کے دباؤ ڈالے جاتے ہین سفرائے سلطنت ہائے غیر بیہ اوباش کہہ رہے ہین۔ مگر فرطِ نقاہت و شدتِ ضعف سے کچھ ایسا مضمحل ہو گیا ہے کہ سر نہین اٹھاتا۔ اس طرح ہاتھ پاؤن پھیلائے پڑا ہے کہ گویا دم ہی نہین۔ کچھ عرصہ سے لوگون کا عام مقولہ ہو گیا ہے کہ مسلمانی در کتاب و مسلمان در گور بعض نے جل بھن کر یہ بھی کہدیا ہے کہ۔ **مصرع** جرم اس عہد میں ٹھہرا ہے مسلمان ہونا + میری دانست میں تو سوائے صاحب ہدایات الرشید یا اُن کے ہم خیالون کے اور دنیا کا کوئی عقلمند بحالت موجودہ اہلسنت کو ادیانِ باطلہ پر غالب بتانے میں جسارت و مباورت نہین کر سکتا اب حقیر آیۂ ہو الذی کی حقیقت ظاہر کرتا ہے کہ اُس سے مفسرین قرآن نے کیا مطلب نکالا ہے۔ واضح رائے اربابِ دانش ہووے کہ غالب اسکو کہتے ہین

جسکو قوت وشوکت سے تمام عالم پر ایسا تمکن وتصرف ہو کہ تمامتر آدمی اُس کے تابع ومنقاد ہون اصل حقیقت یہ ہے کہ قرآن پاک مین اکثر آیات بطور پیشین گوئی وارد ہوئے ہین - اور وہ بالیقین ایسے ہین کہ جن سے مسلمان مخالفانِ اسلام کے سامنے بہ ثبوت رسالت آنحضرت محجج ہوتے ہین جیسا کہ آیہ مبارکہ استخلاف اہلسنت آیۂ موصوفہ سے ثلاثہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ کا دور خوش انجام مراد لیتے ہین - شیعہ کہتے ہین کہ وہ زمانہ ابھی تک نہین آیا - تحفہ وغیرہ کے جواب اس بحث مین قابلِ ملاحظہ ہین - اور بخصوص رسالۂ دفع المغالطہ مؤلفہ جناب مولوی عمار علی صاحب مرحوم ومغفور ایسے ہی آیۂ ہو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ - ہے جسپر مؤلف ہدایات الرشید نے تکیہ کرکے پاؤن پھیلائے ہین - سوائے صاحبِ ہدایات الرشید اور سب مسلمانون کا اتفاق ہے کہ آخر زمانہ مین ایک وقت ایسا ضرور آنیوالا ہے جسمین مسلمانون کو پورے طور پر غلبہ حاصل ہو - اور کل اقوام اہلِ اسلام کے زیر حکم آجائین - یہ وہی وقت ہو گا جبکہ جناب عیسیٰ علیہ السلام چرخ چہارمین سے نازل ہوکر بہ تبعیت امام آخر الزمان علیہ السلام کار فرمائے ملک گیری ہون گے - اور قاف سے تا قاف مذہبِ حق مثلِ چادرِ ابرِ رحمت پھیل جائیگا - اِس بات کی شہادت مین حقیر بہت کچھ ثبوت پیش کرسکتا تھا - مگر بخوفِ طوالت وملالِ ناظرین چند مختصر شہادتون پر اکتفا کرتا ہے - اُن کے ملاحظہ سے انشاء اللہ ناظرینِ حق آگاہ پر واضح ہو جائیگا کہ مؤلفِ ہدایات الرشید علمائے اہلسنت کے کاملین مین بحدسے وسعتِ نظری رکھتے ہین کہ اپنے مذہب کی عمدہ اور منتخب تفاسیر سے جو کہ عموماً مدارسِ عربیہ مین دستبردِ طلبا رہین محض نابلد وبیخبر ہین - امام فخر الدین رازی

تفسیر کبیر میں جنکی جلالتِ شان اہلسنت کے نزدیک دنیا کی حد غایت توڑ کر اُس پار پہنچ گئی ہے۔ آیہ ہو الذی ارسل رسولہ کی تفسیر میں لکھتے ہین کہ ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ یہ آیت بمقام بشارت نازل ہوئی ہے۔ آنحضرتؐ سے خدائے کریم نے وعدہ فرمایا ہے کہ مذہب اسلام کو تمام ادیان و مذاہب پر غالب کریگا۔ لیکن یہ رتبہ اہلِ اسلام کو اسوقت حاصل ہوگا جبکہ حضرت عیسٰی علیہ السلام آسمان چہارم سے نزول فرمائے تختۂ خاک ہونگے۔ اور سدی مفسر کا یہ قول ہے کہ جسوقت امام مہدی آخرالزمان خروج فرمائین گے۔ تب اثر غلبہ ظاہر ہوگا۔ کیونکہ افراد بنی آدم سے اِس وقت پرنور مین کوئی ایسا نہوگا جو مطیع اسلام و خراج گذار نہو۔ بنظر اطمینان تفسیر کبیر کی عبارت مندرجہ صفحہ (۲۲۲) نقل کیجاتی ہے (قال ابو ہریرہ ہذا وعد من اللہ تعالیٰ بجعل اسلام غالباً علی جمیع الادیان وتمام ہذا انما یحصل عند خروج عیسٰی وقال الذی ذالک عند خروج المہدی لایبقی احداً الا دخل فی اسلام اوادی الخراج لہ۔ تفسیر جلالین مطبوعہ مطبع مجتبائی کے صفحہ (۱۰۸) پر یہ عبارت لکھی ہے۔ (ہو الذی ارسل رسولہ محمداً بالہدیٰ ودین الحق لیظہرہ یغلبہ علی الدین کلہ جمیع الادیان مخالفہ ولو کرہ المشرکون ذالک)۔ لفظ جمیع الادیان مخالفہ مندرجہ تفسیر جلالین متذکرہ بالا صاف طور پر دلالت کرتا ہے۔ کہ غلبۂ عام وتام کے لئے کوئی خاص وقت موعود من اللہ ہے۔ اور یہ وہ زمانہ ہے جسکو امام فخر الدین رازی نے بقول ابو ہریرہ صحابی و سدی مفسر نزولِ عیسٰی و ظہور قائم آلِ محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وابستہ ومتعلق فرمایا ہے ملا محمد حسین کاشفی نے ایک تفسیر مسمی بتفسیر حسینی لکھی ہے۔ اسکا اردو زبان مین ترجمہ ہوگیا ہے۔ تفسیر موصوف مین بمقام تفسیر آیۂ موصوفہ بالا یہ عبارت لکھی ہے

ہوالذی ۔ وہی ایسا خداوند کہ جس نے اپنے فضل و کرم سے ارسل رسولہ بھیجا پیغمبر اپنے کو کہ محمدؐ ہے (بالہدیٰ) ساتھ قرآن کے۔ کہ محض ہدایت ودین الحق اور ساتھ دین حق کے کہ اسلام ہے لیظہرہ۔ تاکہ ظاہر اور غالب کرے دین اپنے کو اعلی الدین کلہ اوپر سب دینوں کے اور منسوخ کرے اُن کے احکام کو۔ اور وہ بعد نزول عیسیٰ ہوگا۔ کہ روئے زمین پر سوائے دین اسلام کے کوئی دین نہ رہے گا اولوکرہ المشرکون اور اگرچہ کراہت رکھیں۔ سوائے ازین شیخ سلامت علی ولد شیخ محمد عجیب دہلوی معروف بہ حذاقت خان نے ایک کتاب مسمیٰ بہ تبصرۃ الایمان ردِّ شیعہ مین بالمقابل طرز تحفۂ شاہ عبدالعزیز دہلوی لکھی ہے۔ اُس کتاب کے باب دوم میں شیخ صاحب ممدوح لکھتے ہیں (کہ مختار اہلسنت آنست کہ امام مہدی از بنی فاطمہؑ در آخر زمان بوجود خواہد آمد کہ او ہدایت عالمین وتقویت دین خاتم المرسلین خواہد نمود۔ و مصداق آیت کریمہ (ہوالذی ارسل رسولہ بالہدیٰ) آشکارا خواہد کرد وحضرت عیسےٰ علیہ السلام بامداد آنحضرت نزول فرمودہ بہ تخریب اعدائے طریق خواہد کوشید۔ ودین اسلام برہمہ ادیان بلند تر خواہد شد۔ یہی عقیدہ تمام مفسرین شیعہ کا ہے بلکہ ہنگام ظہور وخروج قائم آلِ محمدؐ ونزول جناب عیسیٰ علیہ السلام مسلمانون کو ایسا غلبہ ہوگا کہ کفار ومشرکین حسرت وندامت سے اُنکی غالبانہ حالت معائنہ کرکے صف ماتم بچھاکر بوریانشین کراہت ہونگے۔ شیعہ کی ایک اردو تفسیر مسمیٰ بہ عمدۃ البیان بھی دیکھ لو۔ آیہ ہوالذی کی تفسیر اسی طرح لکھی ہے۔ جیسے کہ حضرات سنیہ کرتے ہیں۔ ہوالذی ارسل وہ خدا ہے کہ بھیجا اُس نے رسولہ بالہدیٰ پیغمبر اپنے کو ساتھ ہدایت کے کہ وہ معجزہ اور قرآن ہے ودینِ الحق اور ساتھ دینِ حق کے کہ وہ دین اسلام ہے لیظہرہ تاکہ

غالب کرے اس دین کو علی الدین کلہ اوپر دین کے یعنی سب دینوں پر اسکو غالب کرے ی ولوکرہ المشرکون اگرچہ مکروہ جانیں مشرکین اور ناخوش ہون اسکے غالب ہونے سے اسواسطے کہ کسی دین مین ایسی توحید نہین ہے۔ اور کہتے ہین کہ یہ وعدہ وقت نازل ہونے عیسے کے آسمان سے اور ظاہر ہونے مہدی آل محمد کے وفا ہوگا۔ کہ تمام قومین اسلام کو قبول کرین۔ اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ بلند ہونا کلمہ اسلام کا اور غالب ہونا اسکا اس زمانہ کے بعد ہوگا۔ اور قسم ہے اس شخص کی کہ جان میری اسکی قدرت مین ہے کہ دین اسلام کو غالب کرے سب دینوں پر یہانتک کہ باقی نرہے کوئی بستی مگر یہ کہ صبح کو اور شام کو آواز لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی سنین۔ بحمد اللہ یہ بات بخوبی پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی کہ باتفاق شیعہ وسنی مطلب آیت یہی ہے کہ مسلمانون کو ایک وقت خاص میں پورا غلبہ حاصل ہوگا۔ پس صاحب ہدایات الرشید کا یہ نغمہ بیتگر ودعوئی خلاف وقت وبے ڈھنگ عجب نہین کہ اہلسنت کی طبیعت سے مثل بڑا ئی دوائیون کے بے اثر ہوکر انکی وقعت کلام کیلئے کوئی ضرر رساں مادہ پیدا کرے۔ کمال افسوس کیساتھ لکھا جاتا ہے کہ علمائے اہلسنت تقریظون میں ایسی کتاب کو جس نے بالکل خلاف تفاسیر ترتیب پائی ہے۔ مؤلف کا دماغ بیجا خوشامد کے گدگداہٹ سے عرش اعلی پر پہنچانے میں نہایت چیرہ دست ہوئے ہین۔ شیعہ مذہب میں ایسے شخص کو جو کہ اپنی رائے اور خواہش طبیعت سے آیات قرآنی کی تفسیر بیان کرے۔ نہایت ہی بڑے لفظوں میں لکھا ہے اور سختی کے ساتھ روکا گیا ہے کہ تفسیر قرآن میں رائے کو دخل نہ دیا جاوے۔ چونکہ جناب حافظ خلیل احمد صاحب نے دشنے جولاہون کا دل خوش کرنے اور کتاب کی بکری سے کیسہ پُر کرنے کی غرض مرکوز خاطر فرماکر آیہ (ہو الذی) کی تفسیر مین

بخلاف جمہور اہلسنت قلم کو کرم رو عرصہ خودسری فرمایا ہے۔ لہذا اس قضیے کے فیصلہ کو کہ اپنی طبیعت سے تفسیر قرآن کرنے مین صاحب ہدایات الرشید کس حد تک قابل ماخوذی ہین منصفان اہلسنت کی رائے عالی پر محول کئے دیتا ہوں جناب حافظ محمد خلیل صاحب کی تفسیر دانی پر مجھکو عالمگیر کے زمانہ کا ایک قصہ یاد آگیا۔ اسکا بیان کرنا غالباً خالی از لطف نہوگا۔ اہلسنت فقیرون اور درویشون سے نہایت اعتقاد رکھتے ہین۔ اور اُنکے خیال اس بارے میں ایسے وسیع ہوگئے ہیں کہ فقرا کو کارخانہ قدرت کا رجسٹری شدہ مختار عام جانتے ہین۔ چونکہ فقیرون کا عام طریقہ ہے بنگ و چرس پینا کون برہنہ رہنا نماز نہ پڑھنا روزہ نرکھنا پاک و ناپاک و حرام وحلال میں تمیز نکرنا۔ پس ایسے شخص کو حضرات اہلسنت اپنے حسن خیال وطبیعت کی سادگی سے غوث وقطب ابدال وغیرہ آسمانی آدمی سمجھنے لگتے ہین۔ ایسی ہی صفات کے درویش صاحب مع خیل مریدان دہلی مین جمنا کے کنارہ پر وارد ہوئے۔ درویش پرستوں میں ایک دھوم مچ گئی کہ انسانی شکل وشباہت میں کوئی فرشتہ اتر آیا پھر کیا تھا یہ چل وہ چل جو شخص حضرت کی زیارت کرکے واپس آتا ہے۔ جامہ میں پھولا نہین سماتا ہے۔ ایک کہتا ہے پیر دستگیر کی قسم آٹھ آٹھ روز کھانا نہیں کھاتے۔ دوسرا کہتا ہے شاہ نظام الدین اولیا زندہ نذر بخش کے مزار کے قسم کھا کیسا شاہصاحب کو کسی تے مکتے بھی نہیں دیکھا۔ اک کہتا ہے کہ سبحان اللہ وبحمدہ کتنے ہی روپیہ پیش کرو کیسا ہی ہدیہ دو حضرت آنکھ بھی تو اٹھا کر نہین دیکھتے بڑے بے پروا ہین مریدا البتہ سب مال سمیٹ لیتے ہین۔ ایک بولا میان حضرت کو سوائے رنڈیون یا بے ریشہ چھوکرون کے اور کسی طرف رغبت ہی نہین۔ اور چونکہ حضرت کو جناب باری سے عشق حقیقی حاصل ہے لہذا جوان رنڈیون۔ اور

بے ڈاڑھی موچھ کے لونڈون سے عشق مجازی اور پاک محبت پیدا کر کے عشق حقیقی کی مشاقی کرتے ہین۔ سبحان اللہ ہمارے حضرت کو نیند ہی نہین آتی۔ جبتک رنڈیان پیر نہ دبائیں۔ دو چار لونڈے سر نہ سہلائیں۔ قوال طبلہ اور سارنگی سے حقانی باتین نہ سنائین شدہ شدہ یہ خبر خوش گپون نے بادشاہ تک پہنچائی کہ دہلی کے نصیب جاگ گئے دوڑئے قدم پکڑ لیے۔ شاہ دین و دنیا یہی ہین۔ بادشاہ اول تو قید مذہبی سے خود بھی فقیرن کے معتقد تھے۔ دوسرے (بسا کین دولت از گفتار خیزد) لوگون کی اشتیاق ریز باتون نے زیادہ مشتاق کیا۔ معہ خدام و حشم نہایت عظم و شان سے آستان بوس ہوئے۔ دیکھا کہ اک قد آور فقیر بڑا موٹا تازہ لمبی لمبی موچھین سرخ سرخ آنکھین لنگوٹ باندھے ہوئے دو زانو بیٹھا ہی دو چار رنڈی بھڑوے پیر دبا رہے ہیں۔ مرید پیالہ پر پیالہ دے رہے ہیں حاجتمند سر جھکائے ہوئے چپ چاپ بیٹھے ہیں۔ بادشاہ انکی پر رعب و خوفناک صورت دیکھکر اک طرف بیٹھ گئے اب کیا تھا فقیر صاحب اور بھی اکڑ گئے بالکل مستغنی بن گئے۔ بہت دیر کے بعد سر اٹھایا۔ مصلحتاً بادشاہ کو تو منہ نہ لگایا۔ مگر نعمت خان عالی وزیر سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ ابے بیر سکندر ذوالقرنین اور امام حسین کی بیچ کربل میں کیا جھج پڑی یعنی اے وزیر سکندر ذوالقرنین اور امام حسین کی باہم کربلا مین کیسی جنگ ہوئی نعمت خان عالی تو ایک بنے ہوئے آدمی تھے اور فی الجملہ بادشاہ کی حضور میں خوش طبعی کے بھی عادی ہو گئے تھے عالمگیر و دیگر فقیر پرستونکو ندامت و خجالت دینے کی غرض سے سنکر کہا کہ سبحان اللہ حضرت کو سوائے فصاحت و بلاغت و کشف و کرامات و سیر افلاک تاریخ دانی میں بھی اعلیٰ درجہ کا ملکہ اور واقفیت حاصل ہی ایسے ہی آیہ ہو الذی کی تفسیر سے اگر مولوی خلیل احمد صاحب سرآمد مفسرین زمانہ سمجھے جائین تو شائد یہ تاریخ دان فقیر سے کم رتبہ پر شمار نہون گے۔ باقی آیندہ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تصویر غالب و مغلوب

سلسلۂ چہارم

جناب شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی کا رسالہ مسمّٰی بہ تحفۂ اثنٰی عشریہ حضرات اہلسنّت کی نگاہ مین ایسی وقعت رکھتا ہے کہ ہر سُنّی پاک طینت اُس کتاب صد ہا جواب کو نقلِ لوحِ محفوظ سمجھکر ہی اعتقاد کئے ہوئے ہے کہ جو کچھ خشک و تر مضمون خدّامِ شاہ صاحب کی قلم صدق رقم سے نکل گیا ہے وہ عین حق و ثواب ہے اور ممکن نہین کہ دُنیا مین کوئی شخص اُسکے سامنے قلم اٹھا سکے۔ جب کبھی منجانب شیعہ حضرات اہلسنّت کے گوش زد ہوتا ہے کہ تحفہ کے اسقدر جواب لکھے گئے ہین کہ چھاپہ خانون کے ٹیمز گھس گئے۔ کاتبون کی کثرتِ کتابت سے ہاتھ ورم کر گئے ولایت سے کاغذ گران ملنے لگا۔ شیعہ اُنکو خریدتے خریدتے مفلس ہو گئے۔ موسم برسات میں کتابون کو دھوپ دیتے دیتے تھک گئے۔ الماریان کثرت انبار سے ٹوٹ گئین۔ یہ حیرت خیز باتین سنکر دفعتہً اہلسنّت چونک پڑتے ہین جھجک کر کہنے لگتے ہین کہ کیا آفتاب نے مغرب سے طلوع کیا کیا قیامت قریب آگئی جو تحفہ کے جواب لکھے گئے۔ اہلسنّت کو اس کتاب سے کچھ ایسا حسنِ ظن ہو گیا ہے کہ کسی طرح دل سے یقین نہین کرتے کہ تحفہ کا کوئی جواب دیا گیا ہوگا۔ اگر کہا جائے کہ جناب ذرا دیکھئے ہمارے پاس یہ فلان باب یا تمام ابواب کا جواب موجود ہے تو خوف سے آنکھ اٹھا کر دیکھتے نہین مگر جو کچھ صاحب تحفہ لکھ گئے ہین اُسکو اوراد و وظائف مین داخل کئے ہوئے ہین۔ شاہ صاحب نے

سنّی صاحبوں کی طبائع کو مذہب شیعہ سے نفرت دلانے کی غرض مرکوز خاطر فرما کر
تحفہ کے دیباچہ میں حوالہ قلم فرما دیا ہے کہ مذہب شیعہ عبداللہ ابن سبا یہودی سے
رواج پذیر ہوا ہے۔ ہر اہلسنت باتباع شاہصاحب اس واقعہ کو اس طرح اعتقاد
کئے ہوئے ہے کہ جیسے پیرانِ پیر غوث الاعظم کے پائے مبارک کو تمام اولیاء اللہ کے
دوش پر مقدم سمجھے ہوئے ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ عبداللہ ابنِ سبا گرو ہے اور شیعہ چیلے
بعض فرماتے ہین کہ خدا برا کرے ابن سبا کا جس نے اسلام کو تتبر بتبر کرکے تخم نفاق
بو کر حسد و عداوت و بدعت و شقاوت کی کھیتوں کو لہلہا دیا۔ جناب مستطاب معلی
القاب مولوی مہدی علی خانصاحب مؤلف آیات بینات لکھتے ہین کہ عبداللہ ابن
سبا شیعوں کا دادا۔ مگر واہ رے مصنف رمی الجمرات کیا ہی پھڑکتا ہوا جواب دیا ہے
مولوی صاحب موصوف نے لکھا ہے کہ میں سُنّی ہوں اور میرے والد ماجد شیعہ ہین
صاحب رمی الجمرات نے مذاقیہ لکھا کہ ہرگاہ آپ اپنے باپ کو شیعہ بتلاتے ہیں اور
ابنِ سبا کو شیعوں کا دادا۔ پس اس حساب سے وہ ملعون جناب کا پردادا ہوا۔ الحاصل
ہرچند کہ علمائے کرام شیعہ نے شاہصاحب کی اس ادّعاء باطل کو کہ مذہب شیعہ نے
ایک یہودی سے رواج و شیوع پایا ہے۔ تقریر رنگارنگ و وجوہات متنوعہ سے باطل کیا ہی
اور حضرات اہلسنت آج تک اُس کا کچھ جواب نہین دیسکے۔ اور نہ تا قیامت انشاء اللہ
اجوبۂ تحفہ کے ردّ و ابطال پر قلم اٹھانے کی جرات حاصل کرینگے لیکن یہ کم مایۂ ہیچمدان
و حقیر و ذلیل ایسے مختصر طریقہ سے جناب شاہصاحب کے دعوے کو باطل کرنا چاہتا ہے کہ
اہلِ انصاف کا دل بول اُٹھے اور ہر سُنّی پاکباز کہدیوے کہ بے شبہ جناب شاہصاحب نے
شیعہ پر سخت الزام لگا کر تمام سُنّیوں کو ایسا دھوکا اور مغالطہ دیا تھا کہ کسی او دتے

مسلمان سے بھی نہو سکے چہ جائیکہ پیرو مرشد سُنّیان مین نہایت انصاف وراست
بازی سے بلا حمایت وجنبۂ شیعہ گذارش کرتا ہون کہ اگر درحقیقت حسب تحریر شاہ صاحب
مذہب شیعہ یہی وقعت وحیثیت رکھتا ہے کہ ایک یہودی مردود سے اُس نے نام پایا
تو واللہ ثم باللہ ایسی ملت سے کافر ہونا بہتر ہے کہ اگر نحیف نے شاہ صاحب کی
تحریر پُرتزویر کو بلا دخل تاویل صاف وصریح وجوہ سے باطل کردیا تو پھر اہلسنت کو
لازم ہے کہ کار فرمائے انصاف ہوکر حضور شاہ صاحب کو ایسا ہی سمجھین کہ جیسا عام
خلاف گو اور غلط نویسون کو سمجھا کرتے ہین۔ چونکہ شاہ صاحب نے تحفہ کے شروع
یعنی باب اوّل مین اس بات کا دعویٰ کیا ہے کہ موجد مذہب شیعہ عبداللہ ابن سبا
یہودی ہے اور جبکہ اُسکی تعلیم نے طبائع مسلمین مین اثر ورسوخ پیدا کیا تو یہ گروہ
شیعہ فرقۂ ہالکین وضالین ومبتدعین میں داخل ہوکر اُن حرکات وعادات کا مظہر
ہوا جنکا ذکر ہم آیندہ ابواب میں کرنیوالے ہین۔ پس خیال کرنے کا موقع ہے کہ
اگر مین نے وجوہات دلنشین ناظرین وسامعین سے اس بات کو مثل آفتاب
نیمروز ثابت کر دکھایا کہ جناب شاہ صاحب اس الزام کے وارد کرنے میں کہ شیعہ کا مذہب
یہودی سے نکلا ہے صحیح القول نہین ہین۔ تو وہ جملہ معاملات باطل سمجھے جائینگے
جنکو دیگر ابواب مین شاہ صاحب نے الزاماً منسوب بشیعہ کرکے درج فرمایا ہے۔ ہرچند
کہ تحفہ کی ایک ایک سطر اور ہر ہر فقرہ جناب مرزا محمد صاحب دہلوی اعلی اللہ مقامہ بزمانہ
حیات شاہ صاحب بذریعہ نزہہ ردّ وباطل فرما چکے ہین۔ اور بعد اُن کے چند علمائے
اعلام شیعہ نے اُسکی ایسی دھجیان اوڑائی تھین کہ اگر خوردبین سے بغور دیکھا جائے
تو ایک دھجی نظر نہ آئے۔ مگر حقیر کے چند ہی فقرات مُبطل تمام تحفہ سمجھے جائینگے کیونکہ

اگر فی الواقع بانی مذہب شیعہ عبداللہ قرار نہ پایا تو شاہ صاحب نے اسکو موجد دین شیعہ قرار دیکر جسقدر مضامین توہین آمیز درج تحفہ فرمائے ہیں - خود بخود جھوٹے اور ناقابل التفات سمجھے جائینگے ہر کتاب کا اصل اصول دیباچہ ہوا کرتا ہے اور اوسمین شاہ صاحب نے یہ قصہ ہوش ربا حیرت انگیز و نفرت آمیز لکھا ہے کہ شیعہ بتعلیم عبداللہ ابن سبا رہگرائے بادیۂ ضلالت ہو گئے پس اگر میری تقریر کا نتیجہ منجر بہ بطلان الزام مذکورہ اہل خرد کے نزدیک تسلیم ہو گیا تو تحفہ کے وہ تمام تر اوراق جو کہ باب سوم و دوم وغیرہ مین الی آخرہ لکھے ہیں خواہ مخواہ داخل ردیات ہو کر پڑیان باندھنے کیلئے دوافروشون کے ہاتھہ نیلام کر دئے جائینگے اب ذرا مستعمل بیٹھے میں اصل داستان بیان کرتا ہون - تحفہ کے باب اول صفحہ (۵) سطر (۸) مین شاہ صاحب رقمطراز ہیں کہ بناء مذہب شیعہ عبداللہ ابن سبا یہودی یمنی صنعانی سے ہے اس نے براہ عداوت اہل اسلام بلباس مسلمانی بامید انہدام بنیاد ملت اسلامیہ ایسا دام تزویر پھیلایا کہ جماعت کثیر کو بدکیش کر دیا - چنانچہ فرماتے ہین اکہ ہرگاہ شہادت آن خلیفۂ برحق یعنی عثمان واقع شد و خلافت حقہ خاتم الخلفاء امیرالمومنین علیہ السلام صورت گرفت جماعت کثیر خود را از اعداء و محبین و مخلصین آنجناب وانمودہ خویشتن را بہ شیعۂ علیؑ ملقب ساختند - و باین خوشامد در آمد کمال فرحت و شادی نصیب ایشان شدہ خواستند کہ مکنونات ضمائر خبث ذخائر خود را بے دغدغہ در پایۂ اظہار رسوا براز آرند و این فتنہ را کہ قریب الانطفاء بود دراز و پہنا درنمایند - کلان تراین گروہ عبداللہ ابن سبا یہودی صنعانی بود - کہ سالہا در یہودیت علم تلبیس و اضلال افراختہ نرد و غا و دغل باختہ سرد و گرم فتنہ انگیزی چشیدہ و نشیب و فراز این صحرا نوردیدہ خیلے برکار

برآمده بود- ہر کسے را از اہل فتنہ بطورے فریب دادن آغاز نہاد- و فراخور د استعداد ہریک تخم ضلالت کاشتن بنیاد کرد- انتہی بقدر الحاجت- عبداللہ ابن سبا مذکور نے بہ لباس تشیع جو فتنہ انگیزی کرکے غوایت و ضلالت کی جماعت اہل اسلام مین تخم ریزی شروع کی اسکو جناب شاہصاحب نے باین الفاظ رقم فرمایا ہے- اولاً اظہار کمال محبت و اخلاص بخاندان نبوی و دودمان مصطفوی و تحریص بر محبت اہلسنت و استحکام درین امر شروع کرد) سبحان اللہ عبداللہ ابن سبا پر کیا خوب اعتراض کیا گیا ہے کہ اس نے محبت خاندان نبوت پر لوگون کو ترغیب و تحریص کی- اگر یہ واقعہ سچ ہے تو صاف ظاہر ہوگیا کہ اس زمانہ کے آدمیون کی طبائع مین خاندان رسالت کے ساتھہ اتحاد و اخلاص نہ تھا ورنہ امر موجودگی حاصل کرنے میں عبداللہ مذکور تحصیل حاصل کا ارتکاب نکرتا- کیونکہ جن لوگون کو اس نے محبت و موالات خاندان رسالت پر رغبت دلائی تھی وہ صاف کہدیتے کہ آپ کوئی امر جدید ہمکو تعلیم فرمائیے- اسکو تو ہم اپنے ایمان کا رکن رکین سمجھے ہوئے ہیں شاہصاحب کی عبارت سراپا بشارت متذکرہ بالا کا یہ فقرہ اکہ استحکام درین امر شروع کرد) صاف طور پر دلالت کرتا ہے کہ اکھڑی ہوئی بات یعنی موالات اہلبیت کو عبداللہ ابن سبا از سر نو جماتا تھا پس ؎ کیا لطف جو غیر پردہ کھولے- جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے، صاف ثابت ہوگیا کہ ثلاثہ کے دوران حکومت میں اہلبیت کی محبت قلوب مسلمین سے بحدے مستاصل ہوگئی تھی کہ وہ لوگ تعلیم جدید کے محتاج تھے- مودت اہلبیت چونکہ بحکم قرآن بفحوائے آیہ مبارکہ (قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودة فی القربیٰ) تمام مسلمانون پر آنحضرت کی تبلیغ رسالت و تعلیم مسلک حقیقت و معرفت کا مزدوا اجورہ قرار دیگئی ہے- لہذا اُس کے استحکام مین

کوشش کرنا ہووئی مذکور پر کوئی الزام پیدا نہین کرسکتا - یہ وہ محبت ہے کہ بلا اُس کے
کسی مسلمان کا کوئی فعل از قسمِ طاعات و عبادات و خیراتِ مبرات درجۂ اجابت پر
فائز نہیں ہوسکتا - چنانچہ زبان زد خاص و عام ہے کہ بے حُبِّ اہلبیت عبادت حرام ہے
حضراتِ خلفاءِ ثلاثہ نے جو ۲۵ پچیس برس تک جلوہ افروز تختِ خلافت رہکر جس بات
کو بصد کوشش مٹایا اور خلایق کے دل سے بھولایا تھا - اسکو لوگون کی طبایعِ متنفرہ
میں جاگزین کرنا فی الواقع اہتمام طلب تھا - مدعیانِ محبتِ خاندانِ نبوت اعنی حضرات
اہلسنت والجماعت پشتِ دست سے آنکھین ملکر بہ چشمِ انصاف ملاحظہ فرمائین کہ
تحریص و ترغیب باطاعتِ اہلبیت جو کہ عبداللہ ابن سبا سے وقوع پذیر ہوئی اُسکو
شاہ صاحب نے (تخم ضلالت کاشتن بنیاد کرد) کی صفت سے یاد فرمایا ہے - کاش وہ
ملعون بمثلِ خلفاء ثلاثہ عداوتِ اہلبیت پر مسلمانوں کو ترغیب دلاکر اُن کے نورِ محبت
کو جگر چیر چیر کر نکلواتا اور اُس خونِ موالات کو جسکا ہر مومن کے رگ و پے میں دوڑنا
از جملۂ ضروریاتِ دین ہے - بذریعہ فصد دُور کراتا تو غالباً بڑا پیر و درویشِ کامل و
اولیاء اللہ سمجھا جاتا حقیقت یہ ہے کہ محبت و عداوت چھپائے سے چھپ نہین سکتی
کچھ نہ کچھ زبان و قلم سے نکل ہی جاتا ہے - اگر شاہ صاحب کے قلب نورانی میں خاندانِ
نبوت کی اتنی بھی محبت و وقعت ہوتی کہ جتنی بی بی عائشہ صدیقہ کو اُس ناقہ سے
تھی جسپر سوار ہو کر حضرتِ ممدوحہ شانِ مجاہدانہ دکھاتی ہوئیں حیدرِ کرار کے سامنے
حدیث (یا علی حربک حربی) خاطرِ عاطر سے محو فرماکر حملہ زن ہوئی تھین - تو کبھی آنکی
محبت کو تخم ضلالت سے تعبیر نفرماتے - اگر کوئی سُنی ہماری تحریر بنگاہِ انصاف سے
اِن فقرات کو دیکھے تو یقیناً کبھی بھولے سے بھی شاہ صاحب کے عالمِ دین ہونے کا باور

نکرے کیونکہ ایسا عالم جس کے نزدیک محبت اہلبیت رزالت وضلالت ہو وہ خود خوارج ونواصب کا جدِّ امجد ہے۔ پھر اسی صفحہ پر کسی قدر فاصلہ سے لکھتے ہین اگرچہ ان جماعہ را باین دامِ فریب گرفتار کرد۔ اولاً القا نمود کہ جناب مرتضوی بعد از پیغمبر افضلِ مردم واقرب ایشان ست۔ بسوئے پیغمبر وصی وداماد برادر او ست و آیات وارده در فضائل آنجناب و احادیث مرویہ در مناقب آن عالی قباب با ضمِ موضوعات ومخترعات خود منتشر ساخت) خدارا اور اسنّی صاحبان خوابِ غفلت سے چونک کر اپنے مولانا فخر المحدثین ورئیس المناظرین ومتکلمین بلکہ افتخار اولین وآخرین کی عبارت پُر مکرمت کے اطراف وجوانب پر نظر ڈالکر دیکھین کہ محبتِ اہلبیت کی تحریص وترغیب کو دامِ فریب قرار دیا ہے۔ کیون چودھویں صدی کے سنّیون تم تو یہ کہا کرتے تھے کہ جسکو اہلبیت سے تولّا نہین وہ نام کا مسلمان وزندیق محض ہے۔ برائے خدا انصاف فرمائیے درحالیکہ آپکے بزرگوار وعلمائے ذی اقتدار موالاتِ اہلبیت کو گمراہی وضلالت وفریب ودغا کے ساتھ تعبیر فرما چکے ہین۔ تو تم اپنے دعوے میں کیونکہ سچے تسلیم کئے جا سکتے ہو مقتدی ومقتدا کے عقیدے دو قسم پر کہ جن میں ضد و مباینت ہو ہرگز نہین ہو سکتے عبد اللہ مذکور پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ اُس نے حضرت امیرؑ کو بعد آنحضرت افضلِ مردم واقرب ترو داماد وغیرہ بیان کیا ہے بھلا اس معاملہ میں اُس ملعون نے کیا جھوٹ بولا۔ افسوس ہے کہ شاہصاحب نے یہ سچی تقریر بھی فردِ جرم میں داخل کر دی سوائے شاہصاحب اور اُن کے مریدانِ خاص کے سب مسلمان اس بات پر متفق ہین کہ حضرت امیرؑ کو رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا اختصاص ہے کہ وہ مرتبہ نوعِ بشر سے کسی کو حاصل نہین۔ آیہ مباہلہ میں آپ بلا اختلاف و انکار نفسِ رسول مانے

گئے ہین۔ ظاہر ہے کہ تمام وجود انسانی میں نفس سے افضل و بالاتر کوئی چیز نہین۔
پس جو کہ بحکم قرآن ختم المرسلینؐ کا نفس بیان کیا جاوے اُسکے افضل ہونے مین
کون کلام کر سکتا ہے۔ شیخ عطارؒ جو کہ اہلسنت کے نزدیک ابرار واخیار و اولیا
کبار سے گزرے ہین فرماتے ہیں کہ **بیت** خدا نفس پیغمبرش خواندہ است +
دگر را فضیلت کجا ماندہ است + داماد و برادر ہونا تو ایسا بدیہی ہے کہ مدینے کے
یہود و نصارے بھی جانتے تھے۔ یہ امر تو بظاہر تعلیم طلب نہین معلوم ہوتا۔ بروایات
اکابر علماے سنیہ حضرت امیر علیہ السلام بمقام فخر و مباہات فرماتے تھے۔ (انا عبد اللہ
واخو رسول اللہ) کمال افسوس کے ساتھہ لکھا جاتا ہے کہ شاہصاحبؒ نے ایسے کلمات
کو جو کہ بدیہات اجلہ سے ہین اور جنپر خود حضرت مرتضوی نازکنان ہو کر بمقام
فخر مستدل ہوتے تھے۔ الزاماً عبد اللہ ابن سبا کے گلے مڑہ دیا۔ میری سمجھ میں ہرگز یہ
بات نہین آسکتی کہ اس زمانہ کے آدمی جسوقت کو (خیر القرون) کہا جاتا ہے۔
ایسی مارواڑی اور موٹی عقل کے تھے کہ محض عبد اللہ مذکور کے کہنے سے اس بات
پر متیقن ہوئے کہ جناب امیر رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھائی اور داماد ہین
کاش وہ ملعون یہ سبق نہ پڑھاتا۔ تو اسوقت کے مسلمان یہ بھی نجانتے کہ آنحضرتؐ و
امیر المومنینؑ باہم کوئی رشتہ و تناسب رکھتے ہین۔ بقول شاہصاحب عبد اللہ نے
یہ بھی کہا کہ جناب امیرؑ اقرب ترین مردم بسوئے پیغمبر ہین۔ تمام دنیا کے مسلمانون سے
اگر پوچھا جائے کہ رشتہ داران و قریبان آنحضرت میں اقرب ترین کون شخص تھا تو
غالباً طوعاً و کرہاً بدل خواستہ و ناخواستہ یہی کہنا پڑیگا کہ حیدر است و حیدر است
و حیدر است۔ چنانچہ جناب شاہصاحبؒ نے بھی تحفہ میں بذیل تذکرہ حدیث نور صفحہ ۲۲۲

سطر ۱ میں ارقام فرمایا ہے کہ ادر قرب نسبت حضرت امیرؑ باختی مرتبت بجنسہ نسبت
درحالیکہ تقرب و اختصاص حضرت امیرؑ میں گنجائش قیل و قال نہین - تو جناب شاہصاحب
نے فرد جرم کو کیون طوالت دی - اگر حقیقت میں یہ بات زبان سے نکالنے میں آدمی
مجرم ہوتا ہے کہ علیؑ نبی کے قریب ترین - جیساکہ عبداللہ ملزم ہوا تو جناب شاہصاحب
بھی چونکہ معترف بقرب نسب ہوئے ہین اپنے ہی قول سے مجرم قرار پاکر ہمنشین عبداللہ
ابن سبا ہو گئے - اور نیز کل مسلمان چہ سنی و چہ شیعیان اسی دائرہ میں آ گئے - المختصر
لوگون پر واجب تھا کہ عبداللہ ابن سبا کے منہ پر تھوکتے - کہ او فرِ مساق تو ہمکو یہ کیا
تعلیم دیتا ہے کہ علیؑ نبی کے بھائی اور داماد ہیں - اِس بات کو تو ہم اور تمام اعراب بادیہ
نشین پہلے سے جانتے ہیں - سیاق کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ تمامتر مضمون جناب
شاہصاحب کی نازک خیالی و جودت طبعی کا نتیجہ ہے - نہ عبداللہ ابن سبا سے کسی مسلمان
نے ایسی خلافِ عقل باتین سنی اور نہ اُس نے کہین - محض اک طبع زاد ترانہ ہے کہ جسکو
دیکھ دیکھ اور سن سنکر دانشمندانِ اہلسنت فرطِ مستی سے جھوم جھوم کر نمونۂ مشائخ
صوفیہ بن رہے ہین - اگر روزِ روشن میں عین دوپہر کے وقت کوئی یہ کہے کہ وہ دیکھو
آفتاب نکلا ہوا ہے اور خلقت بھیانک ہو کر محض اُسکے کہنے سے دوزمین لگا کر طلوع
شمس پر باور کرے تو ہم بھی اِس واقعۂ غیر صحیح پر یقین کر لیوین کہ عبداللہ نے
دامِ مکر و فریب پھیلا کر پہلے اہلبیت کے فضائل بیان کرنے سے تخمِ ضلالت بویا -
اور پھر حضرت امیرؑ کو جنابِ مصطفوی کا بھائی اور داماد بیان کیا + فقط



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تصویر غالب و مغلوب

سلسلہ پنجم

جناب امیر علیہ السلام کے لشکر نصرت اثر میں حسب غزویات سینہ کئی سو اصحاب صداقت مآب اور ہزارہا تابعین وتبع تابعین بر سر جنگ کمر بستہ تھے تعجب ہے کہ ایسے ارباب عقل وتمیز جنکا اکمل افراد انسانی میں شمار ہے۔ عبداللہ ابن سبا سے اس قسم کے لغویات و واہیات واقعات سننے پر فریفتہ ہوتے تھے۔ اندریں صورت وہ تمام جماعت اصحاب جو کہ ہمرکاب حضرت مرتضوی ناکثین ومارقین وقاسطین کے خون بہانے پر ہاتھوں کو آستین سے اور تلواروں کو میانوں سے باہر نکالے ہوئے تھے۔ احمق قرار پاتے ہیں۔ ایک شاہصاحب کی خاطر سے اہلسنت کسقدر اصحاب کے حماقت شعار ہونے پر رضامند ہوئے ہین۔ مگر بقول شخصے عیب او جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو۔ ہم گروہ شیعہ شاہصاحب کا شکریہ بھی ادا کرتے ہیں کیونکہ انہوں نے فرد الزام عبداللہ ابن سبا میں یہ فقرہ لکھکر اکہ آیات واردہ در فضائل آنجناب واحادیث مرویہ در مناقب آن عالیجناب ا ہمکو ادائے شکریہ پر مجبور کیا مضمون بالا کے دیکھنے سے صاف ثابت ہوگیا کہ حضرت امیرؑ کے فضائل ومناقب میں آیات وحدیث ہیں۔ مگر جناب شاہصاحب کا یہ فقرہ اکہ باضم موضوعات ومخترعات خود منتشر ساخت نہایت حیرت انگیز بات ہے۔ الفاظ صدر باآواز جہر کہہ رہے ہیں۔ کہ علاوہ اُن آیات واحادیث کے جنکا ورود بشان مرتضوی ہوا تھا۔ کچھ عبداللہ ابن سبا

نے بھی اپنی طرف سے گھڑ گھڑا کر اور ملا ملو دیا تھا۔ ہر چند کہ یہ بات کوئی تازہ نہین اکثر تفریط و افراط بیان واقعات میں ہوجاتی ہے۔ حدیثین بھی بنالیا کرتے ہیں۔ جیساکہ خیر خواہانِ ثلاثہ نے صدہا احادیث تیار کی ہیں۔ اور ہمارے ایک جلیل القدر عالم نے کتاب مستطاب شوارق النصوص میں علماء اہلسنت کے بیان سے ثابت فرما دیا ہے کہ حکومت خلفاء بنی امیہ و عباسیہ میں واضعین کو زر کثیر دیکر فضیلت شیخین و امثالہم میں احادیث بنوائی گئین۔ میرا ارادہ تھا کہ ایسی چند احادیث جو کہ مدائح شیخین مین بزمانہ جناب معاویہ و دیگر سلاطین اسلامیہ بنوائی گئی ہیں پیش نظر ارباب بصیرت کرون مگر بخوف طوالت فقط ایک حدیث بطور نمونہ تیمناً و تبرکاً لکھے دیتا ہون اگر ناظرین باتمکین کی دانست میں بلا دخل تاویل حدیث مصرحہ تحتی کا وضعی و بناوٹی ہونا جاگزین ہوجائے تو اور احادیث کا بھی ساختہ و موضوعہ ہونا بالیقین فرمائیں۔ شاہصاحب تحفہ کے صفحہ ۱۴۳ سطر ۱۰ مین لکھتے ہین۔ کہ شیعہ نے دعویٰ کیا ہے کہ آنحضرت نے بحق جناب مرتضوی ارشاد فرمایا۔ (کنت انا و علیؑ ابن ابیطالب نوراً بین یدی اللہ قبل ان یخلق باربعۃ الف عام فلما خلق اللہ آدم قسم ذالک النور جزئین فجزاً و نا وجزاً علیؑ بن ابی طالب) خلاصہ حدیث موصوف یہ ہوا کہ آنحضرت ارشاد فرماتے ہین کہ آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار برس پہلے ہم اور علیؑ ایک نور تھے۔ بعد پیدایش آدم اُس نور کے دو حصے کئے گئے۔ ازآنجملہ ایک جزو میں ہوں اور جزو ثانی میرا بھائی علیؑ ابن ابیطالب) چونکہ حدیث موصوفہ بالا سے بصراحت تمام اتحاد نبوی و مرتضوی ثابت ہوتا ہے۔ اور یہ وہ مرتبۂ جلیل و عظیم ہے کہ اُس سے بالاتر کوئی درجہ ممکن نہین لہذا شاہصاحب بنظر عاقبت اندیشی و مآل بینی گھبرا اُٹھے کہ ایسی صاف و صریح حدیث

بالکل مستاصل کن بیخ سنیت ہے۔ لہذا حسب عادت قدیم اسی صفحہ کی سطر ۴ مین انکار کر اٹھے کہ (ایں حدیث باجماع اہلسنت موضوع است) شاہصاحب کے انکار سے مجھکو یہ قیاس کرنیکا موقعہ ملا کہ ایسا نامی عالم جسکو حضرات اہلسنت فخر المحدثین و رئیس المتکلمین و بہترین اولین و آخرین جانتے ہین اور اُنکی تحریر کو نقل لوح محفوظ و قرآن ثانی سمجھتے ہین ہرگز جھوٹ لکھکر رہزن مقلدان و گمراہ کنندۂ سنیان نہ ہوگا مگر افسوس ہے کہ میرا وہ مظنہ صحیح نہ نکلا یہ تو مین کہہ نہین سکتا کہ شاہصاحب دیدہ و دانستہ راہ پیمائے کوچۂ کذب و بددیانتی ہوئے ہین۔ مگر ہان اتنا عرض کرنے سے ہرگز نہ رکونگا کہ حضرت ممدوح وسیع النظر نہ تھے اور قیاسات سے لکھدیا کرتے تھے جس بات کو خلاف مراد دیکھتے تھے بے آنکھ کتب بینی میں قوت نظری گھٹائین۔ انکار کردینے میں یکتائے روزگار تھے۔ اگر کسی کو شاہصاحب کے باغچۂ کلام میں راست بیانی کے گل و بوٹہ کا مشاہدہ کرنا مدنظر ہو تو اجوبہ تحفہ اور خصوصا عبقات الانوار و تشئید المطاعن کی روشوں اور سیڑیوں پر سیر و گشت کرے۔ انشاء اللہ صاحب ممدوح کا ہر خوشۂ کلام حلاوت راستی سے ہرا بھرا معلوم ہوگا۔ اسی حدیث نور کی نسبت جسکے موضوع ہونے پر شاہصاحب اجماع سنیان کا دعوی کرکے یاد دہ اجماع سقیفہ بنی ساعدہ ہوئے ہین۔ صاحب عبقات الانوار اعلی اللہ مقامہ نے بذریعہ ایک جلد ضخیم تحریر فرمایا ہے کہ حدیث نور کتب موثقہ و معتمدۂ اہلسنت میں تین طریقہ سے وارد ہوئی ہے۔ پہلے طبقہ مین ناقلین حدیث موصوفہ آٹھہ اصحاب جلیل الشان یعنی امیر مومنان و جناب امام حسین جگر گوشۂ سید انس وجان و سلمان فارسی و ابوذر غفاری و جابر ابن عبداللہ و ابن عباس و ابوہریرہ و انس بن مالک ہین۔ اور گروہ تابعین

سے بھی اُسکے نقل کرنے والے آٹھ شخص ہیں۔ منجملہ اُن کے ایک زین العابدین علیہ السلام ہین چونکہ اہلسنت انکو تابعین صحابہ سے جانتے ہین۔ لہذا صاحب عبقات نے اُس امام ابرار وسردار اخیار کو بذیل تابعین معدود فرمایا۔ ورنہ معاذاللہ شیعہ ائمہ دوازدہ گانہ سے کسی کو سوائے رسولِ پاک کے دوسرے کا تابع جانتے ہوں۔ سوائے صحابہ وتابعین (۸۱) کس علمائے اہلسنت سے ایسے گزرے ہیں کہ جن بزرگواران نے حدیثِ نور کو اپنی اپنی تالیفات وتصنیفات میں باسانیدِ متعددہ نقل فرمایا ہے۔ اُنہین سے ایک عالم کا نام بھی سن لیجئے (احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن اسد الشیبانی) تفصیل اگر دیکھنا منظور ہووے تو جلد ہشتم عبقات الانوار کو ملاحظہ فرمائیے۔ جوکہ مسمّیٰ بحدیثِ نور مشہور نزدیک و دور ہے اسمیں توکوئی کلام نہین کہ آنحضرت وجناب امیر علیہ السلام کا نور پاک ایک ہے۔ اور اسقدر جماعتِ صحابہ وتابعین وعلما جنکی تفصیل اوپر کی گئی سوائے مقلدانِ شاہصاحب کے اورکسی مسلمان کے نزدیک خلاف گو ورہرو مسلکِ ناراستی قرار نہین پا سکتے۔ مگر رنج اس بات کا ہے کہ اجماع اہلسنت بموضوعیت حدیثِ نور کے ظاہر کرنے سے شاہصاحب مفت میں بیٹھے بٹھائے اپنی کوتہ نظری سے افرادِ کا ذہین میں درج ہوکر نا معتبر محض یقین کئے گئے ایسے مشہور اور نامی گرامی عالم کی تحریر کا غلط ثابت ہوجانا۔ ہمکو بھی بوجہ دردقومی فی الجملہ رنج وہ ہوا۔ اہلسنت کو لازم ہے کہ شاہصاحب کو سر تا سر سچا نہ سمجھین۔ کیونکہ ایسے بے احتیاط شخص کی طرفداری میں خواہ مخواہ حضرات کی طبع نازک پروبالِ ملال عائد ہوکر عجب نہین کہ سنجر بخودکشی ہوجائے۔ ابھی ناظرین گھبرائین نہیں میری بیہودہ سرائی پر ذرا دل لگائے رہین۔ اسی بحث کے متعلق اک اور اُوچھلتا ہوا مضمون سناتا ہوں۔ اسی صفحہ کے سطر (۲۲) مین شاہصاحب لکھتے ہین

کہ یہ روایت ہرگز صحیح نہین ہے کہ نبی وعلیؑ ایک نور سے تھے۔ مگر ہان بہ نسبت اس روایت کے یہ روایت فی الجملہ صحیح ہے کہ چاروں اصحاب ورآنحضرت ایک نور سے پیدا ہوئے تھے چنانچہ فرماتے ہین (روی الشافعی باسنادہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال کنت انا وابوبکر وعمر وعثمان وعلیؑ بین یدی اللہ تعالیٰ قبل ان یخلق آدم بالف عام فلما خلق اسکنا ظہرہ ولم نزل ننتقل فی الاصلاب الطاہرۃ حتی نقلنی اللہ تعالیٰ الی صلب عبداللہ ونقل ابابکر الی صلب ابی قحافۃ ونقل عمر الی صلب الخطاب ونقل عثمان الی صلب عفان ونقل علیا الی صلب ابیطالب)۔ خلاصہ مضمون روایت یہ ہے کہ آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ ہم اور ابوبکر وعمر وعثمان وعلیؑ ایک نور سے پیدا ہوئے ہین اور ہم سب کا نور اصلاب طاہرہ وپاکیزہ سے وقتاً فوقتاً منتقل ہوتا رہا۔ تاآینکہ ہر ایک کے نور نے اپنے اپنے باپ کے صلب مین قرار پکڑا۔ یہ روایت بعینہ ایسی ہی ہے کہ جیسے کسی لومڑی نے اپنی دم کو گواہی مین پیش کیا تھا۔ سنی وشیعہ مین سے کسی فریق کو یہ حق حاصل نہین ہے کہ اپنی کتاب کی روایت مخالف مذہب کے سامنے پیش کرے۔ لطف یہ ہے کہ جناب شاہ صاحب تحفہ کے صفحہ (۳) سطر (۶) مین لکھتے ہین (کہ دریں رسالہ التزام کردہ شد کہ در نقل مذہب شیعہ وبیان اصول ایشان والزاماتے کہ عائد باہل سنت میشود غیر از کتب معتبر ایشان منقول عنہ نباشد والزاماتیکہ عاید باہلسنت میشود۔ میباید کہ موافق روایات اہلسنت باشد والا ہر یک را از طرفین تہمت تعصب وعناد لاحق است) واہ شاہ صاحب بھی عجیب گل خوشرنگ ہین۔ شروع کتاب مین ایسا سچا مضمون پیش کیا کہ جسکو ہر شخص دیکھکر کہدیوے کہ بڑے ہی راست کلام وحق گو ہیں۔ اور نتیجہ مین اپنی کتاب سے شیعہ کا گلا دباتے ہین۔ ہزارہا موقع ایسے ہین کہ جہان بمقابلہ اہل حق اپنی کتابون سے استدلال

کیا ہی نہ معلوم دانشمندان ہند ایسے شخص کو جو کہ وعدہ کرکے اسکے خلاف راہ چلے کس حد تک سچا سمجھیں گے وعدہ تو یہی تھا کہ شیعہ کا مقابلہ شیعہ کی کتابوں سے ہونا چاہیے دیکھئے بخلاف عہد سنی کی کتابون کا حوالہ دینے سے کہین خدانخواستہ بدعہدون اور خلاف نویسون کی فرد میں درج ہوکر مجرم نہ قرار پا جائین۔ مجھکو اس روایت مین چند باتین دکھانی منظور ہیں۔ انکو تدریجاً بیان کئے دیتا ہون حضور شاہصاحب خود رقمطراز ہیں کہ شیعہ نے جس روایت اہلسنت کی بنا پر اتحاد نور نبوی و مرتضوی ثابت کیا ہی وہ بالکل جھوٹی اور موضوع ہین لیکن جس روایت کو ہم لکھتے ہین وہ بمقابلہ روایت مذکورہ فی الجملہ قابل اعتبار ہے۔ لفظ فی الجملہ بھی عجیب جملہ ہے۔ ماہران فن ادب جانتے ہین کہ اس فقرہ کو ایسے موقع پر لاتے ہیں کہ جس واقعہ کی صحت میں پورا اعتماد نہو پس خود بیان شاہصاحب سے ثابت ہوگیا کہ روایت اہلسنت شیعہ کی روایت سے فی الجملہ بہتر ہے نہ کہ تامتر چونکہ اس روایت کے بیان کرنیوالے آٹھ صحابی و اسیقدر تابعین و (۴۱) کس علمائے موثقین ہین جنکی مجموعی تعداد (۵۷) آدمیون پر منتہی ہوتی ہے۔ اندرینصورت یقین کرنیکا موقعہ مل سکتا ہے کہ حدیث کی صحت کا اثر اسی مضمون معین و معدود تک آسکتا ہے کہ جو نبیؐ و علیؑ کی ذوات قدسیہ سے متعلق ہے اور باقی حضرات باعتبار مدارج خلافت اسی طرح فرض کئے گئے ہین۔ جیسے کہ مقدمات میں ترتیبی مدعاعلیہ بنالیا کرتے ہین۔ جنکی ذات کو ڈگری و ڈسمسی سے کوئی نفع و ضرر نہین ہوتا۔ قدرت خدا قابل تماشا ہی شاہصاحب نے تو یہانتک بدنامی کا بار گران اٹھایا کہ سنی کی روایت کو شیعہ کے سامنے پیش کرکے اپنے اس عہد موثق کو جسکو صفحہ (۳) سطر (۲) مین نہایت مضبوط رسیون سے جکڑ بند کیا تھا توڑکر پیمان شکنون کی فہرست مین اول نمبر اپنا نام لکھایا۔ مگر قاضی ثناء اللہ پانی پتی

نے کہ جنکو شاہصاحب اپنی کتاب مسمی بہ اتحاف النبلاء میں یہقی وقت وسرآمد معاصرین
خود لکھتے ہیں سیف مسلول میں بالفاظ صاف وصریح لکھدیا کہ آنحضرت وابوبکر وعمر
وعثمان کے متحد النور ہونے میں جو حدیث وارد ہوئی ہی۔ ہرچند کہ ضعیف ہے مگر جن لوگون سے
اُسکی سند پہنچی ہے وہ جھوٹے نہین۔ لیکن وہ حدیث جس مین فقط آنحضرت وجناب امیر
کے نور کا ذکر ہے باجماع اہلسنت موضوع ہے۔ کیونکہ اُس حدیث کی سند میں محمد بن خلف
مروزی بیان کیا گیا ہے اور وہ کاذب و رافضی تھا۔ بحمداللہ قاضی ثناء اللہ صاحب کے
بیان سے یہ بات تو ثابت ہوگئی کہ حدیثِ مسندلہ شاہصاحب ضعیف وناتوان ہے۔
شاید اسی جہت سے خدام شاہصاحب نے اُسکی نسبت لفظ فی الجملہ وارد فرمایا تھا
حضرات اہلسنت پر واجب ہے کہ خود بھی آنکھ کھولکر دیکھین۔ محض شاہصاحب ہی کے
گنڈے پر نرہین۔ ذرا دیکھو تو سہی قاضی صاحب نے شاہصاحب کے مایۂ استدلال کو ضعیف
لکھکر انکی صحتِ کلامی مین کیسا بٹہ لگایا۔ اور نقص پیدا کردیا۔ رہا جناب قاضی صاحب
کا یہ ارشاد کہ حدیثِ نور کی سند میں محمد بن خلف مروزی واقع ہوا ہے۔ جو کہ کاذب و
رافضی تھا۔ اُسکا فیصلہ بدستِ منصفینِ اہلسنت ہے۔ درحالیکہ ائمۂ صحابی وتابعین
وائمۂ کس علمائے اہلسنت اُسکے ناقل ہیں۔ تو اِن سب کو کاذب و رافضی کہیے۔
یا ثناء اللہ صاحب کو کوئی گرم فقرہ سناکر حدیثِ نور کی صحت پر اعتقاد فرمائیے۔ حق
یہی ہے کہ بنائی ہوئی بات مین کچھ نہ کچھ نقص ضرور رہجاتا ہے۔ نقل ہے کہ آدمیون نے
اتفاق کرکے خدا سے منظوری حاصل کی کہ سب چیزون کو تو اپنے دستِ قدرت سے
بناتا ہے ایک دو چیزیں ہمین بھی بنا لینے دے۔ ورنہ یہ ہماری دانائی وصناعی کس روز
کام آوے گی۔ حکم ہوا کہ اچھا تم بھی اپنا ہنر دکھاؤ۔ کوئی ذی رُوح بناؤ۔ سب نے ملاکر

چمگادڑ یعنی شپرک بنایا چونکہ ناقص خالق تھے جلدی میں ہاتھ پیر بھول گئے گھبراہٹ میں مقعد بنانا بھول گئے۔ جانور مذکور جدھر سے کھاتا ہی اُدھر سے ہگتا ہے۔ یہی کیفیت واضعین نے اس حدیث میں دکھائی گو کہ حدیث کے چند مقام قابل قدح وجرح ہین مگر بخوف طوالت ایک بات عرض کرنا چاہتا ہون۔ انوار خمسہ کی نسبت لکھا ہے کہ ہمیشہ اصلاب طاہرہ میں منتقل ہوتا رہا۔ تا اینکہ آنحضرت کا نور صلب عبداللہ میں مستقر ہوا اور بکر و عمر کا اُن کے آبائے کرام کے اصلاب میں اہلسنت تو یہ فرماتے ہین کہ حضرت عبداللہ وابوطالب معاذاللہ کافر تھے۔ ایسے ہی عمر و عثمان کے باپ کو غیر مسلم بتاتے ہین۔ پھر اُنکے صلب کیونکر پاک ہو گئے۔ خدا فرماتا ہے۔ انما المشرکون نجس۔ کیا نجس کا صلب پاک بھی ہوتا ہے۔ یک بام دو ہوا۔ کچھ پاک و کچھ ناپاک یہ حدیث نور سوائے مذہب شیعہ کے اور کسی کے اصول پر صحیح نہین ہو سکتی۔ کیونکہ فرقہ حقہ امامیہ بالاتفاق قائل ہے۔ کہ آنحضرت کے اجداد گرامی معہ جناب عبداللہ وابوطالب نامی آن واحد کے لئے بھی مسبوق بکفر و نفاق نہین ہوئے۔ سب ایمان صحیح پر دنیا سے اُٹھے۔ اسی طرح باتفاق سُنی وشیعہ حضرت امیر نے کنار رسول خدا میں پرورش پائی۔ آپکے لعاب دہن کو بجائے شیر مادر نوش کیا۔ سجدہ اصنام کے لئے کبھی گردن خم نہ کی۔ ایسے شخص کے نور کا مقترن بہ نور نبوی ہونا بلاقیل وقال تسلیم ہے۔ اور بھلا وہ حضرات جنکے باپ کافر اور خود بوڑھاپے مین مسلمان ہوئے جوانی مین قبل از اسلام خم کے خم نوش کر ڈالے۔ صدہا سُور بھون بھون کر چبائے بتون کو سجدہ کرتے کرتے ماتھے گھسائے۔ وہ حضرت آدم علیہ السلام سے دس پانچہزار برس پہلے کیونکر آسمان پر چڑھ گئے۔ اگر درحقیقت ثلاثہ کے نور نے نور نبوی کے ساتھ تسبیح و تقدیس کی تھی تو دنیا میں کسی غیر معبود کی عبادت نکرتے۔ آنحضرت کی نبوت مین

بروزِ صلح حدیبیہ حضرت عمر شک وریب فرماکر جماعت شاکین و مرتابین میں اعلیٰ درجہ کا پاس نہ لیتے جنگِ بدر و احد و خیبر و حنین و دیگر غزوات سے پشت پھرا کے افرادِ مفرورین کی پیشانی پر اپنا نامِ نامی نہ لکھاتے - دیکھو اِن تمام لڑائیوں میں وہی ڈٹا رہا جسکا نور آپکے ساتھ تھا - افسوس صد افسوس ہزاروں برس ایک جگہہ سب رہوں اور دُنیا میں آکر وہ نور ایسے بے نور ہوجائیں کہ ادنیٰ ادنیٰ لڑائیوں میں دریا کی کائی اور پارچہ کتان کی طرح پارہ پارہ ہوجائیں - چودہ ہزار برس تک ایک ساتھ مشغولِ تحمید و تقدیس رہیں اور صفحۂ دُنیا پر قدم رکھتے ہی باہم ایسی بدگمانی ہو کہ ایک کو دوسرے پر اعتبار نہ رہے - بعض انوار فرطِ شکوک و غایت بے اعتباری سے حذیفہ بن الیمان کی خوشامد کرکے پوچھیں - کہ ہمارا شمار بذیلِ منافقین تو نہیں کیا گیا - حضرت ثنا اللہ پانی پتی کی توجیہ دیکھکر غلبۂ ہنسی سے دوہرا ہوا جاتا ہوں - آپ فرماتے ہیں کہ روایت تو ضعیف ہے مگر راوی سچا ہے - کسی ڈوم یعنی میراسی کی ٹانگ میں تیر لگ گیا تھا شدتِ درد و وفورِ کرب سے جان پر تو بنی تھی - مگر یہ ہی کہتا تھا کہ خدا کرے اِس تیر کا لگنا جھوٹ ہو - ایسی ہی حالت جناب قاضی صاحب کی ہے کہ روایت تو جھوٹی ہے مگر راوی سچا ہے - اگر حضرت ممدوح فی زماننا دستارِ قضا باندھے ہوئے جبہ و عبا پہنے ہوئے پانی پت کی کسی مسجد میں مسائل و فتاوی پر دستخط کرتے ہوئے مجھکو ملجاتے تو پہلے جھک کر مؤدبانہ سلام کرتا اور پھر عرض رساں ہوتا کہ حضور آپکا یہ ارشاد اُس رسالدار کے بیان سے کسقدر ملتا ہوا ہے کہ جس نے محض وطن کے نائی کو معتبر سمجھکر اپنے مرنے اور جینے میں شک واقع کردیا تھا - مشہور ہے کہ ایک رسالدار کے گھر سے ایک نائی خبر لیکر آیا - سردار صاحب نے پوچھا کہ خلیفہ جی چھوٹے بڑے سب

اچھے ہین - اس نے کہا کہ حضور اور تو سب خیریت ہے مگر آپ کی بیوی رانڈ ہوگئی
بس یہ سننا تھا کہ فرطِ تعب سے غش کر گئے - جب افاقہ ہوا بہت روئے پیٹے چلائے ادِھر
اُدھر سے آنکر آدمی جمع ہوئے - پوچھنے لگے کہ حضور گھر سے کیا خبر آئی - جو آپ
بحواس ہو گئے - فرمانے لگے کہ میان کیا پوچھتے ہو رسالدارنی بیوہ ہو گئی -
انہون نے کہا کہ جناب ہوش کیجئے یہ مردک جھوٹ بولتا ہے - ہرگاہ آپ زندہ
ہین وہ مخدومہ کیونکر رانڈ ہو سکتی ہین - فرمانے لگے کہ مین بھی یہی سوچ رہا ہون
مگر کسی طرح باور نہین ہوتا کہ پرانا قدیمی خیر اندیش نائی خواہ مخواہ جھوٹ بولے
العجب کل العجب خود ہی لکھتے ہین کہ روایت تو ضعیف ہے مگر راوی نامعتبر نہین
اسے حضرت جبکہ نائی کے نامعتبر ہونے نے رسالدار کی بیوی کے رانڈ ہونے
پر کوئی اثر نہ دکھایا تو راویانِ حدیث کے سچے ہونے سے باوصفِ ضعفِ روایت
جناب ابوبکر و عمر کا نور آنحضرت کے نور سے کیونکر متحد تسلیم کیا جا سکتا ہے ہان
اگر نائی کی روایت سے رسالدار کی بی بی باوجود حی القائم ہونے رسالدار کے
رانڈ قرار پا جاتی - تو بوجہ وثوقِ راوی یہ روایت ضعیف و نامعتبر بھی حضرت
ابوبکر و عمر وغیرہ کے نور مین کچھ کارآمد ہو جاتی - نہ وہ نائی سچا تھا نہ آپ کے یہ راوی
صادق القول تھے - الحمد للہ کہ ضعفِ روایت ثابت ہو گیا - حضراتِ اہلسنت
پر لازم ہے کہ ایسی ویسی حدیثون پر کہ جامع مسجد کی سیڑھیون پر بیٹھنے والون
نے بنائی ہون ہرگز اعتبار نہ فرمائین +



بسم اللہ الرحمن الرحیم

تصویر غالب و مغلوب

سلسلہ ششم

ہرچند کہ طول کلامی سے اصل مطلب فوت ہو کر ناظرین کے طبائع سے مضامین محو
وسہو ہو جایا کرتے ہین لیکن حقیر اور نیز جملہ متکلم اس اعتراض سے قابل معافی ہین
کیونکہ یہ معاملات حقیقت مین کچھ ایسے ہی قسم کی توجیہات سے ترتیب پذیر ہوا کرتے
ہیں - اور تا وقتیکہ ہر ایک بات کی پوری تنقیح کر کے اہل نظر کو نہ دکھایا جاوے لُطف کامل
حاصل نہین ہوسکتا - ناظرین کو یاد دلاتا ہون کہ عبداللہ ابن سبا یہودی کے قصہ میں
جناب شاہصاحب نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ عبداللہ مذکور نے خلائق کے فریب ہی مدِ نظر
کر کے آیات و احادیث واردہ بشانِ مرتضوی باضم موضوعات خویش تنشر ساخت
جسپر مجھکو یہ بات ظاہر کردینی مناسب معلوم ہوئی - کہ موضوعات حضراتِ ثلاثہ کیلئے
تجویز ہو چکے ہیں - اگر اُن کے دیکھنے کا شوق ہو تو اہلسنت کی کتاب مستطاب شوارق النصوص
کو ملاحظہ فرمائین اُسکے معائنہ سے انشاءاللہ ثابت ہو جائیگا - کہ تمام احادیث فضائل
شیخین وغیرہ مرویہ طریقہ سنیہ جھوٹی اور بے بنیاد معاویہ و عباسیہ نے واضعین و
کاذبین کو زرکثیر دیکر تیار کرائی ہین جناب مولوی السید حامد حسین صاحب اعلی اللہ مقامہ
نے بڑے بڑے علمائے کاملین اہلسنت کے بیان سے واقعہ مذکورہ کو ثابت فرمایا ہے
اور جن کتب کی سند پیش کی ہے وہ سب بعنایت الٰہی حضرت ممدوح کے خلف الرشید
وسعید امام المدققین و صدر المحققین السید مولانا و مقتدانا مولوی ناصر حسین صاحب قبلہ

دام اقبالہ کے دفتر میں موجود ہیں بطور نمونہ مُشتے از خروارے حدیث نور کی بحث میں حقیر نے اہلسنت کے موضوعات کو واشگاف کر کے دکھایا مصرع جواسپر بھی نہ وہ سمجھیں تو پھر اُنسے خدا سمجھے + عبد اللہ مذکور پر جو یہ الزام لگایا گیا ہو کہ باہتمام موضوعات خویش منتشر ساخت۔ یہ کسی طرح حسب معتقدات اہلِ اسلام صحیح نہیں ہوسکتا۔ جاننا اور سمجھنا چاہئے کہ اہلبیت کی مصیبت اور فضیلت مین ممکن نہین کہ کوئی شخص کلام فرسائی کرے مبالغہ سے ہو نیکے مبالغہ ہمیشہ اُسی بیان میں کرتے ہیں۔ کہ جسکو چھٹانک سے سیر کے درجہ پر پہنچانا منظور ہو۔ مصائبِ اہلبیت میں بطریق سُنی و شیعہ مقاتل و مراثی بے شمار لکھے گئے ہین۔ مگر انجام کار تفصیلِ مصیبت کو بیرونِ احاطۂ بیان و کلام سمجھکر شعرا کو یہی کہنا پڑا **بیت** غرض بیانِ غمِ اہلبیت آسان نیست + حکایتے است کہ آن را بشرح پایان نیست۔ ایسے ہی کسی فرد بشر سے ممکن نہین ہوسکتا کہ اہلبیت و خصوصًا جنابِ امیرؑ کے فضائل بیان کرنے پر قدرت رکھتا ہو۔ چنانچہ اُن کی نسبت کہا گیا ہو کہ

مصرع علی کے رتبۂ اعلیٰ کو کوئی کیا جانے + خدا کے بعد رسالتمآب سمجھے ہین فضائل مرتضوی مین کتابیں لکھی گئی ہین مگر انجام کار سب تھک گئے۔ اور یہی کہتے بنی کہ **مصرع** اوصافِ علیؑ بہ گفتگو ممکن نیست + گنجائشِ بحر در سبو ممکن نیست + بھلا بیچارے عبد اللہ ابن سبا کا کیا منہ تھا کہ آیات و احادیث واردہ بشانِ جناب مرتضوی کو کلام اللہ سے استخراج کر کے بالاستیعاب بیان کرسکتا۔ بڑے بڑے حفاظ و مفسر و محدث اظہارِ فضائل سے معترف بعجز و قصور ہوئے ہین۔ قاعدہ کلیہ ہے کہ مقدمات میں جھوٹا ثبوت پیش کرنے کی اُسی وقت ضرورت ہوا کرتی ہے جبکہ سچا سامان نہوا ور جس معاملہ و مقدمہ میں نظر بہ واقعات مدعی اسقدر پاک و صاف ثبوت دینے پر قدرت رکھتا ہو۔ کہ

خود تا مدت العمر اسکے بیان پر قادر ہو نہ کوئی اظہار نویس تمام وکمال ثبوت کو قیدِ قلم
مین لانے پر جرات کر سکے۔ تو ایسے شخص کو جھوٹے مواد کے ہمسرائی مین کوشش کرنا ہرگز
ممکن ہی نہین۔ انضمام موضوعات کی عبد اللہ مذکور کو اسی وقت ضرورت واقع ہوتی جبکہ
متن قرآن وکیسۂ محدثین کو حضرت امیرؑ کے فضائل خارج البیان سے خالی پاتا۔ ہم یہ
کہتے ہیں کہ وہ مرد واصلی وحقیقی واقعات کے بیان کرنے پر بھی قدرت نہ رکھتا تھا
پس بضم موضوعات ومخترعات چہ رسد۔ یہ شاہصاحب کی راست کلامی کا ادنے
سے ادنیٰ نمونہ دکھایا گیا ہے۔ حضرت کی عادت تھی کہ طبع نازک سے مضمون تراش
تراش کر درج تحفہ وغیرہ فرمادیا کرتے تھے ہم بھی تو دیکھین کہ کوئی اسُنی ہماری تقریر کو
باطل کرکے شاہصاحب کا سچا ہونا ثابت کرے دیلمی نے کتاب الفردوس اور سید علی
ہمدانی نے مودۃ القربیٰ اور روضتہ الفردوس اور حاجی عبد الوہاب بن محمد بن
رفیع الدین احمد نے اپنی تفسیر مین لکھا ہے کہ خدائے کریم نے جمیع ملائکہ سے اپنی
ربوبیت ومحمد صلعم کی نبوت اور حضرت علیؑ کی امارت کا اسوقت مین وعدہ لیا ہے
کہ جب تک حضرت آدم علیہ السلام پیدا بھی نہ ہوئے تھے۔ دیلمی نے کتاب الفردوس
مین لکھا ہے عن حذیفہ رضی اللہ عنہ قال قال علیہ السلام لو علم الناس متی سمی علیؑ
امیر المومنین ما انکروا فضلہٗ سمی امیر المومنین وآدم بین الروح والجسد قال اللہ تعالے
واذا اخذ من بنی ادم من ظہورہم ذریتہم واشہدہم علی انفسہم الست بربکم قالت
الملائکۃ بلی فقال انا ربکم ومحمد نبیکم وعلی امیرکم۔ پس خیال کرنے کا موقع ہے کہ جسکی
امارت کا وعدہ خدائے پاک فرشتگان سے اپنی ربوبیت اور جناب مصطفےٰ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے جلسہ مین بروزِ الست لیوے۔ اُسکے فضائلِ صحیحہ کے بیان

کرنے پر بھی کوئی شخص قدرت نہین رکھتا - چہ جائیکہ اپنی طرف سے جھوٹی فضیلتین گھڑ
گھڑا کر قریب دو اصحاب و تابعین موجودہ لشکر امیر المومنین ہووے ساتھ ہی اسکے مومنین یہ بات
بھی ذہن نشین فرمالیوین - کہ ہرگاہ باقرار علمائے سنیہ جنکے نام نامی معہ بعض عبارت
اوپر بیان کئے گئے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچادیگئی کہ حضرت امیرؑ فرشتون کے بھی امیر
ہین اور باتفاق جمیع امت ملائکہ تمامی ناپاکیون سے پاک اور معصوم ہین تو ضرور
ہے کہ انکا امیر بمقابلہ انکی عصمت کے بھی کوئی درجہ رفیع رکھتا ہو - اور جسکو یہ
رفعت وشان ومنزلت حاصل ہووہ دنیا مین سوائے امیر ہونے کے زمرۂ ماموین
مین داخل ہوکر عمر وبکر وغیرہ کی بیعت کا گلوبند زیب گردن نہین کرسکتا - مجھکو اس
بات سے بڑی حیرانی لاحق ہورہی ہے کہ جناب شاہصاحب کو یہ کیونکر ثابت ہوگیا
کہ عبد اللہ ابن سبا نے سوائے اُن آیات واحادیث کے جوکہ مختص بشان مرتضوی
ہین - اپنی موضوعات وگھڑی ہوئی احادیث کو زمانہ مین منتشر ومشہور کیا - لازم تھا
کہ اُن بنائی ہوئی حدیثون کی عبارت دکھاتے کسی سنی عالم ہی کا قول پیش کرتے کہ
فلان شخص نے اپنی کتاب مین لکھا ہے کہ عبد اللہ ابن سبا نے جو احادیث درباب
فضائل مرتضوی وضع کی تھین وہ یہ ہیں - شاہصاحب کا تنہا بیان اُن کے مریدان
ومقلدان کی تسکین خاطر کے لئے کافی وشافی سمجھا جاسکتا ہے جوکہ حضرت ممدوح
کو ہمہ تن سچا اور رہنمائے دین جانتے ہیں - گروہ حقہ امامیہ کلام بے سند کو کم از گوز
شتر نہین جانتا مشہور ہے کہ دعوی بے دلیل قبول نمردنہین - خیال ہوتا ہے کہ
شاہصاحب کو بزور ولایت الہام ہوا ہوگا یا انکے اُستاد خواجہ نصر اللہ کابلی
نے جنکی تحریر کا عربی سے فارسی مین ترجمہ کرکے تحفہ کو اہلسنت کے لئے وظیفہ بنایا ہے

خواب میں بیان کیا ہوگا کہ میرے پیارے شاگرد عبداللہ ابن سبا نے سوائے سچی آیات و حدیث کے کچھ جھوٹے مضمون بھی اپنی طرف سے تراش لئے تھے۔ ہائے افسوس شاہ صاحب تو داعی اجل کو لبیک کہکر حضرتِ معاویہ کے ساتھ سرگرم لذائذ حصہ مستحقہ ہیں کاش زندہ ہوتے تو احادیث وضع کردۂ عبداللہ ابن سبا کی عبارت و معانی و مطلب دریافت کرلیا جاتا۔ سُنا ہے کہ کلکتہ وغیرہ میں مسمریزم کے ذریعہ سے ملاقاتِ اموات ہوجاتی ہے عجب نہین کہ کسی سُنّی حق آگاہ کو جوش آجائے اور شاہ صاحب کی رُوح سے عبداللہ کی بنائی ہوئی حدیثوں کا حال دریافت کرنا مناسب سمجھکر ریل بیگ لیکے عازم کلکتہ ہوجائے۔ جبتک کہ اہلسنّت بہ نیابت شاہ صاحب عبداللہ کی بناوٹ کا نشان نہ دینگے اُسوقت تک شاہ صاحب کی ثقہ اور عادل اور عالم کامل اور سچے مولوی ہونیکا خیال دل سے دور کرین۔ یاد رکھین کہ سچا عالم وہی شخص ہے کہ صحیح صحیح واقعات بے کم و کاست لکھکر خلایق کو مسلکِ حق کی رہنمونی کرتا ہے۔ اور جس آدمی نے بہ لباس مولویت جھوٹی اور پُرفریب دوراز عقل باتین لکھکر خلائق کی گمراہی پر چستی سے کمر باندھی۔ وہ ہرگز قابل وثوق و اعتبار نہین۔ میں نے یہ بات بوجوہ دلنشین ثابت کردی ہے کہ نہ عبداللہ ابن سبا نے کوئی حدیث حضرت امیر کی فضیلت مین بنائی اور نہ وہ مردود باوصف موجود ہونے فضائل عدیدہ وکثیرہ کے روایات کذب و خلاف کے وضع کرنیکا محتاج تھا بلکہ سچے اور واقعی معاملات کے بیان کرنے پر بھی قدرت تام نہ رکھتا تھا۔ بعد سمجھ لینے اس مضمون کے ناظرین لفظ منتشر ساخت مندرجۂ تقریر شاہ صاحب پر نظر ڈالین۔ یہ جملہ صاف طور پر دلالت کرتا ہے کہ اُس زمانہ کے آدمیوں کی طبائع سے بوجہ خوف و تعلیم خلفاء دامنہ ا د مدّت

سلطنتِ جور جو حضرت امیرؑ کے فضائل قطعاً دُور ہو گئے تھے اگر معدوم نہو جاتے تو عبداللہ مذکور کو ہرگز یہ جرأت نہوتی کہ امرِ موجود کے حاصل کرنے میں کوشش بلیغ کرتا جسوقت کہ وہ آیات و احادیث واردہ بشانِ مرتضوی کا بیان کرنا چاہتا۔ اُسیوقت سامعین ٹوک دیتے کہ ہم بدوِ اسلام سے اِلی الآن یہ معاملات متواتر سنتے چلے آئے ہیں آپ کوئی ایسی بات ہمکو سنا لیے جو آج تک آویزۂ گوشِ ما بندگان نہوئی ہووے۔ پس اُس جماعت کا کان لگا کر عبداللہ مذکور سے احادیث کا سماعت کرنا صاف دلالت کرتا ہے کہ خلفاء ثلاثہ نے چوبیس پچیس برس سلطنت کر کے حضرت علیؑ کے فضائل کو بالکل مسلمانوں کی طبیعت سے نکالڈالا تھا اگر فی الواقع عبداللہ نے اُس وقت کے پُرانے مسلمانوںکو وہ آیتیں و حدیثیں سنا کر تحریص بموالاتِ اہلبیت کیا تو کوئی جرم عائد نہیں ہوسکتا بقول شاہصاحب مندرجہ تحفہ برابر علمائے اہلسنت نے کتابوں میں حضرت امیرؑ کے فضائل لکھکر خوارج و نواصب کی ناک کو اُلٹی چھُری سے کاٹا ہے۔ پس وہ سب عالم حسبِ اعتراض و ایرادِ شاہصاحب ہم عقیدہ عبداللہ ابن سبا ہو گئے۔ زان بعد شاہصاحب رقمطراز ہیں کہ ہرگاہ دید کہ تلامذہ او بہ تفضیلِ جنابِ مرتضوی بر جمیع اصحاب قائل شدند و این معنی در اذہانِ ایشان رسوخ و استحکام پذیرفت۔ جماعہ را از خلصِ اخوان و برگزیدۂ یارانِ خود سرِّ دیگر تعلیم کرد کہ جنابِ مرتضوی وصیِ پیغمبر بود۔ و پیغمبر او را بنصِ صریح خلیفہ ساختہ و خلافتِ او در قرآن مجید از آیہ اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللہُ وَرَسُوْلُہٗ مستنبط میشود ولیکن صحابہ بتغلیہ و مکر وصیتِ پیغمبرے را ضائع ساختند۔ و اطاعتِ خدا و رسول نکردند و حقِ مرتضوی را تلف نمودند و ہمہ برائے طمع دنیا از دین برگشتند۔ و مناقشۂ کہ فیما بین سیدۃ النساءؑ و خلیفہ اوّل در بابِ فدک رفتہ بود و آخر ہا بصلح و صفا انجامیدہ دستاویز و تمسک ساخت و ہر یکے را بہ کتمان این

سرِّ وصیت بالغ نمود و گفت اگر با مردم شما را ازین مجلس مقاولہ درمیان آید۔ نامِ من میگیرید و از من تبرّا و بیزاری اظہار نمائید۔ کہ مرا غرض ازین وصیّت و نصیحت محض بیانِ حق و اظہارِ واقع است نہ نام و نشان و نہ صیت و جاہ بہت این وسوسہ او گفت و شنود این مقدمات و سبّ و طعن خلفاء در لشکریانِ حضرت امیرؓ جاری شد و مناظرات و مجادلات شدن گرفت تا آنکہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ بر سرِ منبر بر ملا خطبہا فرمود و این جماعت بیزاری و تبرّا ظاہر نمود و بر بعضے را بوعید و ضربِ حد تہدید کرد۔ ابنِ سبا چون دید کہ ازین تیرِ او ہم بر ہدف نشست و فتنہ و فساد در عقیدۂ اہلِ اسلام مداخلت کرد و باہم بگفتگومی آویزند و آبروئے یکدیگرمی ریزند۔ جماعت را از اخص الخواص شاگردانِ خود برچیدہ در خلوت خالی از اغیار بعد از گرفتن عہد و میثاق و پیمان سرِّ دیگر با رنگ تر و نازک تر درمیان نہاد کہ از جناب مرتضوی چیزہا صادر می شود۔ کہ مقدورِ بشر نیست از خوارقِ عادات و اخبارِ غیب و احیائے اموات و بیانِ حقائقِ الہیہ و کونیہ و محاسبات دقیقہ و جواباتِ حاضرہ و بلاغت در عبارت و فصاحتِ الفاظ و زہد و تقویٰ و شجاعتِ مفرط و قوتی کہ چشم و گوشِ جہان و جہانیان مانند آن ندیدہ و نشنیدہ ہیچ میداند کہ این ہمہ از کجا است و سرِّ این امر چیست ہمہ تن بعجز در دادند و زمامِ تسلیم و انقیاد بدستِ او دادند بعد از تشویقِ بسیار و تاکیدِ بیشمار گفت کہ این ہمہ خواصِ الوہیت است کہ ظہور مینماید و در کسوتِ لاہوت و ناسوت جلوہ میدہد۔ فاعلموا ان علیا ہو اللہ ولا الہ الا ہو۔ بعض کلماتِ مرتضوی را کہ در حالتِ سکر و غلبۂ حال کہ اولیاء اللہ را می باشد۔ مثل (انا حیّ ولا یموت انہ باعثُ من فی القبور انا مقیم القیامۃ) از آنجناب سرزدہ بود مؤیدِ مقالہ و شاہد و دلائلِ خود گردانید

ورفتہ رفتہ بحکم (کل سر جاوز الاثنین شاع) ایں مقالہ قبیحہ فاش شد بجناب مرتضوی رسید۔ آنجناب آن جماعت را مع ابن سبا تہدید باحراقِ نار فرمود و توبہ داد۔ بعد ازاں اجلا فرمود بعد ازین چوں ر مداین رفت باز ہماں مقالہ خود را باذربیجان و عراق منتشر ساخت وجناب مرتضوی بسبب اشتغال بحربِ بغات شام و مہماتِ خلافت بحال و واتباع او نپرداخت تاآنکہ مذہب او رواج گرفت و شیوع پیدا کرد۔ پس لشکریانِ حضرت امیر بسبب ردّ و قبول وسوسہ این شیطانِ لعین چہار فرقہ شدند اوّل فرقہ شیعہ اولی و شیعہ مخلصین کہ پیشینیانِ اہلسنت والجماعت اند۔ بروشِ جناب مرتضوی در معرفت حقوق اصحاب کبار و ازواج مطہرات و پاسداری ظاہر و باطن او وصف وقوع مشاجرات و مقاتلات و صفائی سینہ و برائت از غل و نفاق گذرانیدند وایشاں را شیعہ اولی و شیعہ مخلصین مے نامند۔ وایں گروہ من جمیع الوجوہ بحکم (ان عبادی لیس لک علیہم سلطان) از شر آن ابلیس پر تلبیس محفوظ و مصئون ماندند۔ و لوثے بدامنِ پاک آنہا از نجاستِ آن خبیث نرسید۔ وجناب مرتضوی در خطب خود مدح اینہا فرمود۔ و روش اینہا پسندید۔ دوّم فرقہ تفضیلیہ کہ جناب مرتضوی را بر جمیع صحابہ فضیلت میدہند وایں فرقہ از اولی تلامذہ آں لعین شد۔ و شمہ از وسوسہ او قبول کردند وجناب مرتضوی در حقِ اینہا تہدید فرمود کہ اگر کسے را خواہم شنید کہ مرا بر شیخین تفضیل میدہد اورا حدِ افترا کہ ہشتاد چابک ست خواہم زد۔ سوم فرقہ شیعہ سبیہ کہ آنہا را تبرائیہ نیز گویند۔ جمیع صحابہ را ظالم و غاصب بلکہ کافر و منافق میدانند۔ وایں گروہ از اوسط تلامذہ آن خبیث گشت و مشاجراتِ ام المومنین و طلحہ و زبیر موید مذہب ایشاں و محرکِ غدغہ ایشان شد۔ چون ایں ہمہ مشاجرات بنا بر خونِ خلیفہ ثالث بود۔ ناچار ایں در حق خلیفہ ثالث نیز زبانِ طعن و لعن کشادند وچون خلافتِ خلیفہ ثالث مبنی بر خلافتِ شیخین بود۔ و بانی مبانی آن

عبدالرحمن عوف و امثال او بودند۔ بر ہمہ ہدف سہام لعن خود ساختند۔ و ہرگاہ مقالات شنیعہ این گروہ
بسمع مبارک مرتضوی بواسطۂ مخلصین میرسید خطبہا میفرمود و نکوہشہا مے نمود و برأت خود ازین
مردم ظاہر میکرد۔ چہارم فرقۂ شیعۂ غلات کہ ارشد تلامذہ و اخص الخواص یاران آن خبیث بود
قائل بالوہیت آنجناب شدند۔ این است اصل طریق حدوث مذہب شیعہ منتہی کلامہ۔ شاہصاحب
نے یہ تمام داستان بطور قصے کے بیان کیا ہی اگر حسب باب مناظرہ و التزام و اقرار خود و مطالب متذکرہ صدر کا
ماخذ کسی کتاب شیعہ کو قرار دیتے تو اسکی نسبت غور کیا جاتا ذاتی واقفیت سے بلا سلسلہ سند اپنا من سمجھوتا لکھ گئے
ایسے قصص و حکایات و ترہات کو اُنکے مریدان مقلدان بہت پسند کرتے ہین اسلام مین صدہا مجلدات
تاریخ اسوقت موجود ہین دیگر اہل مذہب نے بھی تواریخ نویسی مین کوتاہی نہین کی۔ ابتدائے دنیا سے شاہان
دہلی تک کے حالات سلسلہ وار لکھے ہین مگر آجتک کسی مورخ نے عبداللہ ابن سبا کے حالات اس
چم و خم سے نہ لکھے تھے۔ جیسے کہ جناب شاہصاحب نے تحریر فرماکر مذہب شیعہ کا مخرج و منبع تلاش کیا ہی آج تک
لوگ اُس انگریز کی عقل و فراست پر آفرین کہے جاتے ہین جسنے پہلے پہل سیر و گشت کرکے ملک امریکہ کا
پتہ نکالکر خلائق کی زبان پر نئی دُنیا کا لفظ جاری کرایا۔ مگر شاہصاحب کچھ اُس سے بھی بڑھے ہی
ع وہ تھا اُستاد یہ ولی نکلے + صاحب بہادر نے تمام سمندر کی سیر و گشت اور اکثر جزائر کی دیکھ بھال کرکے
اک نئے مُلک کا پتہ لگایا۔ شاہصاحب نے دہلی سے باہر گئے نہ کتب تواریخ کے معائنہ سے قوت نظری کو
گھسایا محض ورد ولایت و مراقبہ کے ذریعہ سے مذہب شیعہ کی حدوث کا حال لکھکر اہلسنت کے نمونۂ مشائخ
صوفیہ بنادیا جب کسی سُنی پاک سرشت سے پوچھا جاتا ہے کہ حضرت فرمایئے تو سہی آپ کے شاہجی نے
یہ معاملات کہان سے حوالۂ قلم فرمائے کسی کتاب مین دیکھا یا پیر طریقت سے سنا یا کوئی خواب نظر آیا یا الہام ہوا یا
کوئی فرشتہ کہہ گیا بیچارے سوائے اسکے کیا جواب دین کہ ہمارے نزدیک شاہصاحب کا لکھا ہوا پتھر کی لکیر ہے
آخر انہوں نے بھی تو کچھ سمجھکر لکھا ہے۔ فقط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تصویر غالب و مغلوب

سلسلۂ ہفتم

تمام عبارتِ فارسی کا نتیجہ وخلاصہ یہ ہے کہ عبداللہ ابن سبا نے بزورِ تقریر ایسا دام تزویر پھیلایا کہ جماعت اسلام کو درہم وبرہم کرکے چہار فرقے بنا دئے۔ ایک فرقہ سنیون کا جسکے راس ورئیس شاہصاحب تھے۔ دوسرا تفضیلی جو کہ جناب امیرؑ کو جمیع صحابہ سے افضل جانتا ہے، تیسرا امامیہ جو کہ بشانِ خلفا کم بیش کہتا ہے۔ چوتھا نصیری جو حضرت علیؑ کو خدا جانتا ہے شاہصاحب کی تحریرِ حق تصویر دیکھکر مجھکو بڑا تعجب واقع ہوا۔ کہ حضرت ممدوح نے ایک عبداللہ کی ماخوذی میں کسقدر لمبی چوڑی فردِ جرم تیار کی ہے کہ جلسۂ واحد مین چہار سنگین دفعہ قائم کردین، محض اعتقادِ الوہیت اسکی حبس دوام کیلئے کافی تھا۔ لہٰذا ہم تین دفعہ ابتدائی سے اسکو بری کرکے تجویز کرتے ہیں۔ کہ اگر بقول شاہصاحب یہ تمام واقعات بہ دلیل وسند صحیح ہیں تو سوائے تعلیم ربوبیت والوہیت اور تمام باتیں عبداللہ نے بالکل سچی بیان کی ہیں۔ اور دربابِ مشاجرت ومخاصمتِ باہمی وخلافت وتفضیلت ونیابت وغیرہا جو سبق اہلِ لشکر کو پڑھایا محض حق وصواب وبجا ودرست تھا۔ تمام عالم میں سوائے خوارج ونواصب کے اور کوئی شئی ایسا نہین ہے۔ جو بظاہر عبداللہ ابن سبا کی تعلیم وتلقین کا اقرار نہ کرے۔ لہٰذا گروہ نصیری کو اجازت دیجاتی ہے کہ اپنے مرشدِ ناہنجار ونابکار کی جانب سے شاہصاحب پر معہ گواہان وپیروکاران اتہام بیجا کا دعویٰ بصیغۂ فوجداری رجوع کریں۔ انشاءاللہ عنقریب جناب شاہصاحب کی عبارت پر خسارت کے فقرات تھوڑے تھوڑے لاتا ہون

وہاں دکھادیا جائیگا کہ حضرت کا بیان کیا وقعت رکھتا ہے۔ مگر اسوقت رُوداد مثل پر بنظر سرسری معائینہ کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ شاہ صاحب نے ایسے چند معاملات و معتقدات اہل اسلام کو بہ صفتِ الزام عبداللہ ابن سبا کی جانب خلاف طور پر منسوب کیا کہ جس سے خود انہین کے ایمان واسلام پر سخت شبہ پیدا ہوا۔ ہمارے نزدیک جناب شاہ صاحب کا مفرد بیان بخلاف قانونِ شہادت قابل پذیرائی نہین۔ ہان جو حضرات جناب ممدوح کی تحریر کو محض اپنے حسنِ ظن سے خدا کی زبان اور خود شاہ صاحب کو قطب الاقطاب و مہرِ سپہرِ صداقت جانتے ہین۔ اُن کے لئے یہ داستان عین جزوِ ایمان ہے۔ مگر اہلِ دانش ذرا فکر و غور کرین کہ جتنی باتوں کی تعلیم سے لشکریانِ حضرت امیرؑ کا گمراہ ہو کر چار قسم کے مینا ردن پر چڑھ جانا بذمّہ عبداللہ مذکور الزاماً بیان کیا گیا ہے۔ اُسمین وہ ملعون سوائے اعتقادِ الوہیت کس جھوٹی بات کا مرتکب ہوا کہ جو یہ سمجھ لیا جائے کہ محض اسی ایک شخص کی تعلیم نے ایسا اثر پھیلایا۔ کہ اسلامی طاقت چار حصّون پر منقسم ہو گئی۔ ہماری دانست مین تو اصل مخرّبِ اسلام وہ شخص ہے کہ جس نے بہتّر فرقون کو جہنّم کی سیدھی راہ پر ڈالدیا اگر بقولِ واحد شاہ صاحب عبداللہ ابنِ سبا نے چار گروہ بنالئے تو ایسی اسلام مین ایسے انفاسِ بزرگ بھی گزرے ہیں جنہون نے تہتّر بنا ڈالے۔ وہ عبداللہ ابنِ سبا سے کئی نمبر بڑھے ہوئے ہین۔ ناظرین اسوقت بہت خشم آلودہ ہو کر مضطربانہ سطورِ تحتی پر نگاہ ڈال رہے ہون گے۔ کہ وہ کون شخص ہے جس نے اسلام جیسی پاک زمین مین تخمِ فساد بو کر بہتّر طرح کے بُودار و بدنما پھول کھلائے۔ حضراتِ ناظرین مجھکو معاف فرمائین مین ایسے شخص کا نام ہرگز ظاہر نہ کرونگا جس نے مسلمانوں کی کشتِ اتحاد میں سوچ سمجھکر تخمِ نفاق ڈالا ہے۔ کیونکہ خوف ہے شاید آپ صاحب جوشِ غضب سے اُس بیچارہ کے ساتھ

کوئی بیجا حرکت کرین۔ گوکہ وہ شخص مجہول یہی قابلیت رکھتا ہے کہ سب خیر خواہان اسلام ملکر کچھ خدمت گذاری کرین مگر پھر بھی خلاف تہذیب ہے۔ انہیں تہتر گروہ میں سے سوائے شیعہ کے بہت سے فرقے اُسکو نبی سے بھی کچھ بڑھا ہوا جانتے ہیں بقول مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی مؤلف ہدیۃ الشیعہ آنحضرت کی حیات مین چودہ موقع ایسے پیش آئے کہ بارگاہ خداوندی سے رسالتمآب کی رائے مسترد ہوکر اُسی گمنام کی موافقت رائے سے نزول وحی ہوا۔ مجھکو اندیشہ ہے کہ کہیں خدانخواستہ اُلجھن سے ناظرین کی سانس نہ اٹک جائے۔ لہذا الحکم (الکنایۃ ابلغ من التصریح) اُسکے نام کا کچھ اتا پتا بتا ہی دیتا ہون یہ وہ صاحب ہیں جنہوں نے بروز صلح حدیبیہ غایت جوش ایمان وحمیت اسلام سے کہدیا تھا کہ (واللہ ما شککت منذ اسلمت الایومئذ) یعنی بخدا جیسا کہ مجھکو آج اس شخص یعنی محمد صلعم کی نبوت مین شک ہوا ہے کبھی ایسا شک نہ ہوا تھا جب سے کہ مین مسلمان ہوا ہوں۔ دیکھو کتاب زادالمعاد وآیت القیم وتفسیر معالم التنزیل کا صفحہ (۲۳۲) جو کہ کتب معتمدہ سنیہ سے ہیں۔ اِس فقرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قبل از صلح حدیبیہ جو شک کہ حضرت مشکوک کی طبیعت میں مثل خار گریبان خارش پیدا کرتا تھا۔ وہ (مذبذبین بین ذالک) کی حالت رکھتا تھا۔ اور آج کا شک تو ماشاءاللہ ایسا قوی ہوگیا تھا کہ آنحضرت کے سچے نبی ہونے کا واہمہ بھی نہ رہا تھا۔ کیون ناظرین آپ اُسکو سمجھ گئے جسکو مین اسلام کی نیو کا اُکھاڑنیوالا بیان کرتا تھا آمین تو مین شک کرنا حرام جانتا ہون کہ آپ صاحبان کو اُس شخص کے تشخیص میں تامل رہا ہوگا۔ مگر خیر خاطر احباب عزیز ہے۔ لیجئے اور سُنئے یہ تو آپ جانتے ہین کہ حکم وارشاد رسول پاک جو کہ متعلق باصلاح حال عباد ہو۔ عین وحی خدا ہے۔ اور اُس حکم کا رد کرنے والا کافر محض ضرور ہے۔ کہ آپنے یہ بھی کتابوں میں دیکھا

اور علما سے سُنا ہوگا کہ وفات سے دو چار روز پہلے آنحضرت نے اپنے ہم نشینوں اور مصاحبوں
سے فرمایا کہ دوات و قلم و کاغذ لے آؤ تاکہ میں تمکو ایسی چیز لکھکر دیدوں کہ میرے بعد ہرگز
تا ابد گمراہ ہوکر چاہِ ضلالت میں نہ پڑو۔ ناظرین خوش آئین خواہ آپ سنی ہوں یا شیعہ
خدارا بلا خیال و جنبۂ مذہب آزادانہ رائے دیجئے کہ اگر اُسوقت آپکے نبی جنکو آپ سچا
اور برگزیدہ جانتے ہیں ایسا نوشتہ حوالۂ امّت فرما دیتے جو دافع اختلافات ہوتا تو کیسا
تھا۔ پس اب خود ہی انصاف فرمالیجئے کہ جس شخص نے ایسی تحریر کو قید قلم میں نہ آنے دیا
بلکہ بجرم اظہار کلمۂ ہدایت نبی کو بیہودہ گو و پریشان بیان کہا۔ وہی تہتّر فرقوں کی بنیاد
ڈالنے والا عبد اللہ ابن سبا کا پیر بھائی تھا۔ شاہصاحب نے تحفہ میں لکھا ہے کہ اگر بد نیتی و
خود غرضی سے ایسا فعل یعنی منع کتابت واقع ہوا تو بیشک مانع حضور کی قرطاس و
خامہ شیطان تھا۔ اس قصۂ دوات و قلم میں ایک ہزار سال سے اسوقت تک حمایت
و طرفداری شخص مجہول جسقدر رکیک توجیہات حضرات اہلسنت نے فرمائے ہیں سب کو
حقیر و ذلیل نے اپنی بعض تالیفات میں بوجوہات دلنشین و مقبول طبیعت حل کردیا ہے
انشاء اللہ بعد طبع حضرات اہل انصاف اُسکے ملاحظہ سے لطف اٹھائیں گے۔ اب بھی
آپ کی سمجھ میں نہ آیا ہو تو اور صاف و روشن نشان بتاؤں یہ وہ شخص ہے کہ جس نے بروز
جنگ خندق تمام لشکر اسلام کو عمرو ابن عبد ود کی قوت و صولت ظاہر کرکے ہیجو اس
بنا دیا تھا۔ آنحضرت سے کہدیا کہ آپ ناحق مسلمانوں کو تہ تیغ کرا رہے ہیں۔ میں اس پہلوان
کو خوب جانتا ہوں یہ اپنے زمانہ کا رستم ثانی ہے۔ نہ خود لڑے نہ کسی کو لڑنے دیا بلکہ لڑنیوالوں
کی جان کو شوکت خصم کی ظاہر کرنے سے فنا کردیا۔ آخر جناب امیر شاہ قلعہ گیر نے اسکو جہنم
واصل کیا۔ یہی حضرت جنکا نام ظاہر کرنا خلاف مصلحت جانتا ہوں غزوۂ احد سے ایسے

بیحواس ہوکر سر و پا برہنہ بھاگے تھے کہ بقولِ خود پہاڑی بکری کی طرح پہاڑ کی چوٹیوں پر
کودتے اُچھلتے ہوئے پھرتے تھے۔ خیبر میں دو روز تک علم اُٹھائے پھرے۔ مگر خاک نہوا
بفضلِ خدا وہ میدان بھی شاہِ مرداں ہی کے ہاتھ رہا۔ قصہ کوتاہ جتنی باتوں کی تعلیم سے
عبداللہ ابن سبا ملزم ٹھہرایا گیا ہے وہ سب معاملات بجز تعلیم الوہیت حضرات اہلسنت سلف
سے اِسوقت تک مذیل توصیفاتِ حضرت امیرؑ لکھتے چلے آئے ہیں بقول شاہصاحب عبداللہ
مذکور نے ایسی چند باتیں بیان کی تھیں کہ بوجہ علانیہ و آشکارا ہونے کے مشاہدہ
میں آسکتی ہیں مثلِ شجاعت و سخاوت و زہد و تقویٰ و بلاغت عبارت و فصاحتِ الفاظ
و خوارقِ عادات و احیائے اموات وغیرہا جبکہ ابنِ سبا نے حضرت امیرؑ کے اہل
لشکر میں یہ دامِ مکر و فریب پھیلایا۔ کہ بھائیو دیکھو حضرت علیؑ ایسے فضائلِ جلیلہ رکھتے
ہیں۔ تو سامعین اُن آنکھوں دیکھی ہوئی باتوں کی ماہیت و حقیقت بیان کرنے سے
ایسے پاچہ دست ہوئے کہ متحیرانہ ادھر ادھر دیوانہ وار دیکھنے لگے۔ اُنکا عجز و سکوت و
تحیر و اضطراب معائنہ کر کے عبداللہ ابنِ سبا مردود کو یہ موقع ملا کہ بفحوائے قولِ خودش
(ارہیچ میدانید کہ ایں ہمہ زکجاست و سِرِّ ایں امر چیست) علیؑ کے خدا سمجھنے پر اُس گروہ
کو مغالطہ دیا۔ پس عاقل بصیر و منصفِ خبیر کو عقل و ایمان سے کام لینا چاہئے کہ جو شخص
ایسی صفاتِ عالیہ کا حامل ہوکر تفرد تام رکھتا ہو کہ جنکو ایک جماعت اہل اسلام روزانہ
معائنہ و مشاہدہ کر کے اُسکے دقائق و غوامض کے سمجھنے سے معترف بعجز و قصور ہوکر
خدا سمجھنے پر مجبور ہو جائے۔ اور سوائے اقرار الوہیت ایک حرف نہ کہہ سکے۔ تو اُسکے
افضل الصحابہ یا افضل الناس ہونے میں کیا استبعاد لازم آتا ہے۔ بہرحال افضل و
اعلےٰ اُسکو کہتے ہیں کہ اپنے معاصرین سے جمیع صفات و کمالات میں بمرتبہ فائق ہو

کہ کوئی شخص مین وجہ بھی دعوی ہمسری نکر سکے۔ بعد قتل وشہادت جناب عثمان جبکہ
عبد اللہ ابن سبا نے بقول شاہ عبد العزیز صاحب خلائق کو باظہار فضائل مرتضوی گمراہ کیا
اُسوقت صحابۂ رسولِ مقبول وشرکا جنگ بدر وبیعت رضوان سے لشکرِ حضرت امیر مین
صد ہا سے بھی تعداد متجاوز تھی۔ اور وہ جملہ حضرات از ابتدا اسلام تا روزِ تعلیم پُر مکرو
فساد اور پہلے خلیفوں کے رنگ ڈھنگ دیکھے ہوئے تھے۔ اُنکو اُس مدرسۂ تعلیم میں اگلا
پچھلا آموختہ یاد کرتے ہوئے عبد اللہ مذکور سے یہ بات عرض کرنیکا بہت اچھا موقعہ حاصل تھا
کہ اے حضرت آپ ہمکو یہ پیش پا افتادہ مضمون کیوں یاد دلاتے ہیں۔ ہم تین خلفاء
نامدار کو اُن تمامی اوصاف میں کامل العیار دیکھ چکے ہیں۔ مبادا کسی بہانہ جو کو یہ
کہنے کی گنجائش نکل آئے۔ کہ عبد اللہ مذکور سوائے پرانے مسلمانون کے نئی بھرتی کے جوانونکو
تخلیہ مین یہ قواعد سکھایا کرتا تھا۔ اُنکو متنبہ کیا جاتا ہے کہ شاہ صاحب نے اپنی طبع زاد تقریر
میں عبد اللہ کے دامِ فریب کو کسی خاص جماعت پر محصور نہیں کیا۔ بلکہ تمام لشکریان
حضرت امیر کو لپیٹ لیا ہے۔ پس صحابۂ ذیشان ومردمانِ تازہ ایمان میں کوئی حدِ فاصل
یا سدِ محکم نہ تھی کہ اِدھر کی آواز اُودھر نہ جائے۔ آخر تھوڑا اثر اُس مردود کی تقریر
پر تزویر کا سب پر ہوا۔ دیکھو شاہ صاحب کی تحریر کا یہ فقرہ (پس لشکریانِ حضرت امیر
بسبب تلقی وقبول وسوسۂ این شیطان لعین چہار فرقہ شدند) چہار فرقہ اُسی وقت ہوئے
جبکہ سب نے کان دھر کر اُسکی تقریر کو سُنا۔ یہ بھی محفوظ طبیعت فرما لینا چاہئے کہ لشکریانِ
حضرت امیر دو قسم کے آدمی تھے۔ اِک صحابہ جنکو عادل کہا جاتا ہے دوسرے تابعین جنکو
اصحاب آنحضرت سے اتباع تھا۔ پس اصحاب عدول پر بڑا اعتراض وارد ہوتا ہے کہ اُنہوں نے
اپنے تابعین کو ایک صیاد پُر فریب کے دامِ مکر میں پھنستے ہوئے دیکھا اور چون نہ کی۔ اُن پر

واجب تھا کہ خود بھی ابن سبا کی باتوں کا جواب دنداں شکن دیتے اور نیز اوروں کو بھی سمجھاتے کہ یہ مردود ازلی بکتا ہے جھک مارتا ہے۔ تم اس کے دھوکہ میں نہ آؤ۔ نہ علیؑ میں شجاعت ہے نہ زہد و اتقا نہ مُردوں کے زندہ کرنے پر قدرت رکھتے ہیں۔ نہ فصاحت و بلاغت میں وحید ہیں۔ پس عبد اللہ ابن سبا کے دلائل لاجواب کے مقابلہ میں اُس زمانہ کے حضرات کا سکوت کر کے ایسا متحیر و متعجب ہو جانا کہ بندہ سے خدا سمجھنے پر معذور ہو گئے۔ صاف دلالت کرتا ہے کہ افراد صحابہ میں سے اُن لوگوں نے کسی ایک کو بھی ایسا نہ پایا تھا کہ احیائے اموات و دیگر کمالات علمیہ پر قدرت رکھتا ہو۔ اندرین صورت ایسے عالم کامل و زاہد و متقی و فصیح و بلیغ و شجاع و دلاور کو افضل العباد نہ سمجھنا بڑی نامردی و جہالت ہے رہا یہ امر کہ جو لوگ جناب مرتضوی کو حضرات شیخین پر فضیلت دیتے تھے۔ اُن کی نسبت حضرت امیرؑ کا یہ ارشاد فرمانا کہ حدّ شرعی جاری کر کے ہشتاد ضرب چابک لگائے جائیں گے یہ نتیجہ پیدا نہیں کرتا کہ معاذ اللہ حضرت امیرؑ بدانست خود اپنی ذات خجستہ صفات کو شیخین سے کمتر جانتے تھے۔ اصلیت یہ ہے کہ کلام الامیر امیر الکلام۔ آئمہ علیہ السلام کے ارشاد ہدایت بنیاد سے وہی شخص استفادہ اٹھا سکتا ہے۔ جسکو عقل و تمیز سے بہرہ وافی حاصل ہو حقیقت واقعی یہ ہے۔ کہ بعد وفات رسالتمآب علیہ الصلواۃ والسلام حضرت امیرؑ تمام بنی نوع انسان کے حاکم و پیشوا و امام و مقتدا ہیں۔ وہ جناب ثلاثہ کے مقابلہ میں اپنا افضل و برتر ہونا عین کسر شان و نقص مرتبت خیال فرماتے تھے۔ دیکھو جبکہ امیر شام نے باشتداد شقاوت و بغاوت حضرت امیرؑ کے مقابلہ میں ہنگامہ پردازی کی تو آپنے بعض خطبات میں تاسف ظاہر فرمایا ہے۔ کہ مجھکو نہایت ننگ معلوم ہوتا ہے کہ معاویہ میرا مدِ مقابل شمار کیا جاوے۔ یہی صورت آپ کی بمقابلہ شیخین ہے۔ کلیہ قاعدہ ہے کہ مشبہ اور مشبہ بہ میں

بہرحال کوئی نہ کوئی علامتِ تناسب ہوتی ہے اگر بجائے احیائے اموات خلفاء کسی مریض صعب العلاج کی صحت پر قادر ہوتے ۔ یا کہ بمقابلہ شجاعت کبھی کسی جنگ مین کوئی کارنمایاں کیا ہوتا یا اپنے دستِ مبارک سے کبھی کسی لوٹے لنگڑے گرے پڑے بھاگتے ہوئے کے کوئی چرکا لگایا ہوتا۔ یا آنکہ خود ہی پُشت بمیدان نہوئے ہوتے توشاید کوئی مرتبہ قرین مساوات ومشابہت پایا جاتا ۔ یہان تودرجۂ کمالات پر بالکل صفر لگا ہوا ہے ۔ علم کی یہ کیفیت کہ عورت پردہ نشین سے مجوب ہوکر اکل الناس افقہ من عمر حتیٰ المخدرات فی الحجال) غایت عدالت کیشی سے فرمایا کرتے تھے ۔ نفاذِ احکام وحدودِ الٰہی مین ٹھوکرین کھاکر حضرت علیؑ کی جانب رجوع کر کے لَولا عَلیّا لہلکَ عُمر۔ کہتے تھے ۔ لڑائی مین ماشاءاللہ وہ ثابت قدمی تھی کہ بروز اُحد خوفِ کفّار سے فرار کر کے بقول خود حضرت عمر جیسے نامی بہادر مثل بُزکوہی پہاڑ کی چوٹیوں پر اوچک اوچک کر جان بچاتے تھے ۔ جواباتِ حاضرہ کی یہ کیفیت تھی کہ سفیرِ روم کے سامنے آنحضرت کی نبوت کے دلائل بیان کرنے سے عاجز ہوکر شوخ چشمی ولاٹھی سونٹے پر آمادہ ہو گئے ۔ فصاحتِ عبارت وبلاغتِ کلام کی تو ماشاءاللہ کوئی حد بھی نہ تھی آجتک کسی محدّث نے کوئی ٹوٹا پھوٹا لکڑہ بھی حدیث کا حضرات سے نقل نہین کیا۔ قوتِ حافظہ ایسی بڑھی ہوئی تھی کہ مر مر کے ہزار مشکلوں سے سورۂ بقر یاد کی ۔ پس ایسے شخصوں کے مقابلہ میں بابِ مدینۃ العلوم وجامع کمالات کو فضیلت دینا سراسر توہین ہے ۔ دیکھو اگر کہا جائے کہ شیطان سے جبرئیل علیہ السلام اور ابوجہل وغیرہ سے آنحضرت اور فرعون سے موسیٰ اور مہدی موعود عجّل اللہ فرجہم دجال سے افضل ہین ۔ تو اس فضیلت مین اُن بزرگواران کی کیسی توہین وتنقیصِ منزلت ہے ۔ جناب ابوبکر کے مقابلہ میں حضرت امیر

کا افضل ہونا اُن دونو بزرگواروں کے لئے بڑے فخر کا سبب ہے۔ اگر حضرت امیر محض شیخین کے مقابلہ میں فضیلت رکھتے ہیں تو وہ ہر دو بزرگوار بالضرور مفضول مانے جا سکتے ہیں۔ چونکہ جناب ولایت مآب ہر خلفا انا مدار کو بحکم مسلم و بخاری کاذب و غادر و خائن و آثم جانتے تھے لہذا اُن کے مقابلہ میں اپنا افضل مشہور ہونا مکروہ سمجھکر معتقدان افضلیّت کو حد شرعی لگانے سے ڈراتے تھے۔ زید ایک سچے آدمی کو عمرو پر کہ جھوٹ بولنے اور فریب و دغا دینے میں شہرۂ آفاق ہے کبھی فضیلت نہ دیگا بلکہ زید کو بصلہ راست کلامی ایسے ہی شخص پر تفوق دیا جائیگا جو کہ بمقابلۂ زید مذکور سچ بولنے میں دوسرا نمبر رکھتا ہو۔ فقط +



بسم اللہ الرحمن الرحیم

تصویر غالب ومغلوب

سلسلہ ہشتم

جناب شاہصاحب نے فرد جرم میں تحریر فرمایا ہے۔ کہ پس لشکریان حضرت امیر بسبب دو قبول وسوسۂ این شیطان چہار فرقہ شدند۔ ہر فرقہ پر حضرت ممدوح نے بہ تجویز خود اس طرح نمبر ڈالے ہیں۔ پہلا فرقہ اہلسنت کا جسکو جناب شاہصاحب نے شیعۂ اولیٰ وشیعہ مخلصین ظاہر فرماکر پیشینیان اہلسنت قرار دیا ہے یہ وہ فرقہ تھا جس نے بقول شاہ صاحب باوصف وقوع مشاجرات ومقاتلات وارتکاب سبّ وشتم دشمنان حضرت امیرؑ کو اپنا امام وپیشوا وہادی ورہنما گردانا۔ اور بجدے انکی طرفداری میں کوشش فرمارد عرق ریز ہوئے۔ کہ معاندین خاندان نبوت کے ہر فعل بد کے جوش محبت وحسن ظن سے تاویل و اصلاح فرمائی۔ چنانچہ علامہ تفتازانی نے شرح مقاصد میں اس بات کو تسلیم کرلیا ہے۔ کہ صحابہ جوش عداوت وطمع ملک وریاست سے حد ظلم وفسق پر پہنچ گئے تھے۔ اور بعض نے خانوادہ رسالت پر وہ تعدی کی کہ یادگار عالم رہے گی۔ مگر علمائے حسن ظن سے واقعات گزشتہ وکردار صحابہ سے قطع نظر کرکے ان کے افعال میں باین خیال محامل پیدا کئے ہیں کہ اکابر اسلام خصوصاً مہاجر وانصار سے لوگوں کی طبائع منحرف نہ ہو جائیں حقیقت میں حضرات اہلسنت نے معاندین ومبغضین اہلبیت کی طرفداری میں پوری ایمانداری دکھلائی۔ بموجب اس حدیث مشہور ومسلمۂ فریقین کے کہ بعد آنحضرتؐ بارہ بزرگوار گروہ قریش سے استراحت فرمائے وسادہ شریعت ہونگے۔ یزید ومروان تک کو

خلیفۂ رسول مقبول فرمالیا۔ چنانچہ عالیجناب کلّو خان رئیس موضع ہرپال ضلع سہارنپور نے جو کہ ابھی قوم افغانانِ ککّڑزئی سے مذہب شیعہ میں بہ تحقیق و تنقید خود داخل ہوئے ہیں۔ حضرت مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی سے دریافت کیا کہ اُن خلفاء دوازدہ گانہ کے اسمائے گرامی تحریر فرمائیے۔ جنکی خبر آنحضرت دیگئے ہیں۔ مولوی صاحب موصوف نے ساتویں درجہ پر یزید کو لکھا۔ اور آگے مروان اور اُسکی اولاد و بعض بنی عباس کو خانصاحب کا عقیدہ تو پہلے ہی راسخ ہوچکا تھا حضرت گنگوہی کا فتویٰ دیکھکر اور بھی کان کھڑے ہوئے۔ خانصاحب موصوف نے اپنی قوم کے اکثر پٹھانوں کو وہ تحریر دکھا کر کہا کہ دیکھو بھائی جس مذہب کی یہ حالت ہو کہ یزید جیسا نابکار و ناہنجار خلیفہ رسول مانا جاوے اسکا مآل کیا انجام ہوگا۔ بہت آدمی متزلزل اور مذہب سنّی سے غیر معتقد ہوگئے۔ سچ تو یہ ہے کہ اس اثنا عشر والی حدیث نے اہلسنت کو بہت ضیق و پیچ و تاب دکھایا ہے۔ غریبوں کو اس جگہہ سخت مشکل دوچار ہوئی اگر بارہ خلفا کو حسب مفاد حدیث موصوف تسلیم کرکے خاندان نبوت کے بارہ اموں سے پیوستگی اختیار کرتے ہیں تو وہ تینوں خلفاء ہاتھ سے چھوٹے جاتے ہیں۔ اور اگر اُن تینوں کو اپنا سرتاج بناتے ہیں تو آلِ احمد کا دامنِ رحمت چھوڑ کر یزید و مروان وغیرہ کا دامن پکڑنا پڑتا ہے لہذا انہوں نے بپاس حفظ ثلاثہ یزید کو ساتواں امام مان لینے میں کوئی نقص و عیب نہ سمجھا۔ اِس موقع پر مجھکو یہ اندیشہ ہوا کہ یزید کے خلیفہ بیان فرمانے سے عجب نہیں کہ زمانۂ حال کے اہلسنت کو جناب مولوی رشید احمد صاحب قطب الاقطاب گنگوہ سے بدظنی ہوکر منجر بہ سوئے عقیدت ہوجائے۔ لہذا اُن کے اطمینانِ خاطر کیلئے گزارش کیا جاتا ہے کہ اس بات میں کچھ حضرت گنگوہی ہی منفرد نہیں۔ بلکہ بناء مذہب اہلسنت اسی پاکیزہ حیثیت سے قائم ہوئی ہے۔ مختصراً علمائے اہلسنت کی چند شہادتیں پیش کرتا ہوں۔ شرح فقہ اکبر کے

صفحہ (۴۸) پر لکھا ہے (وکان الامر کما قال النبی فالاثنی عشر ہم الخلفا) الراشدون الاربعة

ومعاویہ وابنہ یزید وعبدالملک بن مروان واولادہ الاربعة لہے یزید وسلیمان

وہشام دولید ومنہم عمر بن عبدالعزیز) ملا علی قاری صاحب صاحب شرح فقہ اکبر لکھتے ہیں

کہ آنحضرت نے جو ارشاد فرمایا تھا۔ کہ بعد ہمارے بارہ خلیفہ متمکن سریر سلطنت اسلام

ہونگے۔ اُنکے اسمائے گرامی کی تفصیل یہ ہے۔ اوّل ابوبکر دوم حضرت عمر سوم حضرت عثمان

چہارم حضرت علی پنجم حضرت معاویہ ششم یزید پسر معاویہ ہفتم عبدالملک بن مروان

ہشتم یزید پسر مروان نہم سلیمان دہم ہشام یازدہم ولید دوازدہم عمر بن عبدالعزیز۔

اسی مضمون کو امام ابوالفتح عبدالکریم شہرستانی نے کتاب ملل ونحل کے صفحہ ۸ پر بایں

عنوان ادا فرمایا ہے۔ (ومن قال بالاتفاق والاختیار فقال بامامة معاویہ واولادہ وبعد

ہم بخلافة مروان واولادہ) یعنی اہل اسلام نے بحالت اختیار بلاجبر واکراہ معاویہ

ویزید کا امام برحق ولازم الاطاعت ہونا معہ مروان اور اسکی اولاد کثیر التعداد کے تسلیم

کرلیا تھا۔ حقیر عرض کرتا ہے کہ اسی وجہ سے اہلسنّت کے علما آجتک لوگوں کو بہکائے چلے

جاتے ہیں کہ یزید وامام حسینؑ دو شاہزادہ تھے۔ اگر آپسمیں لڑبھڑ کر ایک دوسرے پر

غالب ہوگیا۔ تو کیا مضائقہ اس فرقہ کے عقیدہ میں امام حسینؑ بمقابلہ یزید خاطی وباغی

تھے بلکہ امیر یزید کی فرمانبرداری اسی طرح واجب تھی جیساکہ امام لازم الاطاعت کا اتباع

رعایا پر لازم ہوتا ہے چنانچہ شرح عقائد نسفی کے صفحہ (۱۰۲) پر ابوشکور سلمی نے لکھا ہے۔

فاما یزید بن معاویہ قال بعض الناس خلافتہ کانت باستخلاف معاویہ وبتبعة المسلمون

من الصحابة وغیرہم فمن طریق القیاس ان طاعتہ کانت واجبة علی الحسینؑ وجمیع المسلمین

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہرگاہ خلافت یزید کو اصحاب رسول نے مان لیا تو کل اہل اسلام اور

حسینؑ ابن علیؑ پر اسکی اطاعت واجب ہوگئی۔ سوائے ازیں ملل نحل میں شہرستانی نے صفحہ (۹۰) پر لکھا ہے (فمن ان الامامۃ تثبت بالاتفاق والاختیار قال بامامۃ کل من اتفقت علیہا الامۃ او جماعۃ معتبرۃ من الامۃ اما مطلقا واما بشرط ان یکون قرشیا علی مذہب قوم فقال بامامۃ معاویۃ واولادہ وبعدہم بخلافۃ مروان واولادہ) خلاصہ کلام یہ ہے کہ تقررِ امام موقوف باتفاق واختیار ہے۔ اور ہر شخص امام ہو سکتا ہے جبکہ اجماع اہل اسلام ہو جاوے۔ اور اسی اجماع واتفاق کی وجہ سے معاویہ ویزید ومروان اور اسکی اولاد کی خلافت تسلیم کی گئی ہے۔ اسی وجہ سے کبرائے اہلسنت بجرم قتل جناب سید الشہدا اپنے خلیفہ زادہ کو مجرم قرار نہیں دیتے۔ بلکہ حادثۂ کربلا کو تقدیراتِ الٰہی پر محمول کرکے اپنے پیارے مخدوم زادہ کو سنانِ طعن و تازیانۂ لعن سے بچاتے ہیں۔ اور اسکو مثل اپنے مومن جانتے ہیں۔ ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ میں لکھا ہے۔ (ولا یجوز لعن یزید ولا تکفیرہ فانہ من جملۃ المومنین وامرہ مشیتہ اللہ تعالیٰ) غضب تو یہ ہے کہ بعض حضرات نے تو مقدمۂ کربلا کو باوصف ایسے تواتر و شہرت کے جسکے نہ جاننے والوں میں دنیا کا ایک آدمی بھی نشان نہیں دیا جا سکتا خفیف واردات سمجھکر ایسا مبہم و بے وجود قرار دیا ہے کہ مجرم ہی کو گم کر دیا۔ ملا علی قاری صاحب نے شرح فقہ اکبر کے صفحہ ۸۰ پر ایک بڑی طولانی عبارت لکھی ہے۔ جسکا خلاصہ اردو میں یہ ہے کہ جرمِ قتل حسینؑ یزید کی نسبت باین وجہ ثابت نہیں ہوا کہ اسوقت تک کوئی پتہ نہیں چلا کہ اسکی جانب سے حکم شہادت نفاذ پذیر ہوا۔ اندریں صورت بغیر تحقیق کسی مردِ مسلمان کو منسوب بہ گناہِ کبیرہ کر کے کافر و ملعون قرار دیدینا خلافِ دابِ شریعت ہے۔ پھر ملا علی قاری صاحب لکھتے ہیں کہ امام غزالی نے احیاء العلوم میں اسی خیال سے کہ کوئی حکمِ قتل صاف طور پر یزید کی طرف سے ثابت

نہین ہوا ہے اُسکو قطعی برحق کرکے مومن تسلیم کرلیا ہے۔ خیر ہمکو اس سے بحث نہین حسب
مفاد آیہ کریمہ الکم دینکم ولے دین مصرع حشر غلامان عمر با عمر حشر غلامان علیؑ با علیؑ +
چونکہ بحکم قرآن ہر گروہ بروز قیامت اپنے امام و پیشوائے ملت کے ساتھ بلایا جائیگا لہذا جو
لوگ باتباع حکم قرآن وحدیث نبوی بارہ اماموں کو جو کہ بنی فاطمہ ہیں اپنا ہادی اور رہنما و
حامل شریعت جانتے ہیں وہ اُنکے سایۂ عاطفت میں زیر لوائے الحمد ہوکر بقول سعدی ع
من ودست ودامان آل رسول + آل طٰہٰ ویٰسین وذریت ختم المرسلین کا دامن عیب
پوش سنبھالے ہوئے ہوں گے اور جو حضرات یزید و مروان کو حقدار مسند شریعت سمجھتے
ہیں وہ دونو ہاتھوں سے اُنکا دامن پکڑے ہوئے ہذا امامنا کہتے ہوئے سیر فرمائے عرصۂ محشر
ہوں گے۔ شاہصاحب نے جو عبداللہ ابن سبا کی تقریر سے مسلمانوں کا چار فرقہ پر متفرق
ہوکر پہلا فرقہ اہلسنت کا تجویز فرمایا ہے کہ جس نے با وصف وقوع مخالفت سب صحابہ کو عدول
سمجھا۔ اور عبداللہ مذکور کی تقریر مکر آمیز سے متاثر ہوکر کسی صحابہ کی نسبت بدظن نہوئے
اسپر مجھکو یہ سوچنے کا موقع مل رہا ہے کہ کوئی گروہ حضرت امیرؑ کے عہد میں مسمی اہلسنت
والجماعت نہ تھا۔ بلکہ حسب تصریح علامہ سیوطی صاحب تاریخ الخلفا جبکہ ۴۱ھ ہجری میں معاویہ
نے حضرت امام حسن علیہ السلام سے حکومت ظاہری نکالی۔ اُس سال کا نام سنت رکھا
گیا اور اس سے بائیس اونیس برس بعد ۶۱ھ میں جب اہلسنت کے خلیفہ ہفتم یزید نے بنی
کا گھر بجراغ کیا۔ اسپر لفظ جماعت مستزاد ہوکر ایک پورا جملہ اہلسنت والجماعت درج گزٹ
ہوگیا جو کہ آج تک باتباع معاویہ و یزید حدیث فاتر اسلام ہے۔ دیکھو صواعق محرقہ۔ ذرا صاحب
تحفہ کی چالاکی و پیش بندی بھی قابل نظیر ہے۔ آپ فرما چکے ہیں کہ عبداللہ ابن سبا کی گفتگو
سے پریشان ہوکر جو حضرت امیر کا لشکر چار فرقہ پر تقسیم ہوا۔ اُنہین پہلے فرقہ کے آدمی

شیعۂ اولیٰ و شیعۂ مخلصین متقدمین اہلسنت تھے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت امیر کے زمانہ میں کوئی گروہ موسوم بہ طائفہ سنیہ نہ تھا۔ بلکہ جو حضرات اسوقت تابعانِ حضرت امیر سے تھے۔ وہ شیعہ کہے جاتے تھے۔ چونکہ حسب اعتراف و اقرار شاہصاحب پیشیان اہلسنت شیعہ تھے لہذا میں نہیں کہہ سکتا کہ متاخرین نے مذہب متقدمین کو چھوڑکر سنت و الجماعت ہونا کیوں پسند کیا۔ تقریر شاہ صاحب سے ظاہر و ہویدا ہے کہ یہ گروہ شیعہ سے سنی ہوا ہی ہرچند کہ بعبارت روشن و مضامین ذہن پسند یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچا دی گئی ہے کہ مذہب اہلسنت کو قدامت نہیں اور معاویہ و یزید کے زمانہ میں یہ گروہ وجود پذیر ہوکر شیعہ سے سنی ہوا ہے اور بوجہ جدید ہونے کے کسی سنی کو یہ استحقاق نہیں ہے کہ وہ بمقابلہ شیعہ گردن بلند کرکے اپنے قدیم ہونے کا دعویٰ کر سکے۔ مگر بہ نظر اطمینانِ ناظرین و انشاط خاطر مومنین صاحب تحفہ کا ایک اور اقرار دکھاتا ہوں جسمیں انھوں نے بالفاظ صاف و صریح اعتراف کیا ہی کہ اہلسنت واہل تفضیل پہلے بہ لقب شیعہ پکارے جاتے تھے۔ مگر جبکہ غلات و روافض و زیدیہ و اسمٰعیلیہ نے اپنے واسطے لقب شیعہ تجویز کیا تو اہلِ سنت نے باین خیال کہ کہیں ہم بھی ان کے ساتھ بوجہ اتحاد لقب نہ مارے جائیں تشیّع سے دست کش ہوکر مذہب اہلسنت والجماعت اختیار کر لیا۔ صاحب تحفہ کی عبارت بہ جنسہ نقل کیجاتی ہے (باید دانست کہ شیعہ اولیٰ کہ فرقہ سنیہ و تفضیلیہ اند در زمان سابق بہ شیعہ ملقب بودند و چون غلاۃ و روافض و زیدیان و اسماعیلیہ باین لقب خود را ملقب کردند و مصدر قبائح و شرور اعتقادی و عملی گردیدند خوفاً عن التباس الحق بالباطل فرقۂ سنیہ و تفضیلیہ این لقب را بہ خود نہ پسندیدند و خود را با اہل سنت و جماعت ملقب کردند) یہی بات رشید الدین خانصاحب نے جو کہ شاہصاحب کے شاگرد رشید ہیں۔ بجواب بعض مقامات سیف ناصری مولفہ جناب مفتی محمد قلی صاحب اعلی اللہ مقامہ مولف تشئید المطاعن

وتقلیب المکائد وغیرہا ظاہر فرمائی ہے کہ مائیم شیعہ اولی واحادیث کہ در فضل شیعہ وارد اند مورد
آں ماہستیم نہ روافض وہرگاہ کہ روافض این نام را بکذب وزور بر خود بربستند و در ایشان
مشہور شد ما اطلاقِ آنرا بر خود مکروہ داشتیم۔ اسی طرح ابن حجر مکیؒ نے صواعق محرقہ میں آیۂ
مبارکہ ارض اللہ واسعۃً کی بحث میں دعوئ تشیع باین الفاظ کیا ہے (وشیعۃ اہل البیت
ہم اہلسنت لانہم الذین احبوہم کما امر اللہ ورسول واما غیرہم فاعدائہم فی الحقیقۃ) یعنی
دراصل شیعہ اہلبیت اہلسنّت ہیں۔ کیونکہ وہ اُن کی محبت اس طریقہ سے دل میں رکھتے ہیں
جیسا کہ خدا اور رسول نے حکم دیا ہے اور جو لوگ سوائے اہلسنت کے دعوئ ولائے اہلبیت کرتے
ہیں وہ اُنکے دوست نہیں بلکہ حقیقت میں دشمن ہیں۔ اقرار شاہصاحب و رشید الدین و ابن
حجر وغیرہ سے چند باتیں ثابت ہوئیں اوّل یہ کہ قبل از حدوث فرقۂ زیدیہ و اسماعیلیہ مسلمانوں
میں سوائے شیعہ کے اور کوئی مذہب نہ تھا۔ دوم یہ کہ شیعہ کی فضیلت میں احادیث وارد
ہوئی ہیں۔ سوم یہ کہ بخیالِ امتیاز حق و باطل زیدیہ و اسماعیلیہ سے الگ ہو کر حضرات اہلسنت
نے مذہب سنت والجماعت اختیار کیا ناظرین تمام مذاہبِ دنیا میں سے یہی پہلا مذہب ہے
جس نے بخوفِ اشتراک والتباس مذہبِ قدیم پر فاتحہ پڑھ کے دوسرا طریقہ اختیار کیا ہے۔ واقعی ین
غربت و نرم مزاجی اہلسنت پر ختم ہو گئی ہے۔ اگر خدا نخواستہ زیدیہ و اسماعیلیہ نے اسوقت دعوے
سنیت پیش کر دیا تو نہ معلوم (خوفاً عن التباس الحق بالباطل) حضرات اہلسنت بستر اٹھا کر
کس سرائے میں مسکن گزین ہوں گے۔ ہمنے آجتک نہیں سنا کہ کسی قدیم باشندے نے غیر شخص
کے خوف سے اپنے مکان کو اسطرح چھوڑ دیا ہو جیسے اہلسنت نے ایک پاکیزہ و ممدوح مذہب کو چھوڑا ہے
فرقۂ اسماعیلیہ بعد جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کے وجود پذیر ہوا تھا شاہصاحب وغیرہ کے بیان
سے اوپر ثابت ہو چکا ہے کہ اسماعیلیہ وغیرہ کے خوف سے اہلسنت نے تشیع کو ترک کیا ہے پس اس

مرتبہ سے امام ابو حنیفہ کا (جو کہ ہمعصر بلکہ بقول اہلسنت شاگرد صادق آل محمد ہے) شیعہ ہونا لازم آتا ہے۔ کیونکہ فرقۂ اسماعیلیہ سے پہلے جتنے مسلمان تھے وہ سب شیعہ ہی تھے۔ نہایت شکریہ کا موقع ہے کہ اہلسنت کا ایسا جلیل القدر امام جسکو بلفظ اعظم بولا جاتا ہے شیعہ تھا اور جبکہ وہ شیعہ تھے تو ضرور ہے کہ وہ خاص الفاظ بھی کہتے ہوں گے جو کہ مصطلحات شیعہ میں داخل ہیں۔ آج اگر کسی سُنّی سے کہا جائے کہ آپکے بزرگوار شیعہ تھے۔ تم سنی کیوں ہو یقین تو یہ ہے کہ شیعہ کے لفظ سُنتے ہی جوش غیرت سے خودکشی کرلے۔ میں ناظرین کو یہ بات دکھانا چاہتا ہوں کہ اہلسنت ابر عکس نہند نام زنگی کافور تشیّع کے مدّعی کیوں ہو رہے ہیں اسکی اصلیت یہ ہے کہ مذہب شیعہ قدیم ہے اور سنیت جدید اور اہل تشیّع کے فضائل میں چند احادیث صحیح مُبشّر بہ نجات و مغفرت وارد ہو چکی ہیں اس لئے وہ ادعائے تشیّع کرتے ہیں چنانچہ زمانۂ حال کے ایک متعصب عالم اہلسنت نے جنکو جہانگیر خاں شکوہ آبادی کہتے ہیں اور جو کہ حسب فتاویٰ علمائے سُنّیہ مثبتۂ مظہر معیار الہدیٰ بجرم اہانت حضرت امیرؑ کافر بے داغ قرار پا چکے ہیں بموافقت شاہصاحب اظہار الہدیٰ کے صفحہ (۱۰۱) پر قبول کرلیا ہے کہ گروہ شیعہ حضرت امیرؑ کے زمانہ میں وجود پذیر ہو چکا تھا۔ مگر اہلسنت کے لئے انہوں نے کوئی قدیم زمانہ نہیں بتایا جس سے سمجھا جاتا کہ یہ حضرات بھی کسی پرانے خاندان سے تعلق و پیوستگی رکھتے ہیں مسلمانوں میں ہرچند کہ بہتّر فرقے ہیں مگر تمام فرقوں میں شیعہ ہی ایسا گروہ ہے جسکے ناجی ہونے کی خبریں بواسطہ حضرت مخبر صادق اُمّت کے کانوں تک پہنچکر درج کتب ہو چکی ہیں اور وہ ہی خبریں اہلسنت کو کشاکشی دکھا کر اس طرف توجہ دلانے والی ہوئی ہیں کہ مقدمان و پیشینیان مذہب خود کو شاہصاحب نے شیعیان علیؑ میں معدود فرماکر عبداللہ ابن سبا کی تعلیم کے غیر مؤثر ہونے کا فخر ظاہر کیا ہے لغت میں شیعہ گروہ۔ رفیق۔ مددگار۔

مطیع - فرمانبردار کو کہتے ہیں - اور اصطلاح اہلِ اسلام میں اُسکو کہتے ہیں جو حضرت امیرؑ کو خلیفۂ بلافصل و امام واجب الاتباع بحکم خدا و رسول جانتا ہو - صاحب شرح مواقف نے صفحہ (۶۲۴) پر ظاہر کیا ہے کہ (الشیعۃ ای الذین شایعو علیا بعد رسول اللہ بالنص اما جلیا و اما خفیا و اعتقدوا ان الامامۃ لاتخرج عنہ وعن اولادہ وان خرجت فاما بظلم یکون من غیرہم و اما بتقیۃ منہ او من اولادہ) یعنی جو گروہ کہ اِس بات کا قائل ہوا ہے کہ سزاوارِ امامت بجز علیؑ ازروئے نصِ خدا اور رسول اور کوئی نہ تھا - وہی شیعہ ہے - شاہ صاحب نے جو اپنے بڑے بوڑھوں کو بسبب رد و قبول تقریر ابنِ سبا شیعۂ اولی و شیعۂ مخلصین قرار دیا ہے - غالباً وہ ایسے ہی شیعہ ہوں گے جنکی تعریف حسب شرح مواقف اوپر بیان کی گئی ہے یہ بھی ضرور ہے کہ وہ بزرگوار کچھ خاص قسم کے الفاظ اُن حضرات کی خدمت میں ہدیۂ پیش کرتے ہونگے جنہوں نے علیؑ اور اولادِ علیؑ سے درباب امامت نزاع کیا - یا یہ کہ اُنکو امام منصوص نہ سمجھا - بحمد اللہ حسبِ اقرار متقدمین و متاخرین ملتِ سنیہ یہ بات بوجوہ کما ینبغی ثابت و متحقق ہوگئی کہ حضرت امیرؑ کے زمانہ میں پرانی وضع کے شرفا اہلسنت شیعہ مخلص و مومنِ پاک عقیدت تھے - مگر بعد میں بزمانۂ معاویہ و یزید سلطنت کے دباؤ سے قوتِ استحالہ پیدا کر کے شیعہ سے سُنی بنگئے - اِس زمانہ کے اہلسنت عجب تذبذب میں ہیں جسوقت معادِ آخرت پر نظر کر کے متمنی نجات و آمرزش ہوتے ہیں شیعہ بننے کو دل چاہتا ہے کیونکہ امام مناوے کنز الحقائق میں بواسطۂ حضرت بشیر و نذیر حدیث دکھا چکے ہیں - کہ یا علی انت و شیعتک تردون الحوض یعنی اے علیؑ تم اور تمہارے شیعہ حوضِ کوثر پر وارد ہوں گے **ایضاً** علی و شیعتہ الفایزون یوم القیامۃ - اور جب یہ خیال خاطرِ عاطر میں خطور کرتا ہے کہ شیعہ ہونا کچھ آسان بات نہیں ہے بلکہ اُسکے ساتھ بعض اعتقادات و کلمات کی چھلنگی

بھی لگی ہوئی ہے۔ اسوقت ناچار گریز کرنا پڑتا ہے۔ دین و دُنیا دو مخالف و متضاد چیزوں کا نام ہے یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ دونوں لذتیں ایک ذات کیلئے جمع ہو جائیں۔ بقول سعدی ہم خدا خواہی و ہم دُنیا دوں + این خیال ست و محال است و جنوں + اس موقع پر عجیب قسم کا ایک فائدہ مُترتب ہوا۔ اور وہ یہ ہے کہ تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ منجملہ ۷۲ گروہ اسلام کے ایک گروہ ناجی ہے۔ اور کلّہم ناری اور ضرور ہے کہ وہ فرقہ ناجیہ قدیم ہو۔ اور دیگر فرقے مثل برساتی کیڑوں کے جدید۔ مخبر صادق کے ارشاد ہدایت بنیاد (یا علیؑ انت و شیعتک ہم الفایزون) متذکرہ بالا مقبولہ و مسلمہ اکابر سُنیہ سے صاف ہویدا و نمایاں ہے کہ منجملہ فرقہ ہائے اسلام یہی گروہ نجات پانے والا اور رستگاری حاصل کرنے والا ہے اور باقی بوجہ جدّت و حدوث جہنّمی و ناری ہیں۔ اگر یہ گروہ نارِ دوزخ سے آزاد نہ ہوتا تو جناب شاہصاحب قبلہ ما سنیّہ کو شیعہ ہرگز تسلیم نہ کرتے ہم اہلسنّت کو دوستانہ سمجھاتے ہیں کہ اب معاویہ و یزید کا اُن پر کچھ دباؤ نہیں رہا۔ اسوقت سرکار ابد پائدار نے سب کو فرمانِ آزادی دیدیا ہے۔ سنیت سے دست کش ہو کر اپنے بزرگوں کی رفتار پر گام فرسائے عرصہ تشیّع ہو جائیں اور نجات کو اسی فرقہ میں منحصر سمجھیں۔ ہر سُنی راستباز و پاک عمل کو میں اطمینان دلاتا ہوں کہ شیعہ بننے سے انکو کوئی روحانی یا جسمانی تکلیف نہ ہوگی بلکہ درستی عقائد کے ساتھ ساتھ بہت مختصر زبانی جمع خرچ کرنا پڑیگا۔ کیونکہ بلا اُس خاص بات کے کوئی عمل صحیح نہیں ہوسکتا۔ حضراتِ اہلسنّت بُرا نہ مانیں اور سنّتِ معاویہ و یزید کے چھوٹ جانے سے جسکو زمانہ دراز سے مضبوط پکڑے ہوئے ہیں دل تنگ و افسردہ خاطر نہوں۔ فقط +

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تصویر غالب و مغلوب

سلسلۂ نہم ۹

دوسرا فرقہ تفضیلیہ جس نے محامد و مناقب و فضائل و کمالات مذکورہ بالا یعنی اخبار غیب و احیائے اموات و بیان حقائق الہیّہ و محاسبات دقیقہ و جوابات حاضرہ و بلاغت الفاظ و فصاحت عبارت و زہد و تقویٰ و شجاعت وغیرہ کو مافوق عادت بشری دیکھکر ثلاثہ کی ذوات عالیہ سے انکو بمنازل و مراحل دور پایا۔ اور اس وجہ سے حضرت امیر کے افضل الصحابہ و اشرف الناس ہونیکا یقین و اعتقاد کر لیا۔ تیسرا فرقہ شیعۂ اثنی عشری جس نے بطر فداری آل احمدؐ ان کے دشمنوں کو نشانۂ تیر ملامت بنایا اس گروہ کو جناب شاہصاحب نے بدرجۂ اوسط یاد فرمایا ہے۔ چوتھا غلات یعنی نصیری کا جس نے زہد و اتقاء و قوت احیائے اموات وغیرہ خارج از مقدور انسانی پاکر اعجاز و کرامات پر محمول نہ کر کے کج عقلی و غلط فہمی سے حضرت علیؑ کو خدا سمجھا۔ واضح رائے ارباب خرد مہو وے کہ معتقدان الوہیت حضرت امیرؑ یعنی غلات کو فرقہ امامیہ کافر محض جانتا ہے شاہصاحب نے بھی غایت عنایت و مہربانی سے ہمکو الگ کر کے درجۂ اوسط پر رکھا ہے رہے تفضیلی جو کہ اہلسنت میں بکثرت موجود ہیں۔ انکو بھی حسب تصریح سلسلۂ ششم اشرار و فجار سے باہر نہیں سمجھتا۔ پس دو فرقے منجملہ چار کے یعنی غلات و دیگر اہل تفضیل باتفاق شیعہ و سنی داخل جہنم ہو چکے۔ اب رہے دو گروہ شیعہ و سنی انکی حالت بھی انشاء اللہ دکھائے دیتا ہوں۔ مگر پہلے جناب شاہصاحب کی اُس مہربانی کا جو

فرقۂ شیعہ پر غایت مرحمت سے فرمائی ہے۔ شکریہ ادا کروں جناب مقدم الوصف نے اپنے لطفِ بے پایاں سے ہم گروہِ شیعہ کو ایسے درجہ میں جگہہ عنایت فرمائی جسکو خیر الامور اوسطہا کہا جاتا ہی۔ نہایت شکریہ کا موقعہ ہے کہ شاہصاحب کی زبان وحی ترجمان سے ہم مسلمانوں کے ایک ایسے نمبر پر ہیں جو کہ ہر طرح کی خرابیوں سے بچکر بدرجۂ اوسط معدود ہوا ہی۔ مگر وا ہوائے بوالہوسی و درازنفسی بامید صدارت و بلند نشینی شاہصاحب نے اپنے اسلاف و اخلاف کیلئے سب سے اونچا درجہ عبد اللہ ابنِ سبا کے شاگردوں میں بقول تاکہ از صدر نشینان باشی پسند فرمایا۔ اسوقت حقیر اربابِ انصاف و خصوص اُن حضرات کے سامنے جو کہ گروہ ثانیہ امامیہ کو عبد اللہ ابن سبا ملعون کا چیلا بناتے ہیں یہ مضمون پیش کرنا چاہتا ہی کہ شیعۂ اولی یعنی اہلسنّت اور شیعۂ اوسط یعنی امامیہ نے عبد اللہ مذکور کے کلماتِ مکر آمیز و تقریر فتنہ انگیز کو سنکر کس کس بات کا ردّ و قبول کیا۔ ابن سبا مردود کی تعلیم پر بھاری سے بھاری الزام اعتقاد الوہیت کا ہے۔ اِسکو خود موجدِ مضمون جناب شاہصاحب نے صاف کر کے الگ دکھا دیا۔ کہ غلاّت نے حضرت علیؑ کو خدا مانا ہے۔ رہے وہ فضائل جو کہ مختص بذاتِ حضرت امیرؑ ہیں یعنی اخبار غیب و احیائے اموات و فصاحت و بلاغت و شجاعت وغیرہ۔ اِن تمام صفات کو منجملہ دو گروہ اولی و اوسط کے ایک نے قبول کیا اور دوسرے نے ردّ۔ قبول کنندگان صفات موصوفہ کا الزام شیعہ پر ہے۔ اس لئے کہ انھوں نے بعد ختمی مرتبت حضرت امیرؑ کو خلیفۂ بلافصل و واجب الاطاعت جانکر دیگر مدّعیانِ خلافت کو نشانۂ تیرِ ملامت بنایا۔ شاہصاحب نے اِس الزام کو جسکا ذکر بذیلِ عبارتِ فارسی میں پہلے کر چکا ہوں۔ بدیں عنوان لکھا ہے دکہ سوم فرقۂ سبئیہ کہ آنہا را تبرائیہ نیز گویند جمیع صحابہ را ظالم و غاصب بلکہ کافر و منافق میدانند۔ و ایں گروہ از اوسط تلامذہ آں خبیث گشتہ) حضراتِ اہلسنّت نے اپنی بخشۂ مزاجی

سے عبداللہ مذکور کی ایک ہی نہ سُنی۔ بعض صحابہ کے مشاجرات ومقاتلات وتنازعات باہمی سے چشم پوشی کرکے جمیع کمالات واوصاف مذکورہ بالا کی حضرت امیر سے نفی کردی اور اُنپر طرح طرح کی نفرت دلانیوالے الزام قائم فرمادیئے۔ زمانۂ حال کے محقق اہلسنت جناب مولوی جہانگیر خانصاحب شکوہ آبادی جنکی تالیفات کو حضرات سُنیہ وحی آسمانی سمجھکر سر پر دھرے ہوئے ہیں۔ اظہار الہدیٰ میں لکھتے ہیں کہ حضرت امیرؑ کو انتظام مملکت کی لیاقت نہ تھی۔ علی علیہ السلام نے غلط گواہی دی۔ جس سے آنجناب کا کاذب ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفاء میں رقمطراز ہیں کہ حضرت امیرؑ کی خلافت میں اسلام ضعیف ہوگیا اور فتوحات متواتر سے جو اموال وغنائم مسلمانوں کو ملتے تھے۔ اور سوادِ اسلام کو یوماً فیوماً ترقی تھی وہ اُن کے زمانہ میں بند ہوگئی۔ اور عنایاتِ ربانی وتائیداتِ آسمانی جو مسلمانوں کے شاملِ حال تھیں اسوقت میں رُک گئیں۔ شاہصاحب تحفہ میں لکھتے ہیں کہ بہت سے ممالک جو عہدِ ثلاثہ میں زیر قبضۂ اسلام آگئے تھے وہ حضرت کے زمانہ میں مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل گئے۔ بہ تعلیمِ شاہصاحب جمیع اہلسنّت کا خیال اِس بات پر جم گیا ہے۔ بلکہ مسائل اعتقادی میں داخل ہوگیا ہے کہ اسلام کی خرابیوں کا باعث خلافتِ مرتضوی ہوگئی چنانچہ محقق زمانۂ حال مولوی جہانگیر خانصاحب اظہار الہدیٰ کے صفحہ (۱۶۵) پر لکھتے ہیں کہ علی علیہ السلام کے زمانہ میں تمام مفسدات ومکروہات پیدا ہوئے اور کیا شہری اور کیا لشکری سب میں بدنظمی پھیل گئی۔ بہت سے ملک مفتوحۂ خلفاء ثلاثہ ہاتھ سے دے بیٹھے۔ غرضکہ عبداللہ ابنِ سبا کی تعلیم وتلقین کو رد کرکے حضرات اہلسنّت نے بحدّے مخالفت کی کہ حضرتِ مرتضوی کو قابل خلافت نہ جانا بلکہ اُنکو مُخرّبِ اسلام سمجھکر اِس درجہ در پئے عداوت ہوگئے کہ بغضِ مرتضوی کو بحکم وہدایتِ علماء جزو ایمان سمجھنے لگے۔ علماء ماوراء النہر نے جو ایک نوشتہ بطور استشہاد

امیر تیمور کے سامنے پیش کیا تھا ہر چند کہ مشہور عالم ہے۔ حاجت اظہار و بیان نہین۔ مگر بہ جہت آگاہی ناظرین اُسکی حالت مجدّداً عرض کر کے اہلسنّت کے قلوب صافیہ کا تقریری فوٹوگراف سے نقشہ دکھائے دیتا ہوں۔ جسوقت امیر تیمور گورگانی تسخیر ممالک کرتے ہوئے ماوراالنہر میں پہنچے۔ اور اُس بلدۂ نابلد کو چہ حقیقت پر تسلط کیا۔ تو وہاں کے ارباب فضل و کمال نے مجتمع ہوکر ایک تحریر بدین مضمون پیش کی۔ کہ شاہ عالم پناہ اپنی تمام قلمرو میں ایک سرکلر باین مضمون شائع کرا دیوین۔ کہ علی المرتضٰے سے بوجہ اعانت قاتلانِ عثمان اہل اسلام عداوت رکھنا از جملہ ضروریات دین سمجھکر ہمیشہ نسلاً بعد نسلاً بر سرِ عناد رہیں۔ اور بغض و کینۂ مرتضوی کو اپنے ایمان کا رکنِ رکین و تمغۂ سنیت سمجھتے رہیں اگر زیادہ دشمنی رکھنے پر قادر نہوں۔ تو تبرکاً و تیمناً بقدر دانہ جوہر سنّی کے قلب پاک میں اُسکا مستقر ہونا ضروری ہے۔ شاہ مرحوم نے وہ محضر اپنے مرشد کے پاس بھیجکر استفسار کیا۔ کہ اندریں باب کیا ارشاد ہوتا ہے۔ اُس درویشِ حق آگاہ وصافِ باطن و روشن ضمیر نے نہایت افسردگی سے جواب دیا کہ وائے بر عثمان اگر قاتلش علیؑ باشد۔ یعنی افسوس ہے عثمان کی حالت پر کہ علیؑ مرتضیٰ شیرِ خدا قاتل المشرکین و کافرین حارب ناکثین و مارقین و قاسطین اسکے قتل میں اعانت کریں۔ یا آنکہ قاتلوں کو امداد دین کیونکہ بہر صورت اباحتِ خونِ عثمان لازم آتی ہے۔ گو کہ بوجہ ممانعتِ پیر سلطانی وہ محضر شائع نہوا۔ مگر حضرات کے طبائع میں جو مادۂ عناد بوجہ تعلیم معاویہ و بی بی عائشہ حضرت عثمان کا پیراہنِ خون آلودہ دیکھ جوش کھاچکا تھا وہ ایک سجادہ نشین درویش کے کہنے سے کیونکر برطرف ہوسکتا تھا۔ اہلسنّت کی فطرت و جبلت مین متوسّل اساسِ ظلم و جور نے اہلسنّت کی مخالفت و معاندت کا قصرِ عالی اس کمزوری سے

بنا نہیں کیا کہ دفعتاً ایسی محکم واستوار عمارت کی گہری نیو پر کوئی صدمہ پہنچ سکے نتیجہ یہ ہوا کہ ابخرات سوز درون متصاعد وسربلند ہوکر ایسا قوی مادہ بنے کہ بجو کے دانہ سے بڑھتے بڑھتے مرغ کے انڈے تک پہنچ گئے چنانچہ مولوی محمد قاسم صاحب ساکن سنبلہیڑا جنکے مقابلہ میں بہ ثبوت نفاق شیخین حقیر نے رسالہ سجادیہ لکھا ہے پچھلے لوگون کی جہالت وسادہ لوحی کا تذکرہ کرکے اپنے والد بزرگوار کی کیفیت اس طرح بیان فرمانے لگے کہ انہوں نے ایک دن مجھ سے دریافت کیا کہ محمد قاسم تم اکثر مذہبی کتابین دیکھتے رہتے ہو کیا یہ بات سچ ہے کہ اہلبیت سے عداوت نہ رکھنا مسلمانی کو دونو ہاتھوں سی سلام کرنا ہے۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے ہنسکر جواب دیا کہ اباجان توبہ واستغفار کیجئے۔ خاندانِ نبوّت سے مخالفت کرنا بحکم قرآن حرام ہے۔ تب وہ فرمانے لگے کہ بھائی ہم تو برابر علماء سے یہ تعلیم پاتے رہے ہیں کہ اگر کسی مرد مسلمان سے زیادہ بھی نہ ہوسکے تو نظر خیر وبرکت ومفادِ آخرت علیٔ مرتضےٰ سے مرغی کے انڈے کی برابر ضرور عداوت رکھے ورنہ مسلمانی متخیل بہ ایمانی ہوجائیگی۔ حقیر نے بطور لطیفہ جواب دیا کہ آپکے پدر بزرگوار جاہل تھے۔ جوشِ جہالت سے بیضۂ مرغ کی مقدار پر مجبور کئے گئے تھے۔ آپ بفضلہ از راذلِ اسلام دُھنے جولاہون کے نزدیک فاضل بے بدل شمار کئے جاتے ہیں۔ لہذا نظر بہ فضل وکمال جناب کی طبیعت حق طوتیت میں ہاتھی کے انڈے کی برابر خانوادۂ مقدس سے عداوت ہونی چاہیئے اصلیت یہ ہے کہ ایسی دو چیزوں کی محبت جوکہ باہم انتہا درجہ کا ضد اور اختلاف رکھتی ہوں۔ ایک قلب میں برابر جمع نہیں ہوسکتی۔ اگر اہلبیت علیہم السلام ومرشدانِ سنیہ یعنی ثلاثہ وامثالہم باہم متحد ومتفق ہوتے۔ تو بہت آسانی کے ساتھ ممکن تھا کہ حضراتِ اہلسنت کی طبائع صافیہ کو دونو کے ساتھ ایک لہجہ خلوص ہوتا۔ اور جبکہ

حسب اندراج مسلم و بخاری بقول جناب عمرؓ حضرت امیرؑ خلیفہ اول و خود حضرت عمر کو کاذب
و غادر و خائن و آثم جانتے تھے۔ بروقت مجلس شوریٰ عبد الرحمٰن وغیرہ ممبران کمیٹی کی
روبرو صاف انکار کر دیا کہ مجھکو قمیص خلافت زیب بدن کرنا اس شرط کے ساتھ پسند
نہیں ہے۔ کہ سیرت شیخین پر عامل ہو کر کارروائے خلافت ہوں۔ اندریں حالت کسی عاقل
کو اس بات کے قیاس کرنے کا موقع نہ ملیگا کہ حضرت امیر و خلفاء ثلاثہ ایک دوسرے سے
دوستانہ رابطہ رکھتے تھے۔ پس اہلسنّت کا یہ دعویٰ کبھی صحیح نہیں ہوسکتا کہ وہ یا اُن
کے بزرگوار شیعہ مخلص تھے۔ اگر سُنّی صاحب خاندان نبوت کے بقدر سفیدیٔ ماش یا
دانۂ خردل بھی متبع ہوتے تو مسائل دینیّہ و فقہ میں اُن سے اختلاف کرکے بقول
کوئے جاناں سے خاک لائیں گے۔ اپنا کعبہ الگ بنائیں گے نعمان و حنبل و شافعی و مالک کو
امام بناتے۔ اگر کہا جائے کہ آئمّہ اربعہ موصوفہ بالا نے گو جُدا جُدا کوس امامت بجایا۔ مگر
خاندان رسول کی اطاعت سے آگے قدم نہین بڑھایا۔ ایسا بیان کبھی قابلیت تسلیم نہین
رکھتا۔ کیونکہ شارح منہاج لکھتے ہیں کہ مسائل دینیات میں اہلبیت اجماعاً منکر قیاس
ہیں۔ امام ابو حنیفہ کو دیکھو کہ قیاس کا جامہ پہنے ہوئے ہیں۔ ملّا جامی لکھتے ہیں کہ امام
جعفر صادق علیہ السلام خرگوش کو حرام جانتے تھے۔ سنّی صاحبان دن شکاری کتے
لئے ہوئے جھاڑ جھنکاڑ میں سرگرداں پھرتے ہیں۔ اور بڑے شوق سے کباب بناکر اُسکی
خستگی و بے ریشہ ہونے کی تعریف میں رطب اللسان ہوتے ہیں۔ صاحب تفسیر ثعلبی
لکھتے ہیں کہ مسح خفین یعنی موزون پر علیؑ مرتضےٰ ناجائز جانتے تھے۔ شیعہ اولیٰ برابر موسم
سرما میں چرمی جورابوں پر مسح کرتے ہیں۔ شیعیان مرتضوی جب مسح پا کرتے ہیں تو اہلسنّت
غُل مچاتے ہین کہ ارجلکم سے پاؤں کا غسل مراد ہے۔ نہ کہ مسح۔ اور خود جاڑے کے خوف سے

اپنی جلد چھوڑ کر دوسری جلد پر مسح کرتے ہین۔ نہ معلوم یہ بالائی مسح کس قرآن سے نکالا ہے شاید اُن متعدد قرآنوں کا کوئی پرچہ مل گیا ہوگا جنکو غایتِ جوشِ دینداری سے حضرت عثمان نے پھنکوا دیا تھا۔ اور لطف دیکھئے صاحبِ تفسیر معالم التنزیل لکھتے ہیں کہ وضو میں جو شیعہ پاؤں کا مسح کرتے ہیں اُسکی وجہ یہ ہے کہ مذہبِ امامیہ اہلبیتِ نبوی کے مذہب پر منعقد ہوا ہے۔ اور اہلبیت غسلِ پا نکرتے تھے بلکہ مسح کیا کرتے تھے۔ سبحان اللہ شیعۂ اولیٰ و شیعۂ مخلص کا دعویٰ ایسے ہی حضرات کو زیبا ہے جنہوں نے جامۂ مخالفت کو خوب چستی کے ساتھ زیب بدن فرمالیا ہو۔ ابھی ناظرین گھبرائیں نہین جو میں کہتا ہوں اُسے چپکے چپکے سنے جائیں۔ انشاء اللہ بہت باتیں ایسی ملاحظہ فرمائیں گے۔ جس سے اہلسنت و خاندانِ نبوت کی اجنبیت ثابت ہو کر مدعیانِ تولائے اہلسنت کے ہوش باؤلے ہو جائیں۔ علّامہ تفتازانی شرح مختصر الاصول میں لکھتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام بیع امہات الولد جائز جانتے تھے۔ ملّا جلال الدّین شرح عقائد عضدیہ میں لکھتے ہیں کہ مسلمانوں میں بہترین فرقہ اہلسنّت والجماعت کا ہے۔ اِس لئے کہ یہ گروہ اُن احادیث پر عمل کرتا ہے جو اصحاب سے منقول ہیں۔ اور شیعہ احادیث غیر اصحاب پر عمل کرتے ہیں۔ سوائے دوازدہ امام کے اور کسی کی بات پر کان نہین دھرتے۔ اماموں کے کلام پر اُنکو وثوق و اعتبار اِس جہت سے حاصل ہوگیا ہے کہ اُنکو معصوم عن الخطاء جانتے ہیں ملّا جلال الدین کے بیان سے اتنی بات ضرور ثابت ہوتی ہے کہ سُنّی صاحبِ اہلبیت کو معصوم جانتے ہیں۔ نہ اُن کی روایتوں پر عمل کرتے ہیں۔ سچ بھی تو ہے خاندانِ رسول کی احادیث اُن کے نزدیک کیوں معتبر ہوں۔ اعتبار ہمیشہ اُسی کلام کا ہوتا ہے جسکا بیان کرنیوالا سچا سمجھا جاتا ہے اگر وہ بزرگوار خانوادۂ نبوت کو بہ مثل شیعہ معصوم عن الخطا جانتے تو اُن کی روایتوں پر بھی

عمل کرتے۔ اور جبکہ اُن کے نزدیک وہ خاطی وگنہگار و جاہل وضعیف تھے تو کیونکر قابل تمسک ہوتے۔ ہر چند کہ ملا جلال الدین کے بیان نے تمام پہلو صاف کر دئے اور گنجائش کلام مطلقاً نہیں چھوڑی۔ کہ مجھکو صاف و روشن کلام میں یہ کہنے کی ضرورت ہو کہ سنی اہلبیت کو ایسا جانتے تھے اور شیعہ ایسا مگر خیر بہ نظر ثبوت مزید و تکمیل مثل اتنا اور کہے دیتا ہوں کہ جناب مولوی عبد العلی شرح مسلم الثبوت میں لکھتے ہیں کہ اجماع اہلبیت حجت نہیں۔ شیعہ اپنے حسن ظن سے اس بات کو بالکل صحیح اور قطعی سمجھ لیتے ہیں جسپر آپ مجتمع و متفق ہوں اور سنی اسکو برگ کاہ و پشتہ کی بھی برابر نہیں جانتے۔ سبحان اللہ سقیفہ بنی ساعدہ میں چند ارباب خود غرض کے اجتماع سے حضرت ابو بکر بلا کسی استحقاق کے خلیفہ واجب الاتباع و لازم الاطاعت مان لئے جاوین بلکہ معاویہ و یزید و مروان و عبد الملک وغیرہ بدلیل اجماع مومنِ پاک عقیدت و مستحق خلافت سمجھے جائیں اور اجماع اہلبیت حجت نہو۔ بلکہ اُن کے اجماع کے واجب العمل اعتقاد کرنے سے شیعہ مجرم قرار دئے جائیں۔ ایک اجماع اور اُسکے دو اثر بقولے ایک بام و دو ہوا صاحب مسلم الثبوت اپنے اس بیان کا (کہ اجماع اہلسنت حجت نہین) ثبوت کیا اچھا پیش فرماتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ اہلبیت کے جائز الخطا ہونیکا قیاس اُن کے اس اجماع سے بخوبی ہو سکتا ہے۔ جو کہ معاملہ فدک میں کیا گیا تھا۔ حقیر نے جو سلسلہ پنجم ماہ جمادی الثانی مین ایک بڑی طولانی عبارت تحفہ سے نقل کی ہے۔ اسمین شاہصاحب عبد اللہ ابن سبا پر باین الفاظ طعنہ زن ہوئے ہین (و مناقشہ کہ فیما بین سیدۃ النساء و خلیفہ اول درباب فدک رفتہ بود۔ و آخر ہا بصلح و صفا انجامیدہ دستاویز و تمسک ساخت لیجئے شاہصاحب لکھتے تھے کہ عبد اللہ ابن سبا نے لشکر حضرت امیر میں گڑبڑ ڈالکر مسلمانوں کو عداوت ابو بکر پر برانگیختہ کیا۔ صاحب مسلم الثبوت کہہ رہے ہیں۔ کہ نہین

اہلبیت خلاف اجتہادِ حضرت ابوبکر فدک کے لینے پر اجماع کررہے تھے دیکھئے اِن دونو علمائے اہلسنت میں سنّیانِ حال کے نزدیک کس کو سچے پن کی ڈگری ملتی ہے۔ اور شاہصاحب عبداللہ ابن سبا کے ملزم بنانے سے حسب قواعد پولیس کس درجہ کی انسپکٹری پر ترقی پاتے ہیں۔ علمائے اہلسنّت کو خاندان نبوت کے ساتھ کچھ عجیب خوش اسلوبی سے حسنِ اعتقاد پیدا ہوا تھا جسکو دیکھ دیکھکر اس پُرنور زمانہ کے اہلسنّت گوزہ پشت و خمیدہ گردن ہوئے جاتے ہیں۔ مگر بیچارے سوائے اسکے کہ زیر لب دبی ہوئی آواز سے متقدمین کو کوس پیٹ لیں اور کچھ نہیں کرسکتے۔ حافظ شمس الدین ذہبی نے جنکو بڑے فخر سے امام کہاجاتا ہے۔ کتاب مغنی میں نہایت صاف الفاظ سے لکھدیا کہ بخاری نے ہیں وجہ آئمہ اہلبیت سے روایت کرنا مکروہ سمجھا ہے کہ وہ یعنی اہلبیت مجاہیل وضعفا سے تھے اور اسی مضمون کو میزان الاعتدال میں کہ معتمد ترین کتب سنیہ ہے۔ نہایت شستہ وپاکیزہ الفاظ سے بیان کیا ہے۔ یہانتک بیچارے نے سینہ سپر ہوکر صاف لکھدیا کہ بخاری کے نزدیک صادقِ آل محمد کی روایت قابلِ حجت نہ تھی۔ سبحان اللہ خوارج ونواصب وعمرابن سعد سپہ سالار لشکر یزید کی روایتوں سے حضرت بخاری اپنی کتاب جسکو سنی ثانی قرآن وبعد کتاب باری خطاب دیتے ہیں ترتیب فرمائیں۔ اور امام جعفر صادق کی روایت کو جنکی شاگردی کے فخر نے امام ابو حنیفہ کو آسمان پر چڑھایا ہے ناقابلِ حجت سمجھیں۔ فقط:



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تصویر غالب و مغلوب

سلسلۂ دہم

بھلا جناب محمد اسمٰعیل بخاری حضرت صادق علیہ السلام کو کیوں سچا جانتے - اُن کے اُستاد یحییٰ ابن سعید قطان نے جیسا تعلیم دیا ویسا ہی شاگرد رشید نے عمل کیا اُستاد موصوف لکھتے ہیں (اجد فی نفسی شیئا) یعنی میری طبیعت اُنکی طرف سے مطمئن نہیں بلکہ ایک نوع کا کھٹکا اور حدسہ ہے۔ تھوڑی سی عقل والا سوچ سکتا ہے کہ جب شیخ البخاری کو صادقِ آلِ محمدؐ کی نسبت بدظنّی لاحقِ حال و دامنگیرِ طبیعت ہو کر روایات لینے کے لئے مانع ہوئے تو حضرت بخاری باوصف شاگرد ہونے کے کیوں اُنکا اعتبار فرماتے - کچھ انہیں بزرگواران مذکورہ بالا پر آئمہ اہلبیت کی بے اعتباری موقوف نہیں بلکہ جسقدر عظمائے اہلسنّت گزرے ہیں سبھوں کو خاندانِ رسالت سے بدظنی رہی ہے لیجئے امام مالک ہی کے اقوال کی پرتال دیکھئے. تا وقتیکہ دوسرے راوی کی سند سے کلام ٹھیک نہ کر لیتے تھے تنہا امام کی روایت کو بے جوڑ جانتے تھے - اور کیوں نہو اُن لوگوں کے نزدیک آئمہ کو وہ اقتدار و اعتبار بھی نہ تھا جسکے لئے رسول فرما گئے تھے - وہ ذرّیتِ بتول کو معمولی آدمیوں سے بھی کم درجہ جانتے تھے - ابوالحسن دارقطنی جو کہ بلفظِ امام بولے جاتے ہیں - اور اہلسنّت کی نظر میں انتہا کا وقار رکھتے ہیں ابن حبان کی سند سے ارشاد فرماہوئے ہیں کہ جناب امام رضا علیہ السلام اپنے باپ سے کچھ عجیب عجیب باتیں نقل کیا کرتے تھے اور وہم و خطا کرتے تھے امام معصوم کی نسبت وہم و خطا کے لفظ تو صاف صاف حرفوں میں

بیان فرما گئے ہیں اور عجیب عجیب باتیں بھی خاص استعجاب پر مشتمل ہیں۔ جس بات کو خلاف
عقل و دور از قیاس سمجھا جاتا ہے انکو ارباب ظاہر میں داستان امیر حمزہ و حکایات بہار
کی طرح محمول عجائبات کر کے فرد یقین سے قلمزن کر دیا کرتے ہیں۔ میری دانست میں
ابن حبّان و دار قطنی کے نزدیک آنحضرت کی جسمی معراج اور شق القمر و رجعت خورشید
و کلام سنگریزہ و شہادت وحوش بر رسالت آنحضرت و نزول ملائکہ بروز بدر و قصۂ اجنہ
بیر العلم وغیرہا جملہ معاملات داخل عجائبات ہو کر فہرست اعتقادات سے خارج ہو گئے
ہوں گے۔ امام ابو طاہر بھی مثل دار قطنی و ابن حبان علی ابن موسی رضا علیہ السلام سے
نقل عجائبات و خلاف قیاسات کے قائل ہوئے ہیں۔ علمائے اہلسنت نے آئمہ دوازدگانہ
میں سے کسی کو خالی نہیں چھوڑا جسکو جیسا موقعہ ملا ہے الزام فضول و اعتراض بیجا سے
نہیں چوکا۔ شیخ رحمۃ اللہ سندھی نے مختصر شریعۃ الشیعہ میں و علی ابن محمد عراقی نے امام
حسن عسکری کو کھلے کھلے لفظوں میں لکھدیا ہے کہ لیس بشیٔ یعنی معاذاللہ وہ کوئی چیز
نہیں ہیں اور اسی طرح ابن جوزی و سیوطی نے اپنی اپنی تصنیفات میں امام موصوف
کا ذکر بذیل واضعان حدیث ارقام فرمایا ہے۔ امام عقیلی موسیٰ کاظم علیہ السلام کی نسبت لکھتے
ہیں کہ (حدیثہ غیر محفوظ) یعنی انکی روایات جامۂ صدق و راستی سے بالکل برہنہ ہیں آئمہ
اہلبیت پر اعتراضات کر کے انکو نظر خلائق سے گرانا کچھ پہلے ہی زمانہ کے سنیوں کا شعار
نہ تھا۔ بلکہ اس نئی روشنی کے تعلیم یافتہ لوگ بھی بہ تقلید و پیروئی اسلاف خود
انکو اُسی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ کتاب سیرۃ النعمان مؤلفہ جناب مولوی شبلی صاحب
پروفیسر مدرسہ علیگڈھ پر منجانب شیعہ ایک پرمذاق و لطف خیز تقریظ لکھی گئی تھی۔
اخبار نظام الملک مراد آباد کو اسپر جوش آیا (۲۰ و ۲۷ اپریل ۱۸۹۳ء و ۱۹ و ۲۶ مئی و

۹ جون ۹۳ء مذکور کے پرچوں میں اس تقریظ پر غضب آمیز ریمارک یعنی اعتراض لکھا۔ اُن پرچوں کے ضمن میں صاحب اخبار لکھتے ہیں کہ علی المرتضیٰ وحسنین علیہم السلام کے پاس تمام علم نبی نہ تھا کہ جس سے اُنکو حامل علوم نبی کہا جاوے۔ بلکہ وہ در باب مسائل دوسروں کے محتاج تھے۔ اور جس بات کو نہ جانتے تھے دیگر بزرگان دین وشیوخ سے دریافت کر لیا کرتے تھے۔ مثل علیؑ وحسنین رسول اللہ کے ملنے والے ہزار ہا آدمی تھے جسطرح آنحضرت کے اقوال وافعال اہلبیت دیکھتے تھے اُسی طرح کے دیکھنے والے اور بھی بہت تھے۔ علم نبی مختص بذات علیؑ وحسینؑ نہ تھا۔ اور نہ علم حدیث کوئی طلسمی صندوقچہ تھا کہ نسلاً بعد نسلاً ائمہ اہلبیت کے سینوں میں بطور اسرار ودیعت وامانت رہا ہو ظاہرا اہلسنت کا یہ مطلب معلوم ہوتا ہے کہ علم کوئی موہوبہ شے نہیں بلکہ مکسوبہ ہے جس نے پڑھا پایا۔ جسطرح دیوبند وغیرہ کے طلبا دستار فضیلت باندھکر فارغ التحصیل ہونے کی سند حاصل کرتے ہیں ایسے ہی پناہ بخدا علیؑ وحسنینؑ ودیگر اہلبیت تھے۔ میں کہانتک اُن معاملات کی تصریح وتشریح میں کہ جتنے علمائے اہلسنت کا اہلبیت کے ساتھ اختلاف ثابت ہوتا ہے قلم گھساؤں دوات کا خون ناحق کروں۔ ناظرین کو ملال طول سے فضول غصہ دلاؤں اور پھر بھی کامیابی حاصل نہ کر سکوں۔ مگر خیر گو طول کلام ہے مگر یہ بات انشاءاللہ پورے طور پر واضح کرکے مثل آئینہ دکھا دونگا۔ کہ اہلسنت محض زبانی طور پر دعویٰ ولائے اہلبیت کرکے اسلام میں اپنا رنگ جماتے ہیں۔ ورنہ وہ لوگ اہلبیت رسول سے بالکل جدا محلہ میں سکونت رکھتے ہیں۔ اور شیعہ کو آل پاک کا ہمسایہ ودامن گرفتہ بتاتے ہیں۔ مولوی جہانگیر خانصاحب شکوہ آبادی چودھویں صدی کے رئیس المحققین تذکرۃ الخلفاء کے صفحہ (۱۳۵) پر گوہر ریز ہوئے ہیں۔ کہ ایک رافضی نے کسی عالم اہلسنت سے

کہا کہ حضرت عثمان کی نعش تین روز تک بے گور و کفن دھوپ میں پڑی رہی۔ بڑی اہانت ہوئی۔ عالم نے جواب دیا کہ اول تو یہ بات محض جھوٹ ہے اور اگر سچ بھی ہے تو یہ اہانت شہدائے کربلا کی اہانت سے بدرجہ کم ہے اور صفحہ (۳۲۶) پر لکھتے ہیں کہ اگر بقول صاحب روضۃ الصفا جس نے بنا بر مذہب شیعہ لکھا ہے کہ تین روز تک نعش عثمان بے گور و کفن پڑی رہی اور انکی نعش کو بھیڑیوں اور کتوں نے کھایا۔ اس واقعہ کو صحیح بھی مان لیا جاوے تو معاملات شہدائے کربلا اس سے زیادہ قابل افسوس ہیں۔ ذرا شیعہ اپنے گریبان میں منہ ڈالیں اور ہماری مظلومیت کی داد دیں۔ ہمارے نزدیک کتوں اور بھیڑیوں کی روایت بالکل غلط ہے حضرت عثمان کے عزیزوں اور غلاموں کی موجودگی میں کتوں کی مجال نہ تھی کہ کچھ کر سکتے۔ سنّی عالم نے جو اہانت لاشہائے شہدائے کربلا کا رافضی کو طعنہ دیا۔ اور اسی طعن کو پھر جہانگیر خانصاحب نے کھینچ تانکر شیعہ کو سر در گریبان ہونے کی تنبیہ کی۔ اس گفتگو سے صاف ثابت ہوگیا کہ سنّیوں کو جناب امام حسین علیہ السلام سے کوئی تعلق نہیں۔ اگر وہ جناب سید الشہداء کو اپنا امام جانتے تو سوال آسمان وجواب ریسمان کے مصداق بنکر بیچارے رافضی کو طعنہ نہ دیتے۔ اہل انصاف غور فرماویں غریب رافضی نے کیا عالم سنّی کا منہ نوچا تھا تو ایسا کھٹکتا ہوا جواب دیکر اُسکا اور نیز تمام طرفداران خاندان نبوت کا دل دکھایا۔ اور مولوی جہانگیر خانصاحب کو کیا شیعہ نے کوئی غیر معمولی صدمہ پہنچایا تھا جس سے وہ مظلوم بنکر داد مظلومیت کی طلب میں ہائے ہائے کر رہے ہیں۔ عالم سنی وخان بہادر کا بیان بلا کسی وہم دتا ویل کے نہایت صفائی کے ساتھ ظاہر کر رہا ہے۔ کہ اگر سنیوں کے عثمان کو کتوں نے گھسیٹ کر ایک ٹانگ کا مزہ دار لقمہ بنایا۔ تو شیعوں کے امام حسینؑ کو بھی زمانہ نے خالی از توہین نہیں چھوڑا۔ بعلم حقیر سوائے رنج و افسوس کے آجتک کسی مورخ غیر اسلام نے

واقعۂ کربلا کو ذلّت و اہانت کے ساتھ تعبیر نہ کیا تھا۔ یہ حصّہ بھی گویا قسّام ازل نے حضراتِ اہلسنّت ہی کے لئے ودیعت کیا تھا۔ شاہزادۂ والاتبار عالی وقار اعنی یزید ابنِ معاویہ خلیفہ ششم یا ہفتم نے خاندان نبوی کو تباہ و برباد کیا اور خیر طلبان دہواخواہ شاہزادۂ موصوف نے اُسکو ذلّت کے معنی میں لیکر دوستداران اہلبیت کے قلب صدمہ رسیدہ کو سنانِ طعن سے اور سوراخ دار بنایا۔ جہانگیر خانصاحب نے ایک سچے واقعہ یعنی کتوں کے ٹانگ توڑ لینے سے باین خیال وقیاس انکار کیا ہے کہ حضرت عثمان کے عزیزوں اور غلاموں کی موجودگی میں کتّوں کا یہ حوصلہ نہ تھا کہ خلیفۃ اللہ کی ٹانگ توڑنے میں گستاخی کرتے۔ دوسرا یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ مؤلف روضۃ الصفا شیعہ ہے۔ اُسکے لکھنے سے ہرگز باور نہیں ہوسکتا کہ کتے ایک پیر نوش کر گئے تھے ہر واقعہ عقلاً قابلِ تسلیم ہوتا ہے۔ تاوقتیکہ کوئی امر اُسکا مخالف و نقیض ثابت نہو۔ اگر مولوی جہانگیر خانصاحب یہ بات دکھا دیتے کہ فلاں کتاب کے معائنہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عثمان کا جنازہ اُن کے غلاموں اور عزیزوں نے بڑی دھوم دھام سے اٹھایا تھا اور فلان فلاں اصحابِ بدر و شرکاءِ بیعتِ رضوان و مہاجر و انصار نے اُنکے جنازہ کی نماز پڑھی تھی۔ تو صاحبِ روضۃ الصفا کے بیان پر غور کیا جاتا۔ چونکہ مولوی صاحب نے کوئی ثبوت خلاف روضۃ الصفا دکھا کر اُسکا غلط ہونا ثابت نہیں فرمایا۔ لہذا یہی سمجھا گیا کہ ٹانگ کے متعلق جو مضمون ہے اُسکو وقائع نگار ہونے کی حیثیت سے روضۃ الصفا والے نے صحیح بے کم وکاست لکھا ہے۔ رہا یہ امر کہ مورّخ شیعہ تھا۔ یہ اہلسنّت کا ایک معمولی عذر ہے۔ جسکی ابتدا شاہصاحب و خواجہ نصر اللہ کابلی مؤلفِ کتاب صواقع کی قوّت دماغی سے صورت پذیر ہو کر اہلسنّت کے وظائف میں داخل ہوئی ہے۔ جس کتاب میں کوئی مضمون اپنے خلاف دیکھتے ہیں فوراً انکار یہ

کمربستہ ہوجاتے ہیں کبھی کہتے ہیں کہ یہ شخص در پردہ رافضی تھا کبھی فرما دیتے ہیں کہ ہماری
کتابوں میں چالاکی سے شیعہ نے کچھ غت ربود کردیا ہے ۔ ابھی مولوی محمد احسن صاحب
امروہوی اشتہار آئینۂ حق نما کے اندراجات سے حیران و سر درگریبان ہوکر اپنے اشتہار مسمّی
بجواب با صواب میں تمام کتابوں کی بے اعتباری ظاہر فرما چکے ہیں کتاب مستطاب حدیث لاثانی
میں جو کہ ازجملہ مجلدات عبقات الانوار ہے مؤلف روضۃ الصفا کا سنی ہونا بخوبی ثابت
کیا گیا ہے کہ انشاء اللہ اہلسنت اسکے شیعہ ہونے کا کبھی خواب میں بھی خیال نہ
کریں گے ۔ صاحب روضۃ الصفا مؤرخین متاخرین میں شمار ہوتے ہیں انہوں نے جو کچھ
لکھا ہی پرانے اہل تاریخ کے بیان سے ظاہر کیا ہے ۔ احمد اعثم کوفی نے جو کہ سرآمد متقدمین سے
ہے اور ۲۰۴ ہجری میں اس نے تاریخ اسلام لکھی ہے اس کتاب کے صفحہ (۱۴۲) پر بیان کیا ہی
کہ حضرت عثمان کی نعش مبارک تین روز تک بے گور و کفن پڑی رہی اور مصریوں نے انکو
دفن نہونے دیا ۔ یہانتک کہ ایک پائے مبارک کتوں نے کھا لیا ۔ عجب نہین کہ خانصاحب
احمد اعثم کوفی کو بھی شیعہ کہدیویں ۔ میں حیران ہوں کہ کس کس کو شیعہ کہیں گے یہ لوگ
تو اس الزام سے شیعہ کہے گئے کہ کتوں کی تیز دندانی کو بیان کیا حضرت عائشہ کیا خدا
نخواستہ شیعہ تھین جنہوں نے بروایت معتبرہ مندرجہ حبیب السیر و روضۃ الاحباب وغیرہ
اقتلو نعثلاً قتل اللہ نعثلاً ۔ کہکر لوگوں کو قتل خلیفۂ ثالث پر برانگیختہ کیا تھا ۔ اگر کتوں پر
ٹانگ کاٹنے کا الزام ہے تو محبوبۂ رسولخدا پر ان کے قتل میں رغبت دلانے کا جرم قائم
ہوتا ہے رہا مولوی جہانگیر خانصاحب کا یہ خیال کہ عزیزوں اور غلاموں کی موجودگی میں
ممکن نہیں ہوسکتا کہ کتا ٹانگ توڑلیوے ۔ مولانا صاحب کا یہ خیال ہرگز صحیح نہیں بعض
عزیز دسترخوانی ہوتے ہیں کام میں چھوڑ نوالے حاضر کھانیکے وقت موجود اور کام اور ضرورت

کے وقت دامن جھاڑ کر الگ۔ حضرت عثمان کے سر پر جو کچھ آفت برپا ہو کر معاملہ واقع ہوا وہ سب عزیزوں کی بدولت اگر وہ بنی امیہ کا پیٹ بھرنے کی نیت سے بیت المال کو وقف عیال و سسرال نہ کرتے اور صاحبانِ استحقاق و صحابہ رسول کی تذلیل و تحقیر و کفش کاری میں جسارت و مبادرت نہ فرماتے۔ تو اس بے حرمتی و ذلت و خواری سے قتل ہو کر کتوں سے ٹانگ نہ تڑواتے۔ چونکہ حضرت عثمان بنی امیہ کے سلوک کرنے میں ید طولے رکھتے تھے لہذا حضرات اہلسنت نہایت فخر سے کہتے ہیں کہ خدا نے انکو قرآن میں بانعام صلہ رحمی رحماء بینہم۔ فرمایا ہے میں ایسے عزیزوں کو جیسا کہ یار نانی حضرت عثمان کو انقاقات وقت سے مل گئے تھے نہایت بیوقاری سے دیکھ رہا ہوں ہائے افسوس خلیفہ کئی روز تک اپنے دولتسرا میں قلعہ بند و زیر محاصرہ رہے۔ کھانا پانی تک بند ہوا۔ بالآخر نہایت بے دردی سے قتل ہو کر مزبلہ پر پھینکے گئے اور بعد تین روز کے مقابر یہود میں دفن ہوئے۔ نہ معلوم اسوقت غلاموں اور عزیزوں کی فوج کس مشغلہ میں تھی۔ اہلسنت کے خلیفہ ہشتم جناب مروان جنکی وجہ سے یہ تمام طوفان بے تمیزی برپا ہو کر جہاز خلافت کا تباہ کرنیوالا ہوا تھا نہ معلوم کس کونہ میں چھپے ہوئے بیٹھے تھے۔ حضرت عثمان کے عزیزوں نے تو بعض صحابہ رسول کی مفروری کو بھی دل سے بھلا دیا بھلا وہ بیچارے تو خوفِ جان سے آنحضرت کو میدانِ جنگ میں تنہا چھوڑ کر رو بفرار ہوئے تھے۔ اقربا جناب عثمان کو کیا خوف ہوا تھا کہ شہر میں رہکر گھروں کے دروازے بند کر لئے اور بیچارے خلیفہ کی خبر نہ لی۔ مسماۃ نائلہ زوجہ عثمان ہائے ہائے کیا کی اور کسی کے کان پر جوں تک نہ چلی۔ یہ بھی تو کسی کو خبر نہ ہوئی کہ کون مار گیا۔ کوئی خلیفہ اول کے بیٹے کو کہتا ہے اور کوئی کسی کو۔ آجتک باوصف تحقیقات قاتل مشخص نہیں ہوا۔ پس ایسی حالت میں کوئی عاقل کہہ سکتا ہے کہ عزیزانِ عثمان

کی کثرت کتوں کو ٹانگ توڑنے پر مانع ہوئی ہوگی۔ اگر انہیں کچھ بھی جرأت وحمیت ہوتی
تو مصری بلوائیوں کے مفسدہ کو دفع کرکے خلیفہ کو زدوکوفت سے بچاتے۔ ہائے ہائے
اِسوقت فرطِ تعجب سے میرا کلیجہ کھڑا ہو رہا ہے۔ دل ہے کہ ہاتھوں اوچھل رہا ہے
خلیفہ صاحب کی وہ لمبی اور نورانی ڈاڑھی جسکو بی بی عائشہ صدیقہ نے بلفظ (نعثل)
ایک یہنا ئیٹل یہودی کی ڈاڑھی سے تشبیہ دی تھی۔ کس بے حجابی سے ہلائی گئی اگر بیچارے
عزیزوں کو کچھ دسترس ہوتا۔ تو ڈاڑھی ہی کیوں ہلواتے۔ پس کوئی عاقل خیال
کرسکتا ہے کہ ایسے عزیز کتوں کو ادب ادب کرکے ٹانگ توڑنے سے روک سکتے تھے رہا
خیل غلامان یہ گروہ قدیم سے بحکم (لاخیرفی عبدی) نمک حرام وبیوفا چلا آتا ہے۔ اور
زبان زدِ عام ہے کہ کہیں غلاموں کی فوج سے بھی مہم سر ہوئی ہے۔ میں انشاء اللہ
ایسے عزیز و غلام بھی دکھاؤنگا بلکہ اصحاب کی فہرست بھی دونگا۔ کہ جنہوں نے جاں نثاری
کرکے تاریخ نویسوں کی قلم سے اعلیٰ درجہ کے قیمتی الفاظ حاصل کئے ہیں چونکہ جہانگیر
خانصاحب نے قتلِ عثمان کے مقابلہ میں جناب سید الشہدا علیہ السلام کی شہادت کا
ذکر کیا ہے لہذا میں اُن کے عزیز و اصحاب و غلاموں کا حال بیان کرتا ہوں کتبِ مقاتل
میں وارد ہوا ہے کہ جب روزِ نہم جناب امام حسین علیہ السلام پر لشکر شام نے تنگی کی تو
آپ نے بصد دقت ودشواری ایک شب کی مہلت لیکر اپنے تمام عزیز و انصار کو جمع
کرکے ایک خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ مجھکو اس مہلکہ سے ہرگز نجات نہیں مل سکتی ہے
نانا پہلے خبر دے چکے ہیں۔ جبرئیل محضر شہادت پر دستخط کرا چکے ہیں میں گواہی دیتا ہوں
کہ جیسے میرے تم اصحاب و انصار ہو۔ ایسے سرفروش وجاں نثار نہ نانا صاحب کو ملے
اور نہ والد بزرگوار اور نہ برادر عالیمقدار کو۔ چونکہ جناب امام حسین علیہ السلام نے اپنے

انصار کو صحابۂ رسول و جاں نثارانِ مرتضوی و تابعانِ سبطِ اکبر جناب امام حسن علیہ السلام پر افضل بیان فرمایا ہے۔ بنابران مجھکو یہ خیال پیدا ہوا کہ شاید کسی ناظرِ اوراق کی طبیعت میں یہ خدشہ پیدا ہو کہ امام حسین علیہ السلام نے باپ بھائی کے صحابہ پر تو اپنے رفیقوں کو فوق دیا ہی تھا۔ یہ کیا غضب ہوا کہ نانا کے یاروں پر بھی اُنکی فضیلت بیان کی اصلیت یہ ہے کہ مظلوم کربلا کے انصاروں کی مثل و مانند کسی بزرگوار کے اصحاب نہ تھے کیونکہ ہر ایک صاحب کے یاروں میں موافق اور منافق تھے۔ مگر سبطِ نبی کے ساتھ سارے یار صادق تھے۔ دیکھو رسالتمآب علیہ الصلواۃ والسلام کے بڑے گہرے یار غار حضرت ابوبکر صدیق گنے جاتے ہیں مگر ہاں سوائے رفاقت و صحابیت آنحضرت کے سسرے بھی تھے مگر کسی جنگ میں ثابت قدم نہ رہے۔ ہمیشہ جہادوں سے بھاگا کئے۔ نہ کسی جنگ میں کسی کو مارا اور نہ خود پٹے۔ اُنکی نسبت اسلامی تاریخیں سوائے مضامین مفروریت مرنے مارنے کے حالات سے قطعاً خالی ہیں۔ مقام فکر و تامل ہے جبکہ اُحد میں (قد قتل محمدؐا) کی دھوم مچی تو کیا خلیفہ اوّل کو یہی لازم تھا کہ داماد کی خبر نہ لیں۔ اور جان بچاکر بھاگ کھڑے ہوں دنیا میں سوائے جناب ابوبکر کے کوئی اور بھی دیکھا ہے جس نے اپنی جان کو داماد کی زندگانی سے فائق سمجھا ہو۔ کچھ حضرت ابوبکر ہی پر موقوف نہیں حضرت عمر سے بھی یہی رشتہ تھا۔ وہ بھی بقول خود جنگِ اُحد میں ثابت قدم نہ رہے۔ بلکہ مثل بزِ کوہی پہاڑ کی چوٹیوں پر اُچکتے پھرے۔ افسوس ہے کہ دونو سسروں میں سے ایک بھی میدانِ جنگ میں بھاگنے سے نہ رُکا۔ چونکہ داماد بجائے فرزند ہوتا ہی لہذا حضرت امیرؑ سے یہ نہو سکا کہ حضرت کو تنہا چھوڑ کر مثل سسر صاحبوں کے اپنی جان کا فکر کرتے۔ اِسی واسطے ایک شاعر نے کہا ہے سلہ اُنکی سُسرے کو کیا نسبت ہے داماد پیمبر سے

حضرت عثمان بھی اُسی جلسہ میں شریک تھے۔ وہ بھی داماد کہے جاتے ہیں۔ بلکہ دوہرے اور ڈبل۔ کیونکہ زینب و رقیہ دو صاحبزادیوں کے شوہر ہونے سے ذی النورین مشہور ہیں انکا بھاگنا عجیب شان کا تھا۔ تین روز میں بعد تجسس کسی گھر میں سے برآمد ہوئے تھے۔ اہل نظر خود دیکھ لیویں کہ ایسے اصحابوں پر جناب امام حسین علیہ السلام کا اپنے انصار کو فضیلت دینا کس حد تک جائز تھا۔ صحابہ رسول اور خصوص وہ دو نو مسرے تین دن سے بھوکے پیاسے مثل اصحاب سید الشہدا کے دشت بلا میں نظر بند فوج اشقیا نہ تھے نہایت تعجب دلانیوالی بات ہے کہ تشنہ و گرسنہ لوہے کے دریا میں شناوری کرکے امام حسینؑ کی رفاقت سے ہاتھ نہ اٹھائیں۔ بلکہ اپنی جان دیدیں اور رسولِ پاک کے مددگار حالانکہ آب و غذا سے سیر تھے میدانِ جنگ میں آلاتِ حرب کی گرمی و تابش سے ہم مزاج سیماب ہو کر کافور ہو جائیں۔ ناظرین اصحاب جناب سید الشہدا ہرگز کسی نبی یا وصی کے اصحابوں کے ساتھ مثال نہیں دئے جاسکتے۔ خدا نے وہ خاص بندے اسی واسطے پیدا کئے تھے کہ جنسے صبر و شکر کی شان کو رونق ہو جائے۔ الحق۔ اگر یہ چرخِ گرداں لاکھ بلکہ چرخ ماریگا (نہ ہوویں گے کبھی ایسے بہادر صف شکن پیدا + رہا عالم میں شہرہ تا بہ محشر ان شہیدونکا + اٹھائیں کربلا والوں نے یارو سختیاں کیا کیا + نہ ایسی فوج پھر ہوگی نہ ایسا شاہ ہوویگا نہ ایسے تارے ہوویں گے نہ ایسا ماہ ہوویگا +) ہماری غرض یہ نہیں کہ معاذ اللہ تمام صحابۂ رسول و یارانِ جناب امیر و امام حسنؑ ناقابل تھے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ کل ایسے نہ تھے۔ جیسے کہ جناب سید الشہدا کے ہمراہی تھے امام حسینؑ نے جو اپنے اصحاب سے فرمایا تھا کہ مثلِ تمہارے نہ میرے بھائی کو انصار ملے اور نہ والدِ بزرگوار کو اور نہ ناناصاحب کو اُسکا یہی منشا تھا کہ سب بزرگواروں کے انصار آب سرد و غذائے گرم سے سیر ہو کر

لڑتے تھے اور تم تین روز سے بھوک و پیاس کے صدمے اُٹھا رہے ہو۔ اُنکے انصار لڑائیوں سے بھاگ آتے تھے۔ حکم نہ مانتے تھے۔ دشمنوں سے پیوستہ ہوجاتے تھے اور تمکو کوئی کیسا ہی لالچ دے طمع دکھلائے۔ مگر چونکہ نورِ ایمان سے تمہارے سینے معمور ہیں ممکن نہیں کہ کسی کیادکے مکر آمیز باتوں کا تم پر اثر ہو۔ اے حضراتِ ناظرین ؎

علیؑ کے ساتھ صفین و جمل میں تھے بہت یار	ہر اک کرتا تھا کوتاہی سوائے مالکِ اشتر
حسنؑ کے یار بھی مل مل گئے دشمن سے جا جا کر	ہوئے دُنیا کے لالچ سے امیر شام کے چاکر
شہِ مظلوم کے پر بھوکے پیاسے یار کام آئے	بہت پیغام لیکر مال و زر کا اہلِ شام آئے
جب آیا شمر بہکانے اُنہیں زر راہ کیا دی	وہ بہکاتا تھا کرتے تھے ہدایت اسکو یہ ہادی
کہ اے بندے عمر کے حبِ حیدر میں ہے آزادی	محبت چھوڑ دُنیا کی نہ کر عترت پہ بیدادی
درِ جنت میں داخل ہو جہنم سے نکل غافل	وہ کوثر ہے وہ طوبیٰ ہے ذرا آنکھوں کو مل غافل
خوشی ہوتے تھے ہوتا تھا جو سینہ تیر سے زخمی	حلاوت کرتے تھے حاصل دمِ شمشیر سے زخمی
جو غش آتا تو کرتے عہد تازہ پیر سے زخمی	لپٹتے تھے رکابِ حضرتِ شبیر سے زخمی
بدن سے خون زباں سے کلمۂ توحید جاری تھا	جگر پر زخم کاری تھا لبوں پر شکر جاری تھا
خدا کی یاد میں مصروف تھے اور حامد و شاکر	رہے اُس بھوک میں ثابت رہی اس پیاس میں صابر
محبت آلِ پیغمبر کی تھی ہر بات سے ظاہر	عبادت میں خدا کی رکھے میداں میں ہی حاضر
سبھوں نے تیر ناوک کھائے میدانمیں شجاعت سے	نمازِ عصر مقتل میں پڑھی لیکن جماعت سے

ناظرین ہر چند کہ آپ کو معلوم ہے کہ جسطرح پر آپ کے آقا نے نماز پڑھی تھی۔ مگر بنظر آگاہی عام کچھ اُسکا حال لکھنا مناسب سمجھتا ہوں۔ تاکہ یاورانِ سید الشہدا کی جان نثاری بطور عجیب ظاہر ہو جاوے۔ بروزِ عاشورا وقتِ ظہر لشکرِ شام نہایت شورش

پر تھا کیونکہ سوائے اٹھارہ بنی فاطمہؑ اور بعض انصار کے اور سب اسوقت تک شہید ہو چکے تھے۔ مظلوم کربلا نے اس لشکر شام سے بصد دقت اجازت نماز حاصل کی مگر پورا اطمینان نہ تھا کہ وہ گروہ شقاوت پژوہ باسانی نماز پڑھنے دے۔ لہذا آپ نے بقیہ اعوان و انصار سے اُس نماز کو بطریق خوف اِس طرح ادا کیا کہ ظہیر ابن قین و سعد ابن عبداللہ سے فرمایا کہ تم دونو میرے سامنے کھڑے ہو جاؤ اور جس طرح میں ارکان نماز میں کج و راست ہوں اُسی طرح تم بھی ہوتے رہو تاکہ ہماری اور تم سب کی نماز ادا ہو جاوے یہ سنکر ؎

ظہیر قین اور سعد ابن عبداللہ دیں پرور
ہوئے آگے کھڑے شبیر کے سینہ سپر ہو کر
جماعت سے نماز ظہر جب پڑھنے لگے سرور
لگے چلنے اودھر سے دشمنوں کے وار دونوں پر
جو تیر آگے سے آتا تھا جگر پر روک لیتے تھے
جو تیغ اوپر سے آتی تھی تو سر پر روک لیتے تھے

جو لگتا تیر سینہ پر تو حق کا شکر کرتے تھے
نہ بڑھتے تھے نہ ہلتے تھے نہ گرتے تھے نہ پڑتے تھے
نہ مر جانے کا کچھ غم تھا نہ سر کٹنے سے ڈرتے تھے
نہ بڑھتے تھے نہ ہلتے تھے نہ گرتے تھے نہ پڑتے تھے
کھڑے اپنی جگہہ پر جھومتے تھے شیر سے زخمی
جگر تیروں سے تھا مجروح سر شمشیر سے زخمی

لگا آنے جب اُنکو غش ہوئے اُس دم بہت مضطر
لگے گھبرا کے ہر دم دیکھنے حضرت کو مڑ مڑ کر
تضرع کرتے تھے اللہ سے اے خالق اکبر
نہیں فارغ ہوئے تیری عبادت سے ابھی سرور
الٰہی بیوفائی کی ہماری زندگانی نے
نہیں پھیرا اسلام افسوس ابھی زہرا کے جانی نے

الٰہی تو مدد کر ہم خجل ہوتے ہیں سرور سے
الٰہی سرخرو کر ہمکو تو سبط پیمبر سے
الٰہی مرتے دم رخصت تو ہولیں ابن حیدر سے
الٰہی منہ تو مل لیں اپنے اُس پائے مطہر سے
خداوندا توقف دے کہ اک دم جی سنبھل جائے
قدم تک شاہ کے پہنچے یہ سر پھر دم نکل جائے

یہ کہتے ہی عمر سعد ابن عبداللہ غش کھا کر ــ ظہیر قین تنہا رہ گیا استادہ اس جا پر
ہوئے فارغ نماز ظہر سے جب سبط پیغمبر ــ تو دیکھا مر گیا سعد ابن عبداللہ دین پرور
لہو جاری ہے زخموں سے پڑا ہے خاک پر زخمی ــ جگر زخمی ہے دل زخمی ہے تن زخمی ہے سر زخمی

اللہ اکبر امام حسین علیہ السلام کے اصحاب کا مثل دنیا کی تاریخوں میں نہ ملے گا۔ ناظرین خدارا انصاف کرو ایک یہ انصار تھے جنہوں نے سینہ پر تیر کھائے۔ اور امام کے سامنے سینہ سپر رہے اور وہ بھی اصحاب کہے جاتے ہیں جو مسجد میں نبی کو تنہا چھوڑ کر نیت نماز کو قطع کر کے بازار میں سودا خریدنے چلے جاتے تھے پس جناب امام حسینؑ کا اپنے جمیع اصحاب کو صحابۂ رسول پر فضیلت دینا بوجوہات بالا بیجا نہ تھا۔ قصہ کوتاہ جناب سید الشہدا نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ میں تمکو خوشی رخصت کرتا ہوں اور اپنی بیعت تمہاری گردنوں سے نکالے لیتا ہوں اس اندھیری رات میں تم جہاں جاسکو چلے جاؤ۔ میری موجودگی میں یہ سپاہ تم سے مواخذہ نہ کرے گی۔ اللہ اکبر ابتدائے آفرینش عالم سے اسوقت تک گروہ بنی آدم میں ایسا ذی حوصلہ دیر جگر آدمی نہیں گذرا جیسے کہ جناب امام حسین علیہ السلام تھے غور کیجئے کہ فوج مخالف کی وہ کثرت۔ کربلا کا وہ میدان وحشت خیز و پر آفت اور ایسے وقت میں سپاہ کی رخصت۔ مگر قربان وفاداری انصار سید الشہدا سب متفق ہو کر عرض کیا اے مولا معاذ اللہ روز بد نہ لائے جو ہم آپ سے جدا ہوں ؎

سب یہ چلائے کہ اے لخت دل شبیر خدا ــ ہم کبھی آپ کے قدموں سے نہ ہوویںگے جدا
آپ کی جان پہ یہ سر بھی فدا گھر بھی فدا ــ ہم غلاموں کو نہ پھر وقت یہ ہاتھ آئیگا
ہم کو شرمندہ رسول عربی سے نہ کرو ــ ہمکو محجوب حسنؑ اور علیؑ سے نہ کرو
ہم نہ قدموں سے شہ دین کے جدا ہوویںگے ــ تمکو چھوڑینگے تو مردود خدا ہووینگے

پیاسے مرجائینگے تو حق سے ادا ہو دینگے	جیسے گو آپ کے ہم زیدیوا ہو دین گے
پھر نہ یہ وقت یہ میدان نہ ہاتھ آئے گا	گر پھرے تمسے تو ایمان نہ ہاتھ آئیگا

اے مولا جب تک ہماری جانیں باقی ہیں آپ کی نصرت سے ہاتھ نہ اٹھائیں گے تلوار سنبھالنے کی جسوقت تک طاقت ہے دشمنون کی جان نکالنے میں تیز دستی کریں گے اگر ہمارے پاس کوئی حربہ نہ رہیگا تو ڈھیلے اور پتھر سے آپکے دشمنون کے سر و پا شکستہ کرینگے جب بالکل تھک کر نیم جان ہوجائیں گے۔ زبان سے نفرین کرکے اُنکا دل دکھائیں گے بخدا ہم اپنے ارادہ اور عقیدہ میں ایسے راسخ و مستحکم ہیں کہ اگر یہ معلوم ہو کہ ستر مرتبہ قتل ہو کر بالآخر جلائے جائیں گے اور خاک بالائے ہوا اڑائی جائیگی تب بھی آپ کی نصرت سے کہ عین عبادت ہے ہاتھ نہ اٹھائیں گے حقیقت میں ناصرانِ سید الشہدا نے جو زبان سے کہا تھا اُسکو کر کے دکھا دیا۔ شبِ عاشور کو امام حسین علیہ السلام کے انصارانِ باوفا نے ایک مجلس ترتیب دی جسکے میر اعلے حضرت حبیب ابن مظاہر تھے۔ آپ نے جملہ یاورانِ سید الشہدا سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ اے بھائیو خدائے پاک اپنے کلام مقدس میں ارشاد فرماتا

ولنبلونکم بشئ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات الی آخرہ یعنی

اے مومنوں ہم تمہاری آزمایش کرینگے بھوک اور خوف اور نقصان مال و جان اور خرابی میوہ جات میں پس ممکن ہے کہ ممتحن حقیقی ہر مدات میں ایک دفعہ امتحان لے یا انکے اوقات مختلفہ ہیں۔ یا یہ کہ منجملہ خوف و نقصانِ مال وغیرہ کے کسی ایک مد میں اپنے بندہ کی آزمایش فرمالیوے۔ مگر نہایت شکریہ کا موقع ہے کہ ہم عاجزوں اور بیکسوں کا تمام مدوں میں ایک دفعہ امتحان لیا گیا۔ بھوک کی حالت ظاہر ہے کہ ہمارا ساتھ اس خاندان سے ہے کہ جنہوں نے تین دن روزہ پر روزہ رکھا اور اپنی غذا یتیم و مسکین و اسیر کے حوالہ

کردی۔ خوف کی کیفیت دیکھ رہے ہو کہ اپنے عزیز و یگانہ سے دور ہو کر فوج مقہور میں گھرے ہوئے ہیں۔ ہر دم پیام مرگ پہنچ رہا ہے عباس نے پاسبانی حرم میں شدت ہراس سے اٹھارہ روز ہوئے کہ کمر نہین کھولی اس غضب کی گرمی میں حسین علیہ السلام نے غلبۂ بیم سے خیمۂ حرم کے گرداگرد آگ روشن کر رکھی ہے۔ نقصان اموال و ثمرات جس کا آیۂ مبارکہ میں اشارہ کیا گیا ہے ظاہر ہے۔ زن و فرزند و املاک و باغات و نقد و جنس سب کو چھوڑا اور مظلوم کے ساتھ ہوئے۔ سوائے ازین پرچہ جات امتحان میں پاس کا ذکر نہ تھا مگر تمنے انھین بھی ایسی تعریف کے ساتھ پاس حاصل کیا کہ خود زبان امام سے کہ کم از ارشادِ خدا نہین صحابۂ رسول پر اپنا فائق ہونا سن لیا لیکن کل ہمارا تمھارا امتحان اعلیٰ صیغہ میں ہوگا۔ اور وہ تمام مدّات بھوک پیاس و خوف وغیرہ سے بمرتبہ بڑھا ہوا ہے کہ جسکی کوئی حدِ غایت قایم نہین ہو سکتی۔ اسمین کامیابی ہونی آسان نہین کیونکہ وہ پرچہ جان سے تعلق رکھتا ہے۔ میں تم میں ایک مرد پیر و مسن آدمی گرم و سرد دیدہ ہوں اور تم سب ماشاءاللہ جوان و بچے ہو۔ ڈرتا ہوں کہ کہین اسکی مشکلات سے گھبرا کر سادہ ورق ممتحن کے سامنے پیش کر دو اگر کل میدان مار لیا تو یاد رکھنا سب سے اوّل جو عہدہ ملیگا وہ رسالتمآب کے مصاحب ہو گے فاطمۂ معہ خیلِ حوریان جنان تمہاری پیشوائی کو آئیں گی۔ رضوان حلّۂ جنت لائیگا۔ ساقی کوثر آب کوثر کے چھلکتے ہوئے جام دینگے شراب طہورا کے قرابے دہنے بائیں رکھے ہونگے۔ غلمان پیالیاں بھر بھر کر پلائیں گے دیکھو بھائی صبح دریائے بلا متلاطم ہو کر اہلبیت کی کشتی کو ڈبو دیگا۔ ذرا ثابت قدم رہنا دریائے بلا کی موجوں سے خوف کھا کر جی نہ چھوڑ دینا کیونکہ راہ رضا کے متعلق جو ہے وہ بال سے باریک ہے۔ دریا کی ٹھنڈی ہوا کے سامنے بندِ قبا نکھولنا انکی موجوں کی لہراہٹ پر ترچھی نگاہ سے بھی نظر نہ کرنا۔ زیادہ پیاس سے بے چینی ہو تو اصغر شیر خوار کی تشنگی پیش نظر رکھنا۔ سب سے

پہلے اپنی جانیں نثار کرنا۔ ایسا نہ ہو کہ حضرت کے عزیزوں اور جگر گوشوں کو خدانخواستہ تمہارے
سامنے کوئی صدمہ پہنچے۔ اور فردائے قیامت سیدہؑ کے سامنے ہماری آنکھیں نیچی ہوں۔
پہلے تم سب ایک ایک ہو کر اپنی جان دیدینا۔ تم سب کے پیچھے انشاء اللہ قدم بقدم یہ خستہ
ناتوان بھی پہنچ جائیگا۔ ہمارا تمہارا اسلام حضرت سیدا امامؑ کی جناب میں ایک دفعہ ہوگا۔
ایک طرف جناب عباسؑ اٹھارہ بنی فاطمہؑ کو ساتھ لئے ہوئے مشفقانہ سمجھا رہے تھے کہ
اے میرے پیارو انصار محض خوشنودئی خدا و رسول کی غرض سے ہمارا ساتھ دیتے ہیں ان
لوگوں نے بال بچوں کو چھوڑا وطن سے بیوطن ہوئے۔ زراعت واملاک پر خاک ڈالی اور
ہمارے ساتھ سر بکف ہو لئے۔ ان کا استحقاق انصافاً بدرجہا بڑھا ہوا ہے۔ تمکو لازم ہے
کہ انصار سے پہلے اپنی جانوں کو فدا کردو۔ اور حضرت کی طرف سے اطمینان رکھو۔ جب تک
میں زندہ ہوں انشاء اللہ بھائی کو اس فوج کے حملوں سے بچاؤں گا سایۂ علم سے
حرارتِ آفتاب کو روکوں گا خیمۂ الحرم میں بھی یہی انتظام درپیش تھا۔ ہر بی بی جداجدا
تصدق کے اہتمام میں مصروف تھی قاعدہ ہے کہ نزولِ بلا کے وقت صدقہ سے اُس کی
روک کیجاتی ہے حسین علیہ السلام کے لئے ہر اولاد والی بی بی نے اپنے بچوں کو صدقہ دینے
کیلئے آراستہ کیا تھا جناب امّ کلثوم نے چونکہ لاولد تھیں لہذا اُس سب اپنی بے بسی سے
جو صدمہ اٹھایا بیان نہیں ہوسکتا جناب معظمہؑ اپنے دل میں یہ سوچ سوچ کر گھلی جاتی
تھیں کہ کل صبح تمام بی بیاں اپنا اپنا صدقہ پیش کریں گی۔ اُسوقت میں فرطِ ندامت سے
بے موت مرجاؤں گی۔ یہ دیکھکر جناب عباسؑ نے فرمایا کہ اے بہن آپ گھبرائیں نہیں مجھکو
اپنا فرزند قرار دیکر پیش فرمادیں۔ انشاء اللہ میدان میں پوری جانفشانی کرکے آپ کا
نام روشن کروں گا۔ فقط ؎

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تصویر غالب و مغلوب

سلسلۂ یازدہم

عزیز اور انصار کا حال تو سن لیا لونڈی غلاموں کی بھی وفاداری دیکھو۔ جناب فضہ کنیز فاطمہ علیہ السلام جنکی کنیزی کا شاہان ہفت اقلیم کی بیٹیوں کو فخر ہے جناب زینبؑ کی خدمت سے ایک دم کو جدا نہ ہوئیں قیدخانہ میں ساتھ ساتھ رہیں اور ہر دکھ درد و رنج والم میں پوری وفاداری دکھلائی یہانتک کہ جب یزید نے دوبارہ جناب امام زین العابدین علیہ السلام کو گرفتار کر کے شام میں بلوانا چاہا یہ اسوقت بھی حضرت زینبؑ کے ہمراہ باوصف ضعف پیری و ناتوانی روانۂ شام ناکام ہوئیں اور بالآخر انہیں کی قبر پر پاسبانی کر کے روتی روتی جاں بحق ہوگئیں شیریں آزاد کردہ جناب امام حسین علیہ السلام کو جب یہ معلوم ہوا کہ میری بی بی شاہ زنان جناب شہربانو کا گھر لٹ گیا بچے مارے گئے تاج و تخت اولٹ گیا۔ اس نیزہ کے نیچے کہ جسپر امام حسینؑ کا سر پاک نصب تھا اسقدر چیخی کہ سر و سینہ کو ٹتے کو ٹتے مرگئی ہند زوجۂ یزید نے چونکہ ایک وقت میں اہلبیت کی خدمت کا شرف حاصل کیا تھا امام حسین علیہ السلام کے صدمۂ شہادت سے یہ حال بنا یا کہ تاج و تخت چھوڑ کر سر پھرا ہو گئی۔ جسوقت کہ اسیران اہلبیت یزید کے سامنے پیش کئے گئے اس نے ایک نابینا غلام کو دیکھا کہ قیدیوں کے پیچھے کھڑا ہوا رو رہا ہے یزید نے اسکو سامنے بلا کر پوچھا کہ تو کون ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میں شاہزادہ علی اکبر کا غلام ہوں۔ یزید نے کہا کیا نابینا کیا خدمت کر سکتا ہے۔ شمر نے دست بستہ ہو کر عرض کیا

کہ اے امیر یہ شخص بنیا تھا مگر جسوقت علی اکبر گھوڑے سے گر کر شہید ہوا ابن غلام نے یہانتک اپنے منہ پر طمانچے مارے کہ بالآخر اندھا ہوگیا چونکہ حضرات اہلسنت اہلبیت کے فضائل و مصائب دیکھنے اور سننے سے بوجہ بعض خیالات و قیود مذہبی گریز فرماتے ہیں - لہذا انکو واقعات گذشتہ پر پوری اطلاع نہیں ہیں کہہ سکتا ہوں کہ اگر عزیزان و غلامان و اصحاب و انصارِ حسینؑ کی جانفشانیوں پر مولوی جہانگیر خانصاحب کو اطلاع ہوتی تو وہ ہرگز ایسے عزیزان اور غلاموں کا ذکر زبان پر نہ لاتے جنہوں نے حضرت عثمان کی اعانت میں غلامانہ وفاداری کو جامہ بیوفائی پہنا کر اپنے آقا کی ٹانگ کو کتوں سے توڑوا یا اور مفسدان مصر و محمد ابن ابی بکر سے بیچارہ کی چٹی ڈاڑھی کو نچوایا - ناظرین بھی گھبرا گئے ہونگے کہ عجب اَن تھک اور خشک دماغ سے پالا پڑا ہے کہ جسکا قلم تھمتا ہی نہیں کچھ نہ کچھ بکے چلا جاتا ہے ایک بات شروع کرکے ہزار شاخیں نکالدیتا ہے - کہاں عبداللہ ابن سبا کا قصہ اور کہاں یہ معاملات - میں ناظرینِ خوش آئین سے معافی خواہ ہوکر یہ عرض کرتا ہوں کہ ابھی میری سیری نہیں ہوئی اگر حیات باقی ہے تو انشاءاللہ کئی برس کے پرچوں میں اسکو ختم کیا جائیگا - مگر ضمناً بہت سے مضامین بیان کرکے آپ کا دل خوش کرد ونگا - مگر اسوقت اس تمام طول کلامی کا یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اہلسنت اپنے بڑے بوڑھوں کو شیعیان کرکے خواہ مخواہ انگلی کٹا کر شہیدوں میں داخل ہونا چاہتے ہیں اگر حسب اعتراف شاہصاحب عبداللہ ابن سبا کی پُرمکر و فریب باتوں سے نفرت کرکے پیشینیانِ اہلسنت نے شیعہ اولیٰ و شیعہ مخلصین کے دائرہ میں قدم رکھا تھا تو متاخرین نے بخلاف اُن کے یہ کیا رفتار اختیار کی کہ حضرت امیر کو ناقابلِ انتظام خلافت سمجھکر اُن کے زمانہ کو حسب تصریحات بالا مندرجہ سلسلہ ہشتم منبع فتنہ و فساد جانا اور عداوت مرتضوی کو جو کے دانہ یا مرغی

کے انڈے کی برابر طبیعت میں جگہہ دینا جزو ایمان و علامت سنیت سمجھا اور یزید کو امام ششم
یا ہفتم سمجھکر مومن کامل و قتل حسین علیہ السلام میں بر سر حق اعتقاد فرمایا اور تمام اہلبیت
رسول کو جاہل و ضعیف و لاشے و نامعتبر قرار دیکر قابل اخذ روایات نہ سمجھا۔ اور شہادت
جناب امام حسین علیہ السلام کو باعث توہین کہکر شیعہ کو بایں الفاظ (مولوی جہانگیر
خانصاحب عالم سنّی نے جن سے مرد رافضی نے حضرت عثمان کی ٹانگ کا حال پوچھا
تھا) طعنہ دیا کہ شیعہ اپنے گریبان میں پہلے مونہہ ڈالیں اور پھر نعش عثمان کا ذکر زبان
پر لائیں وغیرہ وغیرہ۔ مولوی جہانگیر خانصاحب کے اس فقرہ نے کہ شیعہ پہلے اپنے گریبان
میں منہ ڈالیں اور ہماری مظلومیت کی داد دیں۔ اُس پردہ کو بالکل اٹھا دیا جسکی
گھونگھٹ میں حضرات اہل سنّت ولائے اہلبیت کی لاف زنی سے گرم زبان ہوتے
ہیں۔ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ ایسے دو شخصوں کی محبت جو کہ باہم ضد و خلاف رکھتے
ہوں ایک قلب میں جمع نہیں ہو سکتی ہمکو زیادہ ثبوت دینے کی اس بات میں ضرورت
معلوم نہیں ہوتی لہذا اس کلیہ کو ایسے ظاہر طریقہ سے ثابت کرتے ہیں کہ جسکو ہر انسان
بشرطیکہ آدمیت رکھتا ہو مان جائے لیجئے دو دوا دویہ متضاد جنمیں قوت مسہلہ و تاثیر قبض
وغیرہ ہووے ایک جلسہ میں کھائے اور پھر کسی طبیعت کو نبض وقارورہ دکھائے
اگر آپ کو حالت اعتدال پر بتا دیوے تو ہمارے کلیہ کو غلط سمجھئے۔ اہل سنّت خاندان
رسالت کے ایسے پکے دشمن ہیں کہ اپنے چچا زاد بھائی خوارج سے دو چار انگشت بڑھے
ہیں۔ اہل خروج ایک نوع سے مرد ثابت ہوتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ علانیۃً دشمنی رکھکر
خلائق کو دھوکہ اور مغالطہ میں نہیں ڈالتے سُنّی صاحب بخلاف خوارج در پردہ عداوت
رکھتے ہیں اور بظاہر شیعہ کے سامنے دبی ادھری زبان سے کہدیتے ہیں کہ عدو لے

اہلبیت جہنمی ہے جیسا کہ شاہ صاحب نے اپنے قدیم بزرگواروں کا شیعہ ہونا تسلیم کیا ہے یزید جیسے بدکار و ناہنجار کی طرفداری میں جو غلطائے اہلسنت نے گرم کلامی کی ہے اسکو میں پہلے دکھا چکا ہوں اب خلیفہ پنجم حضرت معاویہ کے کچھ حالات لکھتا ہوں۔ سُنّی صاحبان لوگوں کو دھوکا دینے کی غرض سے کہدیا کرتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام وحاکم شام میں کوئی عداوت نہ تھی بلکہ حضرت معاویہ کو ایک دھوکا ہو گیا تھا جس سے اُنکو حضرت علیؑ کے ساتھ جنگ کرنے کا موقعہ پیش آگیا اور وہ مغالطہ یہ تھا کہ ایک روز حضرت علیؑ نے معاویہ صاحب سے کہا کہ میاں معاویہ تم حضرت کے پاس اکثر جاتے آتے رہتے ہو بھلا اسکا تو پتہ چلاؤ کہ بعد آنحضرت متمکن سریر خلافت کون ہوگا۔ یہ سنکر حضرت معاویہ رسولخدا کی خدمت میں گئے اور ادھر اُدھر کا ذکر چھیڑ کر پوچھنے لگے کہ حضرت یہ تو بتایئے آپکے بعد تخت خلافت پر کون شخص جلوہ افروز ہوگا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ ابوبکر صدیق اور عمر فاروق اور عثمان ذی النورین معاویہ نے پوچھا پھر کون ہوگا آپ نے جواب دیا کہ پوچھنے والا۔ اس چیستان کا اہل سنت یہ حل بتاتے ہین کہ اصل دریافت کرنیوالے چونکہ جناب مرتضوی تھے لہذا پوچھنے والے سے آنحضرت کا یہی مقصد تھا کہ آپکے واسطے سے جس نے اس گرہ کا کھولنا چاہا ہے وہی چوتھے درجہ پر خلیفہ ہوگا۔ حضرت معاویہ اپنی سادگی سے یہ سمجھ گئے کہ اسوقت تو پوچھنے والا میں ہوں پس حضرت کا یہی منشاء ہے کہ اُن تینوں مین ایک چوتھے تم بھی ہو واقع مین حضرت معاویہ کی سمجھ قابل داد ہے مگر سب سے زیادہ تعجب لانے والی یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جن جن اہل سنت نے آنحضرتؐ کے ارشاد سے بلا اظہار اسمیت چوتھے درجہ پر حضرت علیؑ کا خلیفہ ہونا سمجھا ہے وہ فہم و فراست مین حضرت معاویہ پر فوق لیگئے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ احادیث بنانے میں تو اہلسنت ایسا

مادہ اور ملکہ اور طبیعت موزوں رکھتے ہیں۔ جیسا امریکہ و جرمن والے کلوں اور پیچوں اور بندوقوں کے بنانے میں۔ خدا درجات عالی کرکے جناب ابوہریرہ کا حشر پیشوایان اہلسنت کے ساتھ کرے جو کہ حدیث بنانے کو اُلٹے ہاتھ کا کھیل سمجھتے تھے۔ اِدھر کوئی ضرورت پیش ہوئی اور اُدھر حضرت ابوہریرہ نے اپنی زنبیل سے اچھی خاصی گھڑی گھڑائی نبی بنائی حدیث نکال کر رکھدی۔ مشہور ہے کہ مکہ میں ایک مرتبہ سمے عکہ کنجڑے کی پیاز بکنے سے رہ گئی اس نے حضرت ابوہریرہ کے پیر آپکڑے کہ حضرت میں تو مارا گیا مدتوں کا نفع پیاز لے بیٹھی خدارا کوئی مضمون بناکر اسے بکوا سیٹے ورنہ میرا دیوالہ نکلا چاہتا ہے آپنے فرمایا کہ یاروں کا حق دلوا ؤں تک اگر چھلکا باقی رہے تو ہمارا ذمہ۔ اس نے مٹھی گرم کردی۔ آپنے دیوار کعبہ پر کھڑے ہوکر کہدیا کہ (سمعت عن رسول اللہ من اکل بصل عکۃ فی مکۃ وجبت لہ الجنۃ) یعنی ایہا الناس میں نے سنا ہے رسولخدا سے کہ آپنے فرمایا جس نے عکہ کی پیاز مکہ میں کھائی اسپر جنت واجب ہوگئی اس زمانہ کے ذی عقل آدمی سننے والے اور ابوہریرہ سا سچا راوی اب کیا تھا عکہ کے گھر کے ٹو تک اوڑ گئے۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ کو یہ سنکر بڑا طیش آیا۔ کہلا بھیجا کہ موئے ڈمے گئے گردن کٹے افترا پرداز کیوں طوفان بندیاں کرتا ہے حضرت نے یہ کب فرمایا تھا۔ اس نے کہا بی بی صاحب سے میرا دست بستہ سلام عرض کرکے کہنا کہ حضور کو یاد نہیں رہا آپکے والد ماجد کی خلافت کیواسطے جب آنحضرت نے ارشاد فرمایا تھا اسی جلسہ میں یہ حدیث بھی بیان ہوئی تھی۔ یہ پتے کی بات سنکر بی صاحب ہنس کے چپکی ہورہیں۔ اگر کتب احادیث اہلسنت کی پڑتال کرکے راویوں کی فہرست چھانٹی جائے تو غالباً نقل روایات میں حضرت ابوہریرہ سب سے بڑھے رہیں گے۔ جناب مولانا و مقتدانا مولوی حامد حسین صاحب اعلی اللہ مقامہ نے ایک کتاب مسمی بہ شوارق النصوص لکھی ہے جسمیں ثابت کردیا گیا ہے کہ خلفاء ثلاثہ

کے فضائل میں جسقدر احادیث بطریق سنیہ وارد ہوئی ہیں وہ سب بنی امیہ بنی عباس
کے زمانہ میں قیمتاً تیار ہوئی ہیں۔ دیا حضرت ابوہریرہ نے بی بی عائشہ کی خوشنودی سے
جودت طبعی کو دخل دیا ہے۔ الحاصل گو کہ اہلسنت زبانی محبت اہلبیت کا دعویٰ کرتے ہیں
مگر کسی طرح اسمیں سچے نہیں کیونکہ دشمنان خاندان نبوت سے انتہا درجہ کا میل جول
دربط وضبط رکھتے ہیں۔ دیکھیے حضرت معاویہ جنکا ذکر میں نے شروع کیا ہے جناب
مرتضوی کے کیسے دشمن جانی تھے ابرابر لوگوں سے علانیہ لعن کراتے تھے اور خود بھی
کرتے تھے۔ عاملوں کے نام تاکیدی پروانے جاری ہوتے تھے کہ کوئی شخص علیؑ کی فضیلت
بیان نہ کرے بلکہ جہانتک ہوسکے اُنکی رزالت وتنقیص مرتبت شایع کرکے لوگوں کی
طبیعت کو اُن کی محبت دپیوستگی سے ہٹایا جاوے جسکو علیؑ کا دوست دیکھو گھر جلا دُ
قتل کرو مال لوٹو ہر طرح کی ذلت وتکلیف دو۔ ہرچند کہ اُنکی تمام حرکات ناشایستہ کا جنکو
اہلبیت کے مقابلہ میں برتا گیا ہے احصا کرنا میرے حد امکان سے باہر ہے۔ مگر بطور نمونہ
چند روایات پیش کرتا ہوں۔ جلد اوّل تاریخ ابوالفدا کے صفحہ (۲۱۲) پر لکھا ہے

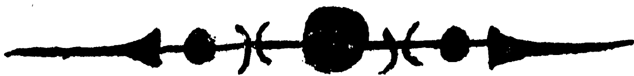
کان خلفا بنی امیہ یسبون علیا من سنتہ احدی واربعین وہی السنتہ التی خلع الحسن فیہا
نفسہ من الخلافتہ الی اوّل سنتہ تسع وتسعین آخر ایام سلیمان ابن عبدالملک فلمّا ولی عمرا
بطل ذالک وکتب الی نوابہ بابطالہ ولمّا خطب یوم الجمعتہ ابدل السب

خلاصہ کلام یہ ہے کہ بحکم خلفاء بنی امیہ از ابتدائے ۴۱ھ ہجری لغایت ۹۹ھ ہجری علانیہ ممبروں پر
حضرت علیؑ کو لعنت کیا جاتا تھا اور جمعہ کے خطبوں میں بھی لعن کیا جاتا تھا ۹۹ھ ہجری
میں عمر ابن عبدالعزیز نے اسکو موقوف کیا۔ پھر اسی تاریخ کے صفحہ (۱۹۶) پر لکھا ہے (وکان

معاویتہ وعمالہ یدعون لعثمان فی الخطبتہ یوم الجمعتہ ویسبون علیا ولما کان المغیرۃ متولی

الکوفتہ کان یفعل ذالک طاعتہ لمعاویتہ وکان یقوم حجر وجماعتہ معیہ فیردون علیہ سبّہ لعلی فلما ولی زیاد دعی لعثمان وسبّ علیاً) جمعہ کے خطبوں میں معاویہ اور اُن کے عامل حضرت عثمان کے لئے دعا مغفرت کرتے تھے۔ اور علیؑ کو سبّ یعنی لعنت کیا کرتے تھے۔ ایسے ہی مغیرہ گورنر کوفہ معاویہ کا دل خوش کرنے کیلئے ایک جماعت کثیر کے ساتھ ہر جمعہ کو کیا کرتا تھا۔ جبکہ بعد مغیرہ زیاد حاکم کوفہ ہوا اُس نے بھی وہ ہی عمل شروع کر دیا جسکو بغرض خوشنودی معاویہ مغیرہ کرتا تھا۔ تاریخ ابوالفدا اہلسنّت کے نزدیک نہایت سچی تاریخ ہے جس سے حضرت معاویہ کا ارتباط جناب علی علیہ السلام کے ساتھ دکھایا گیا مگر بخیال اطمینان حضرات اہلسنّت صحاح کی بھی ایک روایت پیش کیجاتی ہے۔ تاکہ کسی کو مجال دم زدن باقی نہ رہے صحیح مسلم کی جلد دوم صفحہ (۲۷۸) پر لکھا ہے (عن عامر بن سعد بن ابی وقاص عن ابیہ قال امر معاویتہ بن ابی سفیان سعد افقال ما منعک تسبّ اباتراب) سعد ابن ابی وقاص سے معاویہ نے دریافت کیا کہ آپ کیلئے کونسا امر مانع ہے جو علیؑ پر لعنت نہیں کرتے اس مسلم والی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ خود بھی کرتے تھے اور لوگوں سے بھی لعنت کراتے تھے اور جو شخص اُنکے کہنے کے بموجب کرنے میں کراہت کرتا تھا اُن سے تعجباً پوچھتے تھے کہ آخر فرمائیے تو سہی آپ کو کون امر مانع ہے جو لعنت کرتے نہیں۔ سوائے ازیں ابوالحسن علی بن محمد ابن یوسف مداینی سے کتاب لاحداث میں بزبان عربی ایک طولانی روایت ہے جسکا ماحصل اردو میں بیان کیا جاتا ہے جبکہ بعد مستوفی ہونے امام حسن علیہ السلام کے معاویہ خلیفہ مقرر ہوا اور اہل اسلام نے اُسکی خلافت پر اتفاق کیا تو اس نے اپنے عاملوں کو لکھا کہ اہلبیت کی تعریف کرنے والوں کو فضائل بیان کرنے سے روکو اور بجائے اُسکے لعن و تبرا کو تعلیم دو پس خطیبوں نے ممبر پر چڑھکر بخوشنودی معاویہ علانیہ تبرا کرنا شروع کر دیا وہ وقت

شیعیان علیؑ کے لئے نہایت ناموافق تھا۔ زیاد بن سمیہ جو کہ حضرت امیر کی رفاقت میں رہا تھا اسکو بصد جبر و تعدّی پتھر کے نیچے دبا کر مار ڈالا۔ اور دست و پا قطع کر کے بہ ہزار شدائد و عقوبت درخت میں لٹکا دیا اسوقت کوئی آدمی ایسا نہ تھا جو ظاہر طور پر شیعہ ہونیکا نام لیتا ہو۔ معاویہ نے اپنے عہدہ داروں کو یہ تاکید بھی کر دی تھی کہ بوترابیوں کو سررشتہ سے نکالدو اور آیندہ ہماری قلمرو میں کسی کو نوکری ندو شیعیان علیؑ کے گھر کھود کر بالکل نیست و نابود کر دو اسوقت کوئی شیعہ اپنے دوست سے بظاہر ملاقات نہ کر سکتا تھا جسکو انتہا درجہ کا محب سمجھا جاتا تھا اُس سے مخفی طور پر راتوں کو ملتے تھے۔ یہانتک جبر معاویہ سے لوگ خائف ہو گئے تھے کہ لونڈی غلاموں سے دست بستہ مستدعی ہوتے تھے کہ خدا را ہمارا راز کسی دشمن پر افشا نہ کرنا ورنہ ابھی پکڑے جائیں گے ۵۷ھ میں جو باغی لوگوں سے خیرخواہانِ سرکار کو خوف تھا اُس سے کچھ بڑھا ہوا جناب معاویہ کے عہد میں شیعوں کو اضطراب ہو رہا تھا۔ بعد وفاتِ امام حسن علیہ السلام شیعہ بالکل بے والی و وارث بنگئے تباہ و پریشان ہو کر اطراف عالم میں آوارہ و منتشر ہو گئے۔ اسی عرصہ میں امام حسین علیہ السلام کی شہادت ہوئی اور مروانیوں کا ستارہ چمکا۔ عبدالملک جسکو اہلسنّت آٹھواں یا نواں خلیفہ منجملہ خلفاء دوازدہ گانہ کے بتلاتے ہیں کچھ ایسی سفاکی سے زیب دہ تختِ خلافت ہوا۔ کہ معاویہ و یزید کو بھی شیعہ پر تعدّی کرنے میں طاق پر بٹھا دیا۔ اُس وقت مین علامتِ تقوٰی و طہارت بغضِ علیؑ قرار دی گئی تھی۔ فقط +



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تصویر غالب و مغلوب

سلسلۂ دوازدہم

چونکہ حسب تصریح بالا معاویہ ومروان وعبدالملک وغیرہ کے زمانہ میں اعلیٰ درجہ کا متقی وپرہیزگار وہی گنا جاتا تھا جسکو بغض وعداوتِ مرتضوی میں کمالیت حاصل ہوتی تھی۔ محبت وعداوت امورِ قلبیہ سے ہیں اُسکا اظہار سوائے مقلب القلوب کے عامۃ الناس پر حرکات وافعال سے ہوسکتا ہے۔ معاویہ وغیرہ کے زمانہ میں چونکہ علی الاعلان بندگانِ مرتضوی کی خدمت میں گستاخی کیجاتی تھی لہذا اُسوقت عابدترین وہی خیال کیاجاتا ہوگا جسکو حضرت امیر پر سبّ وشتم کرنے میں پوری بے حجابی ومطلق العنانی ہوگی۔ اس زمانہ میں چونکہ مروانیہ وعبّاسیہ کو تسلّط نہین۔ اور اِس وجہ سے اہلسنّت جو کے دانہ یا مرغی کے انڈے کی برابر مخفی طور پر باتباعِ سنّتِ معاویہ ویزید خاندانِ نبوّت سے عناد رکھنا از جملۂ ضروریاتِ دین سمجھتے ہیں۔ لہذا اب مشکل ہوگئی ہے کہ اُنمیں سے زیادہ تر متقی کسکو سمجھا جائے اُن کی ایک علامتِ آشکارو ظاہر تر بیان کیجاتی ہے جس کی معمول سے زیادہ نیچی داڑھی اونچا پاجامہ ہاتھ میں کاٹھ کی تسبیح یا ہو یا حق یا پیر دستگیر زبان پر جاری دیکھیں فوراً بلاتکلف سمجھ لیویں کہ یہ شخص مرغی کے انڈے کی برابر خاندان نبوّت سے عناد رکھنے والوں میں سے بلکہ بڑا پکا اشد الناس معاویہ شاہی عبدالملک وغیرہ کے زمانہ کا پورا متقی ہے۔ حضرت علویہ کے یہ جملہ حالاتِ متذکرہ بالا متقدّمینِ اہلِ سنت کے بیان کئے ہوئے میں نے عرض کئے ہیں۔ شاید بوجہ حسنِ ظن بعض سنیّوں کو یہ خیال پیدا ہو کہ ایسے کیا بالکل ہی پتھر پڑ گئے

تھے کہ حضرت معاویہ جناب امیرؑ کو لعن کیا کرتے تھے اور موالیانِ اہلبیت کے قتل پر ہر وقت تلوار میان سے باہر نکلے رہتی تھی اور دوستدارانِ خاندانِ نبوّت کی موقوفی کے احکام عالموں کے نام جاری ہوگئے تھے۔ اُن کے اطمینانِ خاطر کے لئے عرض کرتا ہوں کہ اب دیکھ لو ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے جہاں جہاں ان لوگوں کی ریاستیں اور حکومتیں ہیں جو کہ معاویہ و یزید و مروان و عبدالملک وغیرہ کو خلیفۃ اللہ جانتے ہیں شیعیانِ علیؑ کو نوکر نہیں رکھتے۔ ٹونک بھوپال چیتاری وغیرہ میں اگر جاکر تلاش کرو تو ایک شخص بھی ایسا نہ ملے گا جو کہ جناب مرتضوی کو خلیفۂ بلا فصل جانتا ہو متقدمین کے اقوال سے تو حضرت معاویہ کا پورا حال میں بیان کر چکا اب متاخرین کے ترانے بھی سن لو۔ ملک اودہ ضلع لکھنؤ میں ایک قصبہ کاکوری ہے وہ خطہ باعتبارِ مقدرت و مردم خیزی ہندوستان میں خاص گنا جاتا ہے اُس قصبۂ مبارک میں مولوی مسیح الدین صاحب بڑے مشہورِ عالم گذرے ہیں انہوں نے ایک کتاب مسمیٰ بہ تاریخ الخلفا تصنیف فرمائی ہے۔ چونکہ مولوی صاحب ممدوح نے خلفا کے حالات زیبِ قلم فرمائے ہیں لہذا اپنے پیر و مرشد خلیفۂ پنجم یا ششم حضرت معاویہ کے حالات بہ نظرِ خیر و برکت اُس کتاب کے صفحہ (۳۵) پر بہ این عبارت لکھے ہیں +

(نقل عبارت جناب مولوی مسیح الدین صاحب مندرجہ صفحہ (۳۵) کتاب تاریخ الخلفا)

ہمارا عقیدہ بہ تقلید اکثر علما اہلسنت کے یہ ہے کہ جب حضرت سبطِ اکبر حسنؑ مجتبیٰ رضی اللہ عنہ وسلام اللہ علیہ نے بعد استقرارِ خلافت کے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور کسی حرکتِ بدقابلِ انکار کا اُن سے صادر ہونا بروایتِ صحیح متواتر یا مشہور ثابت نہیں ہے۔ الا دو امر ایک بعد وفات سبطِ اکبر علیہ السلام کے یزید کا اپنی حالتِ حیات میں ولیعہد مقرر کرنا باوصف اسکی ابتدا کے معاصی میں۔ تو ممکن ہے کہ وہ اُنکی حیات میں

معاصی کا مرتکب ہو یا محبت فرزندی نے اُس کے عیوب سے نابینا کر دیا ہو۔ اور دوسرے امر کے ذکر کو ہرگز جی نہیں چاہتا۔ مگر منصب وقائع نگاری جو اختیار کیا ہے۔ اُس نے اِس کے ذکر پر مجبور کیا ہے۔ یعنی یہ معاوضے اور بدلے میں جو سبّ و لعن کی خطبوں میں غیر مستحقین پر یعنی (علی علیہ السلام پر اور اولاد علی علیہ السلام پر) انہوں نے راہ نکالی جو طریقہ سارے خلفائے بنی امیہ میں عمر ابن عبد العزیز رحمۃ اللہ کے وقت تک جاری رہا۔ البتہ نہایت قابلِ نفرت و انکار ہے اور ہمکو یقین ہے کہ وہ اپنے دل میں خوب سمجھتے تھے کہ یہ مضمون حدیث شریف کے سبّ اور لعن غیر مستحق پر خود سالب اور لاعن پر پلٹ آتی ہے۔ باوصف اس کے شدتِ طبع اور سلطنت اور مصلحتِ عظمیٰ اُسکے جو ان کے دل میں تھی۔ اُس نے اس ظاہری غیر قلبی سبّ و لعن کے عیب سے اُنکو اندھا کر دیا تھا۔ یعنی اُنکی سمجھ یہ تھی کہ اگر وہ عوض نہ لے سکے تو اُن کے معاون و انصار مبادا یہ سمجھیں کہ وہ مستحق سبّ و لعن کے ہیں بخلاف طرف ثانی کے تو سلطنت اور حکومت میں فتور واقع ہوگا) اب ہمکو یہاں سخت تعجب ہے کہ جناب امیر المومنین اسد اللہ الغالب علیؑ ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ نے کیوں سبّ و لعن اعدا و مخالفین پر فرمائی انتہی کلامہ مولوی صاحب موصوف حضرت معاویہ کو خلیفہ برحق و جائز الاطاعت سمجھکر اِس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ معاویہ میں کوئی نقص و عیب نہ تھا جسکو قابل انکار سمجھا جائے۔ کیونکہ روایاتِ صحیح و متواتر سے کسی عیب کا اُن کی ذات سے صادر ہونا سوائے دو امروں کے ثابت نہیں ہوا کہ وہ دو امر جنکو فرد بد رات میں مولوی مسیح الدین صاحب نے درج فرما کر اپنے حسنِ ظن سے اُنکی اصلاح فرمائی ہے روایاتِ صحیحہ و متواترہ سے ثابت ہیں اور جو بات کہ اس طریقہ سے پایۂ ثبوت کو پہنچ جائے اُسپر کبھی کسی شخص کو انکار کرنے کا موقع نہیں ملسکتا۔ پس اہلسنت کو یقین کر لینا چاہئے کہ حضرت معاویہ

کی حرکاتِ ناشایستہ بروایاتِ صحیحہ و متواترہ حسب اقرار مولوی مسیح الدین ثابت و متحقق ہو چکے ہیں اور وہ ایسے مکروہ و نفرت انگیز ہیں کہ جن کے بیان کرنے کو مولوی صاحب کا دل گوارا نہ کرتا تھا۔ اگر وہ باقرارِ خود پابند سلسلۂ وقائع نگاری نہوتے تو غالباً ان معاملات کا ذکر نہ کرتے۔ مجھکو نہایت تعجب ہے در حالیکہ حسب اقرار مولوی صاحب ممدوح حضرت معاویہ کی ذات سے دو امر ایسے مکروہ واقع ہو چکے تھے کہ جن سے وہ اُن کا اندھا ہونا بالفاظِ روشن بیان فرماتے ہیں تو پھر اُن کو رضی اللہ عنہ اور خلیفۂ جائز کیوں لکھا اور اسپر بھی اکتفا نہ فرماکر یہ ترقی دی کہ اُن میں سوائے دو امروں کے اور کوئی عیب و نقص قابلِ انکار نہ تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب کی تحقیقات میں حضرتِ معاویہ سرتاسر حسن تھے۔ مگر دو عیبوں نے اس خوبصورت تصویر کو بدنما اور میلا کردیا تھا۔ شاہصاحب نے بھی تحفہ میں لکھا ہے۔ کہ معاویہ سے ایسے قبیح افعال سرزد ہوئے ہیں جس سے اُسکا ملعون ہونا لازم آتا ہے۔ مگر چونکہ وہ مرد مسلمان تھا لہذا ہم من حیث الایمان اسپر لعن نہیں کر سکتے۔ باعتبار کردار البتہ وہ سزا وارِ لعن تھا۔ لیکن یہ لعنت اُس فعل پر ہے جسکو معاویہ کرتا تھا نہ کہ خود ذاتِ معاویہ پر جو کہ اُسکا فاعل تھا۔ باتباعِ شاہصاحب سیاقِ کلام اس طرح ہوگا کہ بر ظلم لعنت نہ یہ کہ بر ظالم لعنت۔ بر غصب لعنت نہ کہ بر غاصب لعنت۔ بر قتل لعنت نہ کہ بر قاتل لعنت۔ بر افعال و کردارِ معاویہ لعنت نہ بر ذات و وجود معاویہ لعنت حقیقت میں بعض عادات تو اہلسنت کے خلیفۂ پنجم کی ایسی ہی تھیں جن کے سننے اور دیکھنے سے خواہ مخواہ طبیعت کو ایک جوش آہی جاتا ہے شیعہ تو بجائے خود رہے اُن کا جوشِ طبیعت تو ایسا اُبال کھاتا ہے کہ روکے سے رک نہیں سکتا کہیں سے کہیں پہنچکر بڑے بڑے جہازوں کو ڈبو دیتا ہے۔ لیکن میں

کہہ سکتا ہوں کہ حق طلب سنیوں کی طبیعت بھی مولوی مسیح الدین وغیرہ کے اس اقرار کو دیکھکر کہ معاویہ نے (علیؓ واولادِ علی پر لعن کرنے کی راہ نکالی جسکو عمر ابن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے موقوف کیا) ضرور کچھ نہ کچھ طغیانی پاکر اور نہیں تو حضرتِ معاویہ کی چھوٹی سی نامضبوط کہنہ شکستہ کشتی کے چکر دینے پر موج زن ہوجائیگی بھلا مولوی مسیح الدین نے تو یہ سمجھکر اپنی طبیعت کے جوش کو روکا کہ حضرت معاویہ اس خیال سے (علیؓ واولادِ علی پر) بطور پیش بندی لعن کرنے لگے تھے کہ سلطنت وحکومت میں فتور واقع نہ ہو اور اُن کے معاون وانصار انکو ناقابل وغیر مستحق نہ سمجھیں مولوی صاحب ممدوح نے حضرت معاویہ کے لعن وطعن کرنے میں اپنے مریدوں کی اطمینانِ خاطر کیلئے ایک شرعی بہانہ طبیعت پر زور دیکر نکالا ہے جس سے اہلسنت کو یہ خیال کرنے کا حیلہ مل جائے کہ امیر معاویہ چار تھے اگر علیؓ وحسینؑ پر افتتاح باب سبّ وشتم نہ کرتے تو ملک سے ہاتھ دھو بیٹھتے یا اعوان وانصار مشتبہ ہوکر انکو غیر مستحق سمجھنے لگتے۔ سبحان اللہ۔ علیؓ واولادِ علی پر لعن کرنے کا کیا اچھا بہانہ تجویز کیا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت معاویہ کا وہ فعل چونکہ بضرورتِ شدیدہ تھا لہٰذا بحکم آنکہ مگر ضرورت بود روا باشد (والضرورات و تبیح المحذورات) جائز ہوگیا۔ کیوں میاں چودھویں صدی کے حق طلب وپاکیزہ منش سنیو سچ کہنا۔ حضرت علیؓ واولادِ علیؑ پر جناب معاویہ صاحب کے لعن کرنے سے کچھ تمہاری طبیعت میں بھی گدگداہٹ پیدا ہوا یا مثل مولوی مسیح الدین تم بھی اسکو مصالح ملکی واعوان وانصار کے دل نہادی پر محمول کرکے جائز جانتے ہو۔ بھلا یہ تو بتادو کہ تمہارے نزدیک علیؓ وحسینؑ جنپر آپ کے حضرت معاویہ لعن کیا کرتے تھے دراصل قابلِ لعنت تھے یا نہیں۔ ضرور ہے کہ آپ صاحب توبہ کرکے کانوں پر ہاتھ رکھکر بدل خواستہ وناخواستہ دنیاوی شرم ولحاظ سے یہ کہیں گے کہ استغفر اللہ علیؓ واولادِ علیؑ کی طرف تیز نگاہ کرکے دیکھنا کشاں کشاں جہنم میں لیجانے والا ہے۔ چہ جائیکہ سبّ وشتم کرنا

تب شاید مجھکو یہ عرض کرنے کا موقع مل جائے کہ مولوی مسیح الدین عبارتِ صدر میں یہ الفاظ لکھتے ہیں (کہ ہمکو یقین ہے کہ وہ دل میں خوب سمجھتے تھے کہ بموجب حدیث شریف کے سبّ اور لعن غیر مستحق پر خود سائب اور لاعن پر پلٹ آتی ہے) پس حضرت معاویہ جو علیؑ و اولادِ علیؑ پر لعن کرتے تھے وہ گولی نشانہ سے اوچٹ کر پلٹا کھا کے انہیں کے لگتی تھی - اب فرمایئے کہ آسمانی بندوقوں کی گولیوں سے حضرت معاویہ اور ان کے تمام طرفدار سینہ فگار ہوتے تھے یا نہیں اور اس جرم نمایاں کی پاداش میں وہ قابلِ لعن تھے یا کیا - بس اب چیں بہ جبین ہو کر پہلو نہ بدلئے کسمسائیے نہیں سیدھی بات ہے اس کے جواب میں کچھ ہاں ہوں کر دیجئے خیر آپ کچھ فیصلہ نہ کریں مگر اتنی تکلیف گوارہ کر کے لب تو ہلا دیں کہ بھائی شیعو تمکو درباب معاویہ ہم آزادانہ اختیارات دیتے ہیں علیؑ و اولادِ علیؑ پر لعن کرنے کے جرم میں جو چاہو اس شخص کے ساتھ زبانی عملدرآمد کرو - ہم آپ سے یہ اقرار کرتے ہیں کہ تمہارے پیارے خلیفہ پنجم کو وہی باتیں سنائیں گے جو کہ وہ علیؑ و اولادِ علیؑ کو بقول مسیح الدین وغیرہ سنایا کرتے تھے - مگر مجھکو یقین نہیں ہے کہ اس بڑے پھاٹک کے توڑنے کی آپ صاحب دل سے اجازت دیں - کیونکہ حسب قول صاحبِ حدّ تحقیق معاویہ سنّیوں کا چور پہرا ہے جہاں یہ ٹوٹا پھر کیا تھا علیؑ علیؑ کہتے ہوئے شیعہ قلعہ میں گھس آئیں گے - کسی کی ٹانگ توڑیں گے کسی کا سر پھوڑیں گے - حصارِ قموص یعنی قلعہ خیبر میں جو علیؑ نے کیا تھا وہی یہ کر دکھائیں گے - بانیانِ ملتِ سنیہ نے بڑی مضبوطی سے اس سپاہی کو دروازہ پر اڑایا ہے اور خود دور دور سے پہرہ بندی کی ہے وہ برابر کمربستہ رہکر رات دن نگرانی کرتے رہتے ہیں - اور ڈرتے ہیں کہ اگر کہیں خدانخواستہ یہ جوان مارا گیا تو پھر

شامیوں کی خیر نہیں۔ شیعہ قلعہ میں گھسکر یہانتک سیفِ زبان چلائیں گے کہ بیگمات تک کے پرقچے اُڑا دیں گے۔ سچ بھی تو ہے جب حضرت معاویہ گرفتار ہوکر باجازتِ سنیان ہماری حراست میں آگئے تو پھر آگے کیا رہا۔ واللہ بڑا صاف میدان ہے ہمارے لشکر کا ادنیٰ پیادہ بڑے بڑے خود سروں کو کھینچ لائے گا۔ محمود غزنوی نے ہندوستان پر چند حملے کئے اور ہر مرتبہ کامیابی کے ساتھ واپس ہوا۔ مگر جب کابل وغزنی سے تسخیرِ ہند کا ارادہ کرتا تھا کہدیتا تھا کہ بھائیو اگر میں پشاور پہنچ گیا تو دہلی وکانپور وقنوج وحیدرآباد دکن پہنچنا لڑکوں کا کھیل ہے۔ ایسے ہی ہم اگر برضامندیٔ اہلسنت معاویہ پر قابو پا گئے پھر دیگر دشمنانِ اہلبیت کو پکڑ کر قلعہ بند کر لینا کتنی بڑی بات ہے۔ کیونکہ وہ لوگ قانونِ ظلم وستم کے بنانے والے تھے اور معاویہ اسکا رائج وشائع کرنے والا تھا۔ اس امر کے ثبوت میں کہ اصل بانی مبانی قانونِ ستم وجور وموسس اساسِ ظلم وبدعت خلفاء الدین تھے۔ تاریخ بلاذری کے صفحہ (۶۲ م) سے ایک عبارت نقل کیجاتی ہے۔ (لما قتل ذبیح الحسینؑ بن علیؑ کتب عبداللہ بن عمر الی یزید بن معاویۃ اما بعد فقد عظمت الرزیۃ و جلت المصیبۃ وحدث فی الاسلام حدث عظیم ولا یوم کیوم الحسین۔ فکتب الیہ یزید اما بعد یا احمق فانا جئنا الی بیوتٍ منجدۃ وفرش ممہدۃ ووسائد فقاتلنا عنا فان یکن الحق لغیرنا فابوک اول من سن ہذا وابتز واستاثر بالحق علی اہلہ ومن ہہنا قیل قتل الحسین یوم السقیفۃ وقیل قتل ایضاً باسیاف ذاک البغی اول سلہا اصیب علی بسیف بن ملجم انتہٰی کلامہ۔) خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب جناب امام حسین علیہ السلام شہید ہوگئے تو عبداللہ ابن عمر نے یزید کو لکھا کہ قتلِ حسینؑ سے اسلام پر بڑا حادثہ واقع ہوا اور مصیبتِ عظمیٰ طاری ہوئی کہ جس کا پایاں نہیں۔ یزید نے جواباً ابن عمر کو

لکھا کہ اسے احمق ہم ایسے مکانات میں آئے ہیں کہ جن میں بکلف فرش بچھا ہوا تھا اور
بڑے بڑے اونچے تکئے لگے ہوئے تھے اور اس جنگ میں اگر حسینؑ حق پر تھے اور
مجھ سے خونِ ناحق واقع ہو کر اسلام حادثہ پذیر ہوا تو مجھ پر یہ الزام وارد نہیں ہو سکتا
بلکہ اصل ملزم تمہارے والد بزرگوار ہیں۔ جنہوں نے تخمِ ظلم بو کر بڑا تن آور درخت اگایا
اسی سبب سے خلافت کو یہ رائے لگانے کا موقع مل گیا کہ قتلِ حسینؑ سقیفہ بنی ساعدہ میں
واقع ہوا۔ جبکہ یہ تجویز جنابِ عمر حضرت ابوبکر کے سر پر دستارِ خلافت بندھوائی گئی
بلکہ قتلِ علی بھی اسی سقیفہ میں ہوا ہے۔ حقیر توضیحاً عرض کرتا ہے کہ کبھی کبھی جھوٹا سچی
بات بھی کہہ لیتا ہے جیسا کہ قرآن میں ایک موقع پر شیطان کا سچ کہنا آیا ہے۔ ایسے
ہی یزید کا بجوابِ عبداللہ ابنِ عمر یہ لکھنا کہ یہ تمام کارروائی تمہارے والد ماجد کی ہے
نہایت ہی صحیح اور قابلِ یقین ہے۔ کیونکہ اگر بخلافِ منشاءِ خدا و رسول سقیفہ بنی ساعدہ
میں حضرت ابوبکر خلیفہ نہ بنائے جاتے تو خاندانِ نبوت کیوں برباد ہوتا۔ جب اہلبیت
سے مسلمانوں کی سرداری چھین کر غیر مستحقین کو دی گئی تو پھر ہر شخص کو داعیہ ملک گیری
ہو گئی یہانتک کہ مروان و عبدالملک اور انکی اولاد تک تختِ خلافت کو پامال کرنے
لگی۔ میں یقین کرتا ہوں کہ بعد معائنہ مضامینِ خطوطِ عبداللہ ابنِ عمر و یزید غالباً
کسی شخص کو تامل نہ رہے گا کہ اصل واضعِ قانون ستم حضرت عمر و امثالہم تھے اور
معاویہ و یزید و مروان اس قانون کے چلانے والے اور ضابطہ بنانے والے تھے یہی
وجہ ہے کہ حضرات اہلسنت بحرمِ لعنِ علیؑ و اولادِ علیؑ۔ معاویہ کو ہمارے حوالہ کرنے میں
دریغ و مضائقہ کرتے ہیں۔ ان کو یہ خوف ہے کہ جب شیعہ کے پنجہ میں ہمنے مروجِ قانون
کو دیدیا۔ تو پھر وہ تمام کمیٹی جس نے قانون بنایا ہے مثلِ معاویہ شیعہ کے

تیر مطاعن سے سینہ فگار ہو جائیگی - میرا دل چاہتا ہے کہ اہل سنت کے سامنے ایک اور تاریخی مضمون پیش کروں عجب نہیں کہ بہ مقتضائے اسلام اسکو معائنہ فرما کر اس چور پہرے کے توڑنے کی ہمکو اجازت دیں - علیؑ و اولاد علی پر خطبوں میں لعن کرنے سے تو انکی طبیعتوں کو تزلزل و ہیجان نہیں ہوا - مگر میں بالیقین کہہ سکتا ہوں کہ مضمونِ ذیل کو دیکھکر عجب نہیں کہ خود بھی پر غضب ہو کر بعض الفاظ سے جنابِ معاویہ کی خدمت گذاری کریں اور نیز ہمکو بھی اجازت دیدیوین کہ جس طرح چاہیں اُن کے ساتھ الٹ پلٹ کریں وہ جوش دلانے والا پر عبرت و حیرت خیز مضمون یہ ہے کہ جس طرح یزید نے امام حسین علیہ السلام کو علانیہ قتل کرایا - ایسے ہی حضرت معاویہ سابق الاعن علی و اولاد علی نے جناب امام حسن علیہ السلام کو زہر دغا پلوایا - اُن کے مرنے سے مسرت ظاہر کی - ملا محمد حسین کاشفی صاحب تفسیر حسینی روضۃ الشہدا میں لکھتے ہیں - (و قبل ازیں حضرت معاویہ اورا (یعنی الیسو نیہ قاتلہ جناب امام حسن را) بمال دُنیا فریب داده قدرے زہر فرستادہ بود کہ در وقت فرصت در مشروبات و مطعومات آمیختہ شاہزادہ را بخورند - ہائے ہائے سنی صاحبان کیسے اہلبیت کے دوست ہیں کہ شاہزادہ حسن علیہ السلام کے قاتل کو خلیفہ پنجم و امیر معاویہ و رضی اللہ عنہ کہتے کہتے گلا خشک ہوا جاتا ہے - اگر کوئی شیعہ انکی تنقیصِ منزلت کرنے کا ذرا بھی ارادہ کرتا ہے - فوراً آنکھیں نیلی پیلی دکھا کر گلا گھونٹنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں اُس کی اصلیت یہ ہے کہ اس زمانہ میں اکثر اہلسنت ایسے پائے جائیں گے جو دل سے فدائے حسینؑ و خاکپائے اولادِ رسول ہیں - مگر ساتھ ہی اِس کے وہ معاویہ و دیگر خلفا کو مردِ مسلمان و مروّجِ دینِ نبوی سمجھکر اچھا خیال کئے ہوئے ہین -

علما نے اُن کے ذہنوں میں جما دیا ہے کہ رافضی لوگ حضرت معاویہ و خلفاء پر افترا پردازیاں و بہتان بندیاں کیا کرتے ہیں۔ پس نہ وہ بحث کی کتابیں دیکھتے ہیں اور نہ اُن کے علما اسچے واقعات سے بیچاروں کو آگاہ کرتے ہیں۔ کاش اُن کو یہ خبر ہماری ہی تحریر دیکھکر ہو جاوے کہ معاویہ حضرت علیؑ و اولادِ علیؑ کو خطبوں میں لعن کیا کرتا تھا اور امام حسنؑ کو زہرِ دغا پلوا کر شہید کیا تو میں یقین کرتا ہوں کہ مثل ہمارے وہ بھی معاویہ و امثالہم کو بُرا سمجھنے لگیں گے +



تاریخ الانبیا ہر سہ جلد

یہ کتاب مستطاب تصنیفات سے مولانا و مقتدانا مولوی الشیخ احمد صاحب دیو بندی کی ہے جنکی تحاریر شایستہ و مہذبانہ کا کل عالم ثناخواں ہے کیا مقدور ہے کہ کوئی مخالف یا مؤالف جناب ممدوح کی تحریر کے مقابلہ میں اف بھی نکر سکے نکتہ چینی کے لئے تو بڑا حوصلہ ہونا چاہئے ہاں ایک آدھ نااہل کہ جسکو ادعائے جہانیان جہاں گشت ہونے یا عالمگیر زمانہ کہلانے کا ہو اسکا کچھہ ذکر ہی نہین اس تاریخ میں یہ دکھایا گیا ہے کہ صفحہ عالم پر جسقدر اولوالعزم پیغمبر یا انبیا گزرے ہیں ان کے بعد ان کے خلیفہ یا حواریین یا نائب اور اوصیا ضرور بالضرور ہوئے ہین اور کس کس اوصاف حمیدہ ولیاقت لایقہ و خصائل پسندیدہ کے تھے اور جس شخص میں مجملہ اوصاف مذکورہ کے ایک بھی صفت نہو وہ ہرگز ہرگز نہ قابلیت نیابت ہی رکھتا ہے اور نہ خلافت ہی کا مستحق سمجھا جاتا ہے اور نہ اسکو نائب منصوص من اللہ کہا جاتا ہے پہلی جلد میں جناب آدم صفی اللہ سے لیکر تا دوران عیسےٰ مریم علیہ السلام معہ ذکر کتب و صحف سابقہ وغیرہ وغیرہ حتٰی کہ چھہ صفحہ پر فہرست مضامین ہے جلد دوم میں حضرت اسمٰعیل ع پیغمبر سے لیکر معہ بشارات نبوت و حالات غزوات جناب سرور کائنات و تفصیل ازواج آنحضرت صلعم مندرج ہے جلد سوم متضمن بحالات انبیا و اوصیائے انبیا ہے غرضیکہ کہانتک لکھا جائے اسکی خوبی دیکھنے پر منحصر ہے - ہماری عادت خلاف واقعہ تعریف کرنے کی نہیں اگر آپکے کتب خانہ میں یہہ کتاب نہیں تو ضرور منگا لیجئے قیمت ؏

تنبیہہ - ہر سہ جلد ایک ساتھہ فروخت ہوتی ہیں ◆

تہذیب المتین فی تاریخ امیر المومنینؑ ہر دو جلد

بخدمت شائقینِ علمِ تاریخ لائح ہو کہ وہ کتاب جسکی حد سے زیادہ ضرورت تھی اور جو زبان اردو میں آجتک نہ لکھی گئی تھی تیار ہو گئی ہے اس کتاب کا نام تہذیب المتین فی تاریخ امیر المومنین ہے پہلی جلد کے دونوں حصوں میں جناب امیرؑ کے روز پیدائش سے لیکر تا عہدِ خلافت تمام واقعات و مناقشات و مشاجرات ذرہ ذرہ بھر مندرج ہیں اور دوسری جلد میں عہد خلافت سے لیکر روز شہادت تک کی کل کیفیت مفصل و مشرح و موضح بیان کی گئی ہے کہ بعد اختتامِ ثلاثہ اہل حل و عقد مہاجرین و انصار نے کس طرح جناب امیرؑ کی بیعت پر اجماع کیا صحابۂ رسولخدا نے کسطرح وہ حدیث یاد دلائی کہ اے علیؑ تم میں سات فضیلتیں ہیں جو سوائے تمہارے کسی میں نہیں پھر کسطرح ذوق و شوق سے بیعت کی اور اسکے بعد کن کن اصحاب نے باوجود ان فضیلتوں کے علم کے بیعت توڑ ڈالی جھگڑے قضیے کھڑے کئے مومنین کا ناحق خون کیا ترقی فتوحات اسلام میں حارج ہوئے رعایا کے امن و چین کو برباد کیا عمال خلیفۂ برحق کی تذلیل کی اور عمال بنی امیہ جنکے سب افعال مخالفِ کتاب خدا و سنت رسول تھے انکا ساتھ دیا غرض کہانتک بیان کیا جائے یہ کتاب جملہ خوبیوں کا مجموعہ ہے اور اکثر کتب معتبرۂ فریقین کا خلاصہ بلکہ لب لباب ہے جن میں سے چند کے نام ہدیۂ ناظرین ہوتے ہیں اہل تسنن کی کتب روضۃ الاحباب و روضۃ الصفا و تاریخ ابو الفدا و تاریخ ابن اعثم کوفی و شرح نہج البلاغۃ و شرح دیوان جناب امیرؑ سے اور اہلِ تشیع کی کتب بحار الانوار حق الیقین نہج البلاغہ جلاء العیون ارشاد شیخ مفید احتجاج طبرسی کامل بہائی ناسخ التواریخ و مجالس المومنین وغیرہ کتب سے اکثر مضامین اخذ کئے گئے ہیں یا ایں ہمہ نہایت اہتمام کیساتھ اعلیٰ درجہ کی خوشخط و صحیح دو قسم کے کاغذ پر چھاپی گئی ہے قیمت رعایتی ہر دو جلد کاغذ ولایتی مع ... واضح ہو کہ کاغذ حنائی کا کوئی نسخہ مطبع ہذا میں باقی نہیں ✣

تاریخ الانبیا ہر سہ جلد

یہ کتاب مستطاب تصنیفات سے جناب مولانا و مقتدانا مولوی الشیخ احمد صاحب دیوبندی کی ہے جنکی تحاریر شایستہ و مہذبانہ کا کل عالم ثناخواں ہی کیا مقدور ہے کہ کوئی مخالف یا موٴالف جناب ممدوح کی تحریر کے مقابلہ میں اُف بھی کرسکے نکتہ چینی کیلئے تو بڑا عالی حوصلہ ہونا چاہیئے ہاں ایک وہ نااہل کہ جسکو ادعاے جہانیان جہاں گشت ہونے یا عالمگیر زمانہ کہلانے کا ہو اُسکا کچھ ذکر ہی نہیں اِس تاریخ میں یہ دکھایا گیا ہے کہ صفحۂ عالم پر جسقدر اولوالعزم پیغمبر یا انبیا گزرے ہیں اُن کے بعد اُن کے خلیفہ یا حوارئیین یا نایب اور اوصیا ضرور یا بالضرور ہوئے ہیں اور کس کس اوصافِ حمیدہ و لیاقت لئیقہ و خصائل پسندیدہ کے تھے اور جس شخص میں منجملہ اوصاف مذکورہ کے ایک بھی صفت نہو وہ ہرگز ہرگز نہ قابلیتِ نیابت ہی رکھتا ہے اور نہ خلافت ہی کا مستحق سمجھا جاتا ہے اور نہ اُسکو نائب مخصوص من اللہ کہا جاتا ہے پہلی جلد میں جناب آدم صفی اللہ سے لیکر تا دورانِ عیسےٰ مریم علیہ السلام معہ ذکر کتب و صحفِ سابقہ وغیرہ وغیرہ حتیٰ کہ چھ صفحہ پر فہرست مضامین ہے جلد دوم میں حضرت اسمعیل پیغمبر سے لیکر معہ بشاراتِ نبوت و حالات غزوات جناب سرور کائنات و تفصیل ازواج آنحضرت صلعم مندرج ہے جلد سوم متضمن بحالات انبیا و اوصیائے انبیا۔ غرضیکہ کہانتک لکھا جائے اِسکی خوبی دیکھنے پر منحصر ہے۔ ہماری عادت خلاف واقعہ تعریف کرنے کی نہیں اگر آپکے کتب خانہ میں یہ کتاب نہیں تو ضرور منگائے۔ قیمت عصہ ؍ **تنبیہ** ہر سہ جلد ایکساتھ فروخت ہوتی ہیں۔

تہذیب المتین فی تاریخ امیر المومنین ہر دو جلد

بخدمت شائقین علم تاریخ واضح و لائح ہو کہ وہ کتاب جسکی حد سے زیادہ ضرورت تھی اور جو زبانِ اُردو میں آجتک لکھی گئی تھی تیار ہو گئی ہے اِس کتاب کا نام تہذیب المتین فی تاریخ امیر المومنینؑ ہے پہلی جلد کے دونوں حصوں میں جناب امیرؑ کے روز پیدایش سے لیکر تا عہدِ خلافت تمام واقعات و مناقشات و مشاجرات ذرہ ذرہ بھر مندرج ہیں اور دوسری جلد میں عہد خلافت سے لیکر روز شہادت تک کی کل کیفیت مفصل و مشرح و موضح بیان کی گئی ہے کہ بعد اختتام بالشہ اہل حل و عقد مہاجرین و انصار نے کس طرح جناب امیرؑ کی بعیت پر اجماع کیا صحابہ رسول خداؐ نے کس طرح وحدیث یاد دلائی کہ اے علیؑ تم میں سات فضیلتیں ہیں جو سوائے تمہارے کسی میں نہیں پھر کس طرح ذوق و شوق سے بعیت کی اور اسکے بعد کن کن اصحاب نے باوجود ان فضیلتوں کے علم کے بعیت توڑ ڈالی جھگڑے قضیے کھڑے کیے مومنین کا ناحق خون کیا ترقی فتوحاتِ اسلام میں حارج ہوئے رعایا کے امن و چین کو برباد کیا عمالِ خلیفہ برحق کی تذلیل کی اور عمال بنی امیہ جنکے سب افعال مخالفِ کتاب خدا و سنت رسول تھے انکا ساتھ دیا غرض کہانتک بیان کیا جائے یہ کتاب جملہ خوبیوں کا مجموعہ ہے اور اکثر کتب معتبرہ فریقین کا خلاصہ بلکہ لب لباب ہے جن میں سے چند کے نام ہدیۂ ناظرین ہوتے ہیں اہل تسنن کی کتب روضۃ الاحباب روضۃ الصفا و تاریخ ابو الفدا و تاریخ ابن اعثم کوفی و شرح نہج البلاغۃ و شرح دیوان جناب امیرؑ سے اور اہل تشیع کی کتب بحار الانوار حق الیقین نہج البلاغۃ جلاء العیون ارشاد شیخ مفیدؒ احتجاج طبرسی کامل بہائی ناسخ التواریخ و مجالس المومنین وغیرہ کتب سے اکثر مضامین اخذ کیے گئے ہیں باایں ہمہ نہایت اہتمام کے ساتھ اعلیٰ درجہ کی خوشخط و صحیح دو قسم کے کاغذ پر چھاپی گئی ہے قیمت رعایتی ہر دو جلد کاغذ ولایتی ۱۲ عہ ر

واضح ہو کہ کاغذ حنائی کا کوئی نسخہ مطبع ہذا میں باقی نہیں۔